عمران سیریز
سپیشل سپلائی
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

# سپیشل سپلائی

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

پاکستان ورچوئل لائبریری

# چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ! نیا ناول سپیشل سپلائی آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ اس ناول میں عمران ذاتی طور پر ایک طالب علم کے قتل کی انکوائری کراتا ہے اور یوں طالب علم کے اس قتل کی واردات کا دائرہ کار بہت دور تک پھیلتا چلا جاتا ہے اور ایک ایسی کہانی سامنے آ جاتی ہے کہ عمران خود بھی حیرت زدہ رہ جاتا ہے ۔ یہ ناول قطعی منفرد انداز میں لکھی گئی ایک ایسی کہانی ہے جس میں سسپنس اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات نے مل کر اس کہانی کو جاسوسی ادب میں ایک قطعی جداگانہ حیثیت دے دی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دلچسپ اور عام ڈگر سے ہٹ کر لکھی گئی کہانی آپ کو پسند آئے گی ۔ حسب سابق اپنی آراء سے ضرور نوازیئے گا ۔ کہانی پڑھنے سے پہلے حسب دستور اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔

کراچی سے طلال مصطفیٰ جعفری صاحب لکھتے ہیں ۔ " آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن آپ سے چند باتیں ضرور کرنی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ کیپٹن شکیل کے کردار پر ایک علیحدہ ناول لکھیں دوسری یہ کہ ٹائیگر کو تو اب آپ باقاعدہ سیکرٹ سروس کا ممبر بنا دیں اور تیسری بات یہ کہ سائنس آپ کے ناولوں میں کچھ زیادہ ایڈوانس ہوتی جا رہی ہے ۔ اسے حد میں

رکھیں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری باتوں پر ضرور غور کریں گے "۔

محترم طلال مصطفیٰ جعفری صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ، جہاں تک آپ کی چند باتوں کا تعلق ہے تو آپ بیشک چند کے ساتھ ہزار کا لفظ بھی لکھ دیں ۔ میں ضرور ان پر غور کروں گا ۔ لیکن ایک گذارش ہے کہ ناول تو عمران کا ہوتا ہے میرے حصے میں تو "چند باتیں" ہی آتی ہیں اگر یہ "چند باتیں" بھی آپ نے کرنی شروع کر دیں تو پھر میں تو صرف السلام علیکم اور وعلیکم السلام تک ہی محدود ہو کر رہ جاؤں گا ۔ جہاں تک آپ کی ان چند باتوں کا تعلق ہے تو کیپٹن شکیل کے کردار پر علیحدہ ناول لکھنے کا اصرار بے شمار قارئین کی طرف سے ہو رہا ہے ۔ انشاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد آپ کی یہ فرمائش پوری کر دوں ۔ جہاں تک ٹائیگر کے سیکرٹ سروس کا باقاعدہ رکن بننے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں پہلے بھی کئی بار میں لکھ چکا ہوں کہ ٹائیگر اپنے کردار کے لحاظ سے جس ماحول میں ایڈجسٹ ہے ۔ ایسے ماحول میں رہنے والا سیکرٹ سروس کا ممبر کیسے بن سکتا ہے اور اگر ٹائیگر سیکرٹ سروس کا ممبر بن گیا تو پھر لامحالہ اسے اس ماحول سے نکلنا پڑے گا اور پھر شاید اسے تنخواہ تو مل جائے لیکن ...... اب مزید کیا لکھوں ۔ آپ تو سمجھدار ہیں ۔ جہاں تک آپ کی آخری بات کا تعلق ہے تو محترم سائنس کی اپنی کوئی حد نہیں ہے تو میں کس طرح سائنس کو اس کی حد میں رکھ سکتا ہوں ۔ امید ہے میری یہ بات آپ پر پوری طرح واضح ہو گئی ہو گی ۔

لاہور ۔ بھٹہ چوک سے عامر بشیر صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں آپ کے ناول پڑھتے ہوئے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ سب کچھ میرے سامنے ہو رہا ہو ۔ منشیات کا زہر ہمارے معاشرے میں انتہائی تیزی سے پھیل رہا ہے ۔ برائے کرم اس کے خلاف ایسے ناول لکھیں جس سے نوجوانوں میں اس زہر کے خلاف شدید نفرت پیدا ہو جائے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے پر تاثیر الفاظ بے شمار نوجوانوں کو سدھار دیں گے "۔

محترم عامر بشیر صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ منشیات کے خلاف آپ کا جذبہ انتہائی قابل قدر ہے ۔ میں انشاء اللہ ضرور اس پر لکھتا رہوں گا ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے قارئین سے بھی گذارش کروں گا کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں منشیات کے خلاف تنظیمیں بنا کر اس کے خلاف جہاد کریں ۔ منشیات کے عادی افراد کو اس سے نجات دلانے کے لئے امداد باہمی کے انداز میں چھوٹے ہسپتال قائم کریں مجھے یقین ہے کہ اگر ہمارے ملک کے نوجوان اس زہر کے خلاف جہاد پر پورے خلوص سے کام شروع کریں تو قوم اور ملک کو یقیناً اس سے قطعی نجات مل جائے گی ۔ بات صرف نیک نیتی خلوص اور جذبے کی ہے جس کی ہمارے نوجوانوں میں کوئی کمی نہیں ہے ۔

علی پور سے صفدر علی حیدری صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کی تقریباً تمام کہانیاں پڑھ چکا ہوں آپ کی تحریروں کی تعریف کرنے کے لئے تو

میرے پاس حقیقتاً الفاظ ہی نہیں ہیں۔آپ جس طرح فحاشی کے اس دور میں صاف ستھری، پاکیزہ، اصلاحی اور حب الوطنی سے بھرپور تحریریں لکھ رہے ہیں اور جس طرح آپ اپنے پاکیزہ اور موثر قلم سے نوجوانوں کی کردار سازی کر رہے ہیں اس پر آپ کو جس قدر خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔آپ نے ایک ناول میں لکھا تھا کہ آپ قارئین کی طرف سے بھیجے گئے تمام خطوط پڑھتے ہیں اس بات نے مجھ جیسے خاموش قاری کو خاموشی توڑنے پر آمادہ کیا ہے۔آپ نے فلسطین افغانستان اور کشمیر کے موضوع پر بے حد خوبصورت تحریریں پڑھنے کے لئے دی ہیں۔مجھے یقین ہے کہ آپ ان دوسرے ممالک جہاں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں پر بھی ضرور ناول لکھیں گے مجھے ایسے ناولوں کا شدت سے انتظار رہے گا۔

محترم صفدر علی حیدری صاحب۔خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔آپ نے جس جذبے اور خلوص کے ساتھ خط لکھا ہے میں اس کے لئے آپ کا دلی طور پر ممنون ہوں۔جہاں تک ان دوسرے ممالک جہاں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں ناول لکھنے کا تعلق ہے تو انشاءاللہ آپ کو ایسے ناول ضرور پڑھنے کو ملیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

کال بیل کی آواز سنتے ہی عمران نے چونک کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب پر سے نگاہیں ہٹائیں اور زور سے سلیمان کو آواز دی۔

"سلیمان۔آغا سلیمان پاشا صاحب۔ذرا جا کر کال بیل بجانے والے کی زیارت تو کرو۔اتنے دنوں بعد جس نے بھی کال بیل بجائی ہے۔یقیناً کوئی نیک بخت ہی ہو گا"...... عمران نے کہا

"آپ خود ہی اس نیک بخت کو وصول کریں۔کیونکہ آپ کی تمام نیک بختی میرے پاس پہنچ چکی ہے اور اب آپ کے پاس بختی کم ہو چکی ہے۔یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اس کم کو پہلے لگا لیں اور بختی کو بعد میں"...... سلیمان کی آواز راہداری سے آتی ہوئی سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"چلو شکر ہے کہ تم نے یہ بات تو تسلیم کی کہ کوئی چیز تو مجھ سے تمہارے پاس پہنچ چکی ہے۔کم از کم اب کچھ عرصے سے تنخواہوں کے

مطالبے سے تو جان چھوٹ جائے گی"........ عمران نے جواب دیا۔

"اتنی آسانی سے جان چھوٹ سکتی تو میں کب کا دو چار بڑے بڑے ہوٹلوں کا مالک بھی بن چکا ہوتا اور شہر کا معزز آدمی بھی۔ خواہ مخواہ اس ڈربے میں پڑا آٹے دال کو کیوں روتا رہتا"........ سلیمان نے دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس خوب صورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب ہیں"........ دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لیکن آواز عمران کے لئے اجنبی تھی۔

"آپ کون صاحب ہیں"........ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"میرا نام پروفیسر احسن رضا ہے۔ مجھے ایک ذاتی کام سے عمران صاحب سے ملنا ہے"........ وہی مردانہ آواز دوبارہ سنائی دی۔

"جی تشریف لے آیئے۔ صاحب موجود ہیں"........ سلیمان نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ پروفیسر کے تعارف کی وجہ سے سلیمان کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا ہے۔ وہ واقعی استادوں کی دل سے قدر کرنے کا عادی تھا۔ عمران بھی کرسی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"السلام علیکم۔ تشریف لایئے۔ میرا نام علی عمران ہے"۔ عمران نے دروازے پر پہنچ کر خود سلام میں پہل کرتے ہوئے آنے والے کا استقبال کیا۔

"وعلیکم السلام۔ جناب۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے۔ اس



کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ میرا نام احسن رضا ہے اور میں ایک مقامی کالج میں استاد ہوں۔ آپ سے ایک ذاتی کام تھا۔ اس لئے حاضر ہوا ہوں"........ آنے والے نے جو ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ قدرے جھجکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں جناب۔ ڈسٹربنس کیسی۔ آپ استاد ہونے کی وجہ سے ہم سب کے لئے قابل احترام ہیں۔ تشریف رکھیئے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی شکریہ"........ احسن رضا نے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میری رہائش کریم نگر میں ہے۔ جہاں اکبر علی صاحب ٹھیکیدار رہتے ہیں کچھ عرصہ پہلے ان کی بیٹی ندرت کو اغوا کر لیا گیا تھا اور آپ نے اس سلسلہ میں ان کی مدد کی تھی۔ آپ کا پتہ مجھے اکبر علی صاحب نے ہی دیا ہے۔ وہ میرے محلہ دار بھی ہیں اور میرے دوست بھی اور انہوں نے آپ کے اخلاق کی اس قدر تعریف کی تھی کہ میں ہمت کر کے آپ کے پاس آ گیا ہوں"۔ احسن رضا نے کہا تو عمران کو "بلڈی گیم" والا کیس یاد آ گیا........ جس میں واقعی سرداور کی دور کی عزیزہ ایک سائنس سٹوڈنٹ ندرت کو اغوا کیا گیا تھا اور عمران نے اس کیس پر کام کیا تھا۔

"جی ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ آپ فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس نے ہاتھ میں ٹرے اٹھائی ہوئی تھی۔ جس

میں کافی کی دو پیالیوں کے ساتھ ساتھ بسکٹ کی پلیٹ بھی موجود تھی۔

"اوہ اس تکلف کی ضرورت نہ تھی میں تو غرض مند ہوں۔ آپ اگر میری بات ہی سن لیں تو میرے لئے یہی بہت ہے"...... احسن رضا نے کہا۔

"آپ استاد ہیں جناب اور آپ کی خدمت ہم پر فرض ہے۔ آپ قطعی بے فکر ہو کر بات کریں۔ میرے بس میں جو ہوا۔ آپ کے لئے میں ضرور کروں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ آپ کی ان باتوں نے واقعی میری بے حد ڈھارس بندھائی ہے"...... احسن رضا نے کہا اور سلیمان کے واپس جانے کے بعد عمران کے کہنے پر اس نے کافی کی پیالی اٹھالی۔

"عمران صاحب۔ میرا بیٹا رشید مقامی کالج میں بی۔ اے کا سٹوڈنٹ ہے۔ انتہائی نیک اور فرمانبردار بچہ ہے۔ آج تک کسی جھگڑے یا کسی اور چکر میں نہیں پڑا۔ لیکن اب وہ قتل کے الزام میں جیل میں بند ہے اور میری دنیا اندھیر ہو چکی ہے"...... احسن رضا نے آہستہ آہستہ کہا۔ تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"قتل کے الزام میں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ اپنے دوست اور کلاس فیلو رفیق کے قتل کے الزام میں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میرا بیٹا بے گناہ ہے۔ اسے ایک سازش کے تحت اس کیس میں پھنسایا گیا ہے۔ لیکن اس کے خلاف شہادتیں ایسی پیش کی گئی ہیں کہ کسی کو اس کی بے گناہی کا یقین نہیں آتا اور



اگر اس سازش کا بھانڈا نہ پھوٹا تو وہ بے گناہ ہونے کے باوجود یقیناً پھانسی چڑھ جائے گا"...... احسن رضا نے گلو گیر لہجے میں کہا۔

"آپ مجھے پوری تفصیل بتائیں۔ پلیز"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ میرا بیٹا اور مقتول رفیق موٹر سائیکل پر سوار احمد آباد کی طرف جا رہے تھے۔ رفیق کی رہائش احمد آباد میں ہی تھی۔ میرا بیٹا رشید اور رفیق دونوں ہی ہاکی کے اچھے پلیئر تھے۔ اس وقت ان کے پاس ہاکیاں بھی تھیں۔ احمد آباد میں انہوں نے وہاں کے رہنے والے ایک بااثر غنڈے افضل کو ایک سکول کی طالبہ پر آواز کستے دیکھا تو انہوں نے اسے منع کیا۔ اس پر وہ افضل بھڑ گیا۔ اس نے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ ان دونوں کا خون جوان تھا اور پھر یہ کالج کے سٹوڈنٹ بھی تھے۔ اس لئے یہ دونوں اس سے الجھ پڑے۔ لیکن ارد گرد کے لوگوں نے درمیان میں پڑ کر جھگڑا ختم کرایا۔ لیکن افضل انتقام لینے کی دھمکیاں دیتا ہوا چلا گیا اور یہ دونوں رفیق کے مکان میں پہنچ گئے۔ وہاں کچھ دیر رکنے کے بعد میرا بیٹا موٹر سائیکل پر واپس اپنے گھر آگیا۔ شام کو وہ ہاکی کھیلنے چلا گیا۔ لیکن اس کی واپسی سے پہلے ہی پولیس میرے گھر پہنچ گئی اور رشید کے بارے میں پوچھا۔ تو میں نے انہیں بتایا کہ وہ ہاکی کھیلنے گیا ہوا ہے۔ اسی لمحے رشید واپس آ گیا اور تب پولیس نے بتایا کہ رفیق کو اس کے مکان میں قتل کر دیا گیا ہے اور قاتل رشید ہے اور پولیس رشید کو گرفتار کر کے لے گئی۔

میں بے حد پریشان ہوا۔ میں محلے کے معززین کو ساتھ لے کر تھانے گیا۔ تو وہاں جا کر پتہ چلا کہ اس قتل کے عینی شاہد موجود ہیں اور انہوں نے پولیس کو حلفیہ بیان دیا ہے کہ رفیق کو رشید نے ہی قتل کیا ہے۔ وہ خنجر جس سے رفیق کو قتل کیا گیا ہے۔ وہ بھی رشید نے برآمد کرا دیا ہے اور اس خنجر پر رشید کی انگلیوں کے نشانات بھی موجود ہیں اور ایسے ہی کئی اور ثبوت بھی پولیس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ میں حوالات میں بند رشید سے جا کر ملا تو وہ بیٹھا رو رہا تھا اور اس نے قسمیں اٹھا کر اور رو رو کر مجھے بتایا کہ وہ جب رفیق کے گھر سے واپس آیا تھا تو رفیق زندہ سلامت موجود تھا اور اس نے کوئی خنجر برآمد نہیں کرایا بلکہ پولیس آفیسر نے ایک خنجر اسے پکڑنے کے لئے یہاں حوالات میں دیا اور پھر اس سے لے لیا یہ سب اس کے خلاف سازش ہے۔ میں رفیق کے گھر گیا۔ رفیق کسی گاؤں کا رہنے والا تھا اور اس نے وہاں اپنی رہائش کے لئے ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ وہ اکیلا رہتا تھا۔ رفیق کو اس مکان کی بیٹھک میں ہی قتل کیا گیا تھا۔ اس کے سینے میں خنجر اتارا گیا تھا۔ میں نے اپنے طور پر محلے داروں سے بات کی۔ لیکن کوئی بھی مجھے اصل بات نہیں بتا سکا۔ یہ درست ہے کہ رشید میرا بیٹا ہے۔ لیکن عمران صاحب خدا گواہ ہے کہ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ کسی انسان کا قتل تو ایک طرف ایک بلی تک کو نہیں مار سکتا اور پھر رفیق سے تو اس کی انتہائی گہری دوستی تھی۔ وہ بے گناہ ہے اس کے خلاف بھیانک سازش کی گئی ہے اور یقیناً یہ سازش اس



افضل نے کی ہوگی۔ لیکن میرے پاس ایسے وسائل نہیں ہیں کہ میں اس سازش کا بھانڈا پھوڑ سکوں۔ اس لئے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ تاکہ آپ میری امداد کریں اگر میرا بیٹا واقعی بے گناہ ہے تو اسے کسی سازش کے تحت پھانسی نہیں چڑھنا چاہئے اور اگر اس نے قتل کیا ہے تو پھر ظاہر ہے۔ اسے اپنے جرم کی سزا بھگتنی چاہئے"...... احسن رضا نے کہا۔

"آپ اس افضل سے ملے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے کوشش کی تھی۔ لیکن مجھے بتایا گیا کہ افضل شہر سے باہر گیا ہوا ہے"...... احسن رضا نے جواب دیا۔

"کس تھانے کا کیس ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"تھانہ احمد آباد کا"...... احسن رضا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میں اپنے طور پر تحقیقات کروں گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر رشید واقعی بے گناہ ہے تو اس کا بال تک بیکا نہ ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب۔ آپ کی اس بات نے مجھے خاصا اطمینان دلایا ہے۔ اب مجھے اجازت دیجئے"۔ احسن رضا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ مطمئن رہیں اگر رشید سچا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا" ...... عمران نے کہا اور پھر وہ احسن رضا کو نیچے سیڑھیوں تک چھوڑنے کے لئے آیا۔ گو احسن رضا منع کرتا رہا۔ لیکن عمران نہ مانا۔ کیونکہ بہر حال احسن رضا استاد تھا اور عمران کی عادت تھی کہ وہ

استادوں کی دل سے عزت کرتا تھا۔ اسے بچپن سے ہی یہی تربیت د
گئی تھی کہ استاد کا مقام بیحد قابل احترام ہوتا ہے اور جو آدمی استادوں
احترام دل سے کرتا ہے۔ وہی اس دنیا میں کامیاب و کامران ہوتا ہے۔
یہی وجہ تھی کہ نہ صرف وہ بلکہ سلیمان جو ان کے گھر میں ہی پلا بڑھا تھ
استاد کے مقام کو جانتے تھے۔

عمران نے واپس آکر الماری سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ اوور"...... عمران نے کال دینی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب اوور"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر احمد آباد علاقے میں ایک طالب علم رفیق نامی نوجوان کا قتل ہوا ہے اور اس قتل کے الزام میں اس کا ایک دوست اور طالب علم رشید کو گرفتار کیا گیا ہے۔ رشید کا والد میرے پاس آیا تھا۔ وہ ایک مقامی کالج میں استاد ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا ہے۔ اس کے مطابق رشید بے گناہ ہے اور اسے سازش کے تحت اس قتل میں پھنسایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اس کا شبہ احمد آباد کے کسی غنڈے افضل پر ہے جس سے قتل والے روز ہی رفیق اور رشید کا جھگڑا ہوا تھا۔ تم اس سلسلے میں فوری طور پر انکوائری کرو۔ اگر رشید واقعی بے گناہ ہے۔ تو پھر یہ تمہارا فرض ہے کہ تم اس کی بے گناہی ثابت کرو اور اصل قاتل



کا سراغ لگاؤ"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں ابھی اس کیس پر کام شروع کر دیتا ہوں مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ظاہر ہے فوری طور پر وہ یہی کر سکتا تھا اور اسے یقین تھا کہ ٹائیگر اس سلسلے میں اصل بات کا سراغ لگالے گا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔

وسیع وعریض کمرے کے فرش پر دبیز ایرانی قالین بچھا ہوا تھا اور اس پر قدیم طرز کا بھاری فرنیچر موجود تھا۔ دیواروں پر جگہ جگہ جدید اسلحہ لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ چار مشین گنوں سے مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ جب کہ ایک کونے میں صوفے کی اکیلی کرسی پر ایک نوجوان آدمی جس کی لمبی لمبی مونچھیں تھیں بیٹھا ہاتھ میں پکڑے ہوئے اخبار کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور نوجوان نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

" افضل آیا ہے شہر سے "...... اس ادھیڑ عمر نے اندر داخل ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" بلاؤ اسے "...... نوجوان نے کہا۔ اس کی آواز اس کی عمر کے لحاظ سے زیادہ بھاری بھی تھی اور اس میں کرختگی کا عنصر بھی موجود تھا اور



ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے واپس چلا گیا۔ نوجوان نے اخبار ایک طرف موجود تپائی پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کی مونچھوں کا سٹائل بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا کے انتہائی ادنیٰ طبقے سے ہے۔

" سلام صاحب "...... اس نے اندر آ کر ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سلام کرتے ہوئے اس نوجوان سے کہا۔

" آؤ بیٹھو افضل "...... نوجوان نے اسی طرح بھاری اور قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

" شکریہ صاحب "...... افضل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نوجوان نے اسے بیٹھنے کا کہہ کر اسے بہت بڑا اعزاز بخش دیا ہو۔

" بتاؤ۔ کیا ہوا کام کا "...... نوجوان نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" کام تو ہو گیا صاحب۔ لیکن ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ مگر میں نے نمٹا دیا ہے "...... افضل نے جواب دیا اور نوجوان افضل کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" کیسا مسئلہ۔ تفصیل سے بتاؤ "...... نوجوان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ میں ایئر پورٹ مال پہنچانے جا رہا تھا کہ راستے میں دو طالب علم جن میں سے ایک میرے محلے میں ہی رہتا ہے۔ مجھ سے الجھ

پڑے "...... افضل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور نوجوان افضل کی بات سن کر پریشان سا ہو گیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئیں۔

" کیوں۔ کیا مال کے لئے الجھے تھے "...... نوجوان نے غراتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں جناب۔ دراصل راستے میں ایک خوبصورت سی لڑکی جا رہی تھی اور آپ تو جانتے ہیں کہ خوب صورتی میری کمزوری ہوتی ہے۔ میں نے بات کرنے کی کوشش کی تو یہ دونوں لڑکے جو وہاں سے گزر رہے تھے۔ مجھ سے الجھ پڑے اور جناب مال کا پیکٹ جو میں نے بیلٹ کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ نیچے گر پڑا۔ جسے ایک نوجوان نے اٹھا لیا اور اس نے دیکھتے ہی شور مچا دیا کہ اس میں منشیات ہے۔ جب کہ اس کا دوسرا ساتھی بھی یہ پیکٹ مجھ سے چھیننے لگا۔ میں پریشان ہو گیا۔ اس دوران ارد گرد کے لوگ آگئے۔ انہوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ میں فوراً وہاں سے نکل آیا اور پھر میں مال ایئرپورٹ پہنچا کر جیسے ہی واپس اپنے اڈے پر پہنچا۔ تو یہ دونوں بھی وہیں آگئے اور انہوں نے دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ وہ پولیس کو اطلاع دے کر چھاپہ مروائیں گے۔ اسی لمحے مجھے آپ کی ہدایت یاد آگئی کہ دشمن کو کبھی کمزور نہ سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے دوسرے لڑکے کے پیچھے بھیجا۔ ایک تو ہمارے محلے میں اکیلا ایک مکان میں رہتا تھا۔ جب کہ دوسرا کسی اور محلے میں رہتا تھا۔ اس طرح میرے



آدمی اس لڑکے کا مکان اور اس کا نام معلوم کر کے آئے۔ تو میں نے محلے میں رہنے والے نوجوان رفیق کو اپنے خاص آدمی سے قتل کرایا اور تھانے دار کو جو ہمارے گروپ کا ہی آدمی ہے۔ یہ کہہ دیا کہ قتل کا الزام دوسرے لڑکے پر آنا چاہئے اور ثبوت بھی ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ لڑکا پھر کبھی جیل سے باہر نہ آسکے اور جیل سے اس کی رہائی بھی ہو تو لاش کی صورت میں ہونی چاہئے۔ چنانچہ کارروائی شروع ہو گئی۔ تھانے دار نے عینی گواہ بھی بنا لئے۔ اس لڑکے کو گرفتار کر کے اس کے دوسرے ثبوت بھی تیار کر لئے۔ اس طرح دونوں کا معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اور میں مال لے کر یہاں کے لئے روانہ ہو گیا۔ مال میں نے منیجر صاحب کو دے دیا ہے "...... افضل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اتنے لمبے چوڑے چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ دونوں کا ہی خاتمہ کر دینا تھا "...... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں جناب۔ اس روز میرا سب کے سامنے ان کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا اور پھر دونوں کے قتل کی صورت میں سپیشل پولیس تفتیش کر سکتی تھی۔ لیکن اب معاملہ ہمیشہ کے لئے نمٹ گیا ہے۔ ایک قتل ہو گیا۔ دوسرا اس کے قتل کے الزام میں پکڑا گیا اور مجھ پر یا میرے آدمیوں پر اب کسی طرح بھی کوئی شبہ نہیں کر سکتا۔ ہماری زبان میں صاحب اسے معاملہ ٹھپ دینا کہتے ہیں اور یہ معاملہ اب درست طریقے سے ٹھپ دیا گیا ہے "...... افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو لڑکا گرفتار ہوا ہے۔اس کا نام کیا ہے"...... نوجوان نے پوچھا۔

"رشید ہے نام اس کا اور کسی پروفیسر کا بیٹا ہے صاحب"۔افضل نے جواب دیا۔

"اس کا باپ پروفیسر ہے۔کہیں وہ ایس۔پی۔یا ڈی۔آئی۔جی تک نہ پہنچ جائے"...... نوجوان نے کہا۔

"گیا تھا صاحب۔لیکن ہر طرف تو ہمارے آدمی موجود ہیں۔کسی نے اس کی بات نہیں سنی۔کیونکہ تھانے دار نے انتہائی واضح اور پکے ثبوت بنائے ہیں۔ان ثبوتوں کے مقابلے میں اس کی کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا صاحب"...... افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اچھا کیا کہ معاملہ ٹھپ دیا۔ورنہ اگر تم ویسے ہی یہاں آ جاتے تو پھر ہمیں تمہارا معاملہ ٹھپ دینا پڑتا"...... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں صاحب۔آپ کے سب اصول جانتا ہوں صاحب اس لئے تو میں نے فوری طور پر معاملہ ٹھپ دیا ہے"...... افضل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"منیجر کو بلاؤ اعظم"...... نوجوان نے ایک طرف کھڑے مسلح افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"...... ان مسلح افراد میں سے ایک نے جواب دیا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔چند لمحوں بعد اس کی



واپسی ہوئی۔تو اس کے ساتھ وہی ادھیڑ عمر آدمی تھا جس نے پہلے افضل کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

"ہال او۔کے ہے منیجر"...... نوجوان نے کہا۔

"جی ہاں جناب۔میں نے مطلوبہ پوائنٹ پر بھجوا دیا ہے"...... منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔افضل کو ساتھ لے جاؤ اور اس کے معاوضے کے علاوہ ایک لاکھ روپے انعام بھی دے دو۔کیونکہ اس نے انتہائی سمجھداری سے کام لیتے ہوئے ایک مسئلے کو نمٹایا ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"جی صاحب"...... منیجر نے جواب دیا۔

"جاؤ افضل اور اپنے معاوضے کے ساتھ ساتھ اپنا انعام بھی لے لو تم نے جس طرح سمجھداری کا ثبوت دیا ہے۔تم واقعی انعام کے حقدار ہو"...... نوجوان نے کہا اور افضل کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"بہت شکریہ جناب"...... افضل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور سلام کر کے منیجر کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔نوجوان نے ایک بار پھر اخبار اٹھایا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔نوجوان نے اخبار کو پھر میز پر رکھ دیا اور رسیور اٹھا لیا۔

"جلال بول رہا ہوں"...... نوجوان نے بھاری لہجے میں کہا۔

"ولسن بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے"...... دوسری طرف سے

آواز سنائی دی نوجوان چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ یس ۔ کیا بات ہے"...... جلال نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مسٹر جلال ۔ منشیات کے علاوہ کوئی اور دھندہ بھی کرنے کا موڈ ہے یا نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیسا دھندہ"...... جلال نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اسلحے کی سپلائی کا بہت بڑا دھندہ ہے ۔ پہلے جس پارٹی کے ذریعے کام ہوتا تھا ۔ اس کا مال پکڑا گیا ہے ۔ اس لئے چیف نے کہا ہے کہ دوسری کسی پارٹی کو کام دیا جائے ۔ تو مجھے تمہارا خیال آیا ۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں ایک کام کرنا ہو گا ۔ پاکیشیا کی شمالی سرحدوں پر تعینات رینجرز کا ایک ڈی ۔ ایس ۔ پی احمد خان گڑبڑ کر رہا ہے ۔ اس نے پہلی پارٹی کا مال پکڑ لیا تھا ۔ وہ پارٹی بے بس ہو گئی ۔ لیکن ہم نے بہت اعلیٰ سطح پر بات کر کے مال چھڑوا لیا تھا ۔ لیکن اب جو سپلائی ہے وہ بہت بڑی ہے اگر وہ پکڑ لی گئی تو کروڑوں اربوں ڈالرز کا نقصان ہو گا ۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ احمد خان کا سرے سے کانٹا ہی نکال دیا جائے ۔ کسی بھی پیشہ ور قاتل سے اس کا خاتمہ کرا دیا جائے ۔ اس کے بعد سپلائی شروع ہو جائے ۔ کیا خیال ہے کام کرو گے یا کسی اور سے بات کی جائے"...... دوسری طرف سے ولسن نے کہا۔

"بالکل کروں گا ولسن اور اپنے چیف کو کہہ دو کہ پورا پاکیشیا جلال کے پنجے میں رہتا ہے ۔ یہاں کسی کی مجال نہیں ہے کہ جلال کے مال کی



طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ لے اور اس ڈی ۔ ایس ۔ پی کا خاتمہ تو بے حد معمولی بات ہے"...... جلال نے انتہائی بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔ پھر ایسا ہے ۔ پہلے اس ڈی ۔ ایس ۔ پی والا کام کر دو ۔ تاکہ میں چیف کو قائل کر سکوں ۔ بولو ۔ اس ڈی ۔ ایس ۔ پی والے کام کا کتنا معاوضہ لو گے"...... ولسن نے کہا۔

"معاوضہ ۔ نہیں ولسن ۔ جلال ایسے معمولی کاموں کا معاوضہ نہیں لیا کرتا ۔ کام ہو جائے گا بس"...... جلال نے جواب دیا۔

"اوہ ...... تم واقعی گریٹ آدمی ہو جلال ۔ او کے اگر تم نے یہ کام کر دیا ۔ تو پھر میرا وعدہ کہ سپیشل سپلائی بھی تمہارے ذریعے ہی ہو گی کروڑوں ڈالرز کی سپلائی ہے ۔ بہت وسیع انتظامات کرنے پڑیں گے تمہیں"...... ولسن نے کہا۔

"فکر مت کرو ۔ کتنا بڑا کام ہو ۔ جلال کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہوتا ۔ سب او ۔ کے ہو جائے گا"...... جلال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او ۔ کے ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی مشن کو مکمل کر کے رپورٹ دو ۔ پھر سپیشل سپلائی کے بارے میں تفصیل سے بات ہو جائے گی"۔ دوسری طرف سے ولسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ویری گڈ ۔ اب ہوئی ناں بات ۔ کروڑوں ڈالرز کا دھندہ ۔ گڈ ۔ یہ کام ہوا ناں جلال کے مطلب کا"...... جلال نے انتہائی مسرت

بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک بار پھر ایک طرف کھڑے مسلح افراد سے مخاطب ہو گیا

"نواز کو بلاؤ اعظم" ......... جلال نے کہا۔ تو وہی مسلح آدمی سرہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس دوران جلال نے ایک بار پھر اخبار اٹھایا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک چھریرے بدن کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی سختی نظر آرہی تھی۔

"سلام صاحب" ......... آنے والے نے جلال کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"نواز۔ شمالی سرحد پر تعینات رینجرز میں کسی ڈی۔ ایس۔ پی احمد خان کو جانتے ہو" ......... جلال نے پوچھا۔

"جی ہاں صاحب۔ اچھی طرح جانتا ہوں کتے کی دم ہے۔ انتہائی اکھڑ۔ انتہائی ایماندار۔ مگر انتہائی حد تک خطرناک آدمی ہے نہ رشوت لیتا ہے۔ نہ سفارش مانتا ہے اور مال پر تو یوں جھپٹتا ہے کہ جیسے اسے پہلے سے مخبری ہو" ......... آنے والے نے جو نواز تھا۔ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا حتمی بندوبست کرانا ہے۔ کون کر سکے گا یہ کام" ۔ جلال نے کہا۔ تو نواز چونک پڑا۔

"حتمی بندوبست۔ مطلب ہے فنش" ......... نواز نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن فوری اور انتہائی بے داغ طریقے سے۔ کسی کو ہم پر یا



ہمارے آدمیوں پر کسی طرح شبہ نہ ہو سکے" ......... جلال نے کہا۔

"صاحب۔ پھر تو شہر کے سب سے خطرناک قاتل مارٹن کو ہائر کرنا پڑے گا۔ وہ کام میں تو ماہر ہے۔ لیکن رقم بہت مانگتا ہے" ......... نواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی رقم لیتا ہے" ......... جلال نے پوچھا۔

"دس لاکھ روپے ......... کم از کم" ......... نواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اتنی رقم۔ ایک معمولی سے ڈی۔ ایس۔ پی کے خاتمے کے لئے۔ یہ تو بہت بڑی رقم ہے" ......... جلال نے کہا۔

"صاحب۔ اس کا خاتمہ ایک کروڑ میں بھی سستا ہے۔ وہ انتہائی ہوشیار اور چالاک آدمی ہے۔ اب تک بے شمار آدمیوں نے اس کے خاتمے کی کوششیں کی ہیں۔ لیکن کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکا" ۔ نواز نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن کیا مارٹن یہ کام کر لے گا" ۔ جلال نے کہا۔

"جی ہاں صاحب۔ وہ ایسے کام آسانی سے کر لیتا ہے۔ اس لئے تو اتنا معاوضہ بھی لیتا ہے" ......... نواز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ جتنے بھی معاوضے پر کام ہو سکتا ہو کراؤ۔ مجھے اب کامیابی کی رپورٹ ملنی چاہئے اور کام بھی زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹوں کے اندر ہو جائے" ......... جلال نے کہا۔

"ہو جائے گا صاحب۔ فکر نہ کریں"......... نواز نے جواب دیا اور جلال کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس دروازے کی طرف مڑ گیا........ اسی لمحے منیجر اندر داخل ہوا اور اس نے جھک کر سلام کیا۔

"صاحب۔ دارالحکومت سے صدیقی صاحب آئے ہیں"........ منیجر نے کہا۔

"اوہ اچھا"...... جلال نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ہاں۔ افضل کو انعام دے دیا یا نہیں"........ جلال نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے منیجر سے پوچھا۔

"جی ہاں صاحب"...... منیجر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس کی قبر بھی نہیں بننی چاہیے۔ مجھے ایسے آدمی قطعی پسند نہیں ہیں جو مال لاتے وقت راستے میں جھگڑے کریں۔ اس طرح کسی بھی وقت معاملات بگڑ سکتے ہیں"...... جلال نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"بالکل صاحب"...... منیجر نے جواب دیا اور جلال دروازہ کراس کرکے باہر راہداری میں آگیا۔ راہداری سے گزر کر وہ ایک اور کمرے کے بند دروازے پر گیا اور پھر دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا۔ تو صوفے پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اور جو وضع قطع سے ہی کوئی بڑا افسر لگ رہا تھا۔ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ اوہ صدیقی صاحب۔ بیٹھیے۔ تشریف رکھیے۔ آپ کیوں



مجھے شرمندہ کرتے ہیں"......... جلال نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے صدیقی سے باقاعدہ مصافحہ کیا۔

"آج کیسے اتنی دور آنے کی تکلیف کی۔ فون کر دیا ہوتا"۔ جلال نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک ذاتی کام تھا جلال صاحب۔ اس لئے بطور غرض مند مجھے خود ہی آنا چاہیئے تھا"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ حکم کریں صدیقی صاحب۔ ہم تو تعمیل کرنے والے لوگ ہیں"........ جلال نے کہا۔

"میری ترقی رکی ہوئی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نہیں مان رہے۔ آپ جانتے تو ہیں کہ ایک پارٹی سے تعاون کیا جائے تو کئی پارٹیاں ناراض بھی ہو جاتی ہیں اور ایسی ہی پارٹیاں نہیں چاہتیں کہ مجھے ترقی مل جائے۔ ان کے آدمی میرے پاس آئے تھے کہ ان کا ساتھ دوں تو ترقی ہو سکتی ہے۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ میں اصول پسند آدمی ہوں۔ ایک بار جس سے دوستی ہو جائے۔ اسے آخری حد تک نبھاتا ہوں اور اب جب آپ سے دوستی ہو چکی ہے۔ تو میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ لیکن میری محکمانہ ترقی کا رک جانا میرے لئے بھی نقصان دہ ہے اور آپ کے لئے بھی۔ کیونکہ اگر مجھے ترقی نہ ملی تو پھر میرا تبادلہ بھی یہاں سے کر دیا جائے گا اور نیا آنے والا کون ہو۔ کس کا ساتھ دے۔ یہ بات کون جانتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہونہہ۔ میں سمجھ گیا آپ کی بات۔ فائل چیف منسٹر کے پاس ہے

یا کسی اور افسر کے پاس "۔ جلال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"چیف منسٹر صاحب کے خصوصی معاون ہیں پاشا صاحب ۔ ا کے پاس ہے ۔ وہ اگر چاہیں تو کام ہو سکتا ہے "...... صدیقی نے کہا

جلال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک طرف تپائی پر رکھا ہ کارڈلیس فون پیس اٹھایا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناصر بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"جلال بول رہا ہوں ناصر "...... جلال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ صاحب ۔ آپ فرمایئے ۔ حکم کیجئے "...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"چیف منسٹر کے معاون خصوصی ہیں پاشا صاحب ۔ ان کے پاس انٹی سمگلنگ ڈویژن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر صدیقی کی ترقی کی فائل ہے جو انہوں نے روک رکھی ہے ۔ صدیقی صاحب ہمارے خاص آدمی ہیں" جلال نے کہا۔

"جی صاحب ۔ ٹھیک ہے صاحب ۔ کام ہو جائے گا "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جس قیمت پر بھی ہو ۔ کام فوری ہونا چاہئے ۔ ہم اپنے آدمیوں کو مکمل تحفظ دینے کے پابند ہیں "...... جلال نے تیز لہجے میں کہا۔

"کام ہو جائے گا صاحب "۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او ۔ کے "...... جلال نے کہا اور بٹن آف کر کے اس نے فون پیس کو واپس میز پر رکھ دیا۔



"اور حکم صدیقی صاحب ۔ آپ کی ترقی ایک ہفتے کے اندر ہو جائے ں ۔ میرا وعدہ رہا "...... جلال نے کہا تو صدیقی کے چہرے پر انتہائی سرت کے تاثرات پھیل گئے۔

"شکریہ ۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ آپ آسانی سے کام کرا لیں گے ۔ یرے لئے کوئی حکم ہو تو فرمایئے "...... صدیقی نے مسرت بھرے جے میں کہا۔

"حکم نہیں ۔ آپ کے لئے ایک خوشخبری ہے "...... جلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خوشخبری ۔ وہ کیا "...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"میں جلد ہی ایک بہت بڑی سپیشل سپلائی ڈن کرنے والا ہوں "۔ جلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سپیشل سپلائی ۔ مطلب ہے اسلحہ "...... صدیقی نے کہا۔

"جی ہاں ۔ اسلحہ کی بہت بڑی کھیپ ہے ۔ بہت بڑی "۔ جلال نے قدرے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ کام کون سی پارٹی کرتی تھی "...... صدیقی نے پوچھا۔

"کوئی پارٹی کرتی ہو گی لیکن شمالی سرحد پر رینجرز کے ایک ڈی ۔ یس ۔ پی نے مال پکڑ لیا ۔ گو مال تو اعلیٰ حکام کے ذریعے واپس نکلوا لیا گیا ۔ لیکن ظاہر ہے پارٹی پر اعتماد ختم ہو گیا اور اب چونکہ بہت بڑی کھیپ سپلائی ہونی تھی ۔ اس لئے سپلائی کرنے والوں کو نئی پارٹی کی تلاش تھی اور منشیات میں ہماری کارکردگی اب تک ہر لحاظ سے بے

داغ رہی ہے۔ اس لئے سپیشل سپلائی بھی ہمارے ذمے لگادی گئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا اور کتنا وسیع دھندہ ہے۔ منشیات میں تو بے شمار گروپ منسلک ہیں۔ لیکن اسلحے میں بڑی پارٹیاں ایک دو ہی ہوں گی اور اب ہم بھی ان بڑی پارٹیوں میں شامل ہو جائیں گے"۔ جلال نے کہا۔

"پھر تو مبارک ہو۔ جلال صاحب"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ اور آپ کے لئے خوشخبری یہ ہے کہ اس سپیشل سپلائی کی حفاظت کے سلسلے میں آپ نے بھی تعاون کرنا ہے اور اس تعاون کا معاوضہ آپ کو اتنا دیا جائے کہ آپ کی آئندہ سات پشتیں بھی عیش وآرام سے کھاتی رہیں گی"...... جلال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل بے فکر رہیں جناب۔ آپ کو کبھی شکایت نہ ہو گی"۔ صدیقی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جلال نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔



ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ کیونکہ اس وقت وہ فلیٹ میں اکیلا تھا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) بذبان خود۔ سپیکنگ"...... عمران کی زبان رسیور اٹھاتے ہی رواں ہو گئی تھی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ اسے پروفیسر احسن رضا کا کام یاد آگیا تھا۔ ٹائیگر نے آج تیسرے روز فون کیا تھا۔ جب کہ عمران اس دوران مطالعے میں ایسا غرق رہا کہ اس کے ذہن سے ہی ساری بات نکل گئی تھی۔

"اوہ کیا ہوا اس کام کا۔ جو میں نے تمہارے ذمے لگایا تھا"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اسی کے متعلق رپورٹ دینے کے لئے میں نے فون کیا ہے ۔ میں نے تین روز میں ساری تحقیقات کر لی ہے پروفیسر احسن رضا کا بیٹا رشید واقعی اپنے دوست کا قاتل ہے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران کے ہونٹ بھنچ گئے ۔

"کیسے نتیجہ نکالا ہے تم نے"...... عمران نے کہا ۔ اس کے دل میں اچانک ٹائیگر کی بات سن کر ایک انجانی سی خلش پیدا ہو گئی تھی ۔

"میں نے ساری تحقیقات کی ہیں ۔ محلے داروں سے بھی پوچھ گچھ کی ہے ۔ تھانے سے بھی معلومات حاصل کی ہیں ۔ رشید سے بھی ملا ہوں ۔ عینی گواہ بھی اس واقعے کے موجود ہیں ۔ دونوں ہی اسی محلے کے رہنے والے ہیں اور شریف اور سیدھے سادھے لوگ ہیں ۔ انہوں نے رفیق کی بیٹھک سے چیخنے کی آوازیں سنیں تو وہ اس کی بیٹھک میں گئے ۔ اس وقت رشید کے ہاتھ میں خون آلود خنجر تھا ۔ انہوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی ۔ لیکن رشید خنجر پھینک کر موٹر سائیکل پر سوار ہو کر بھاگ گیا ۔ دوسرے محلے داروں نے بھی اسے بھاگتے ہوئے دیکھا ۔ خنجر پر واقعی رشید کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں ۔ رشید کی نشاندہی پر اس کا وہ لباس بھی برآمد کرا لیا گیا ۔ جس پر رفیق کے خون کے چھینٹے موجود ہیں ۔ یہ لباس رشید نے اپنے گھر میں ایک صوفے کے نیچے چھپا رکھا تھا اور سب سے آخری بات یہ ہے کہ رشید نے اقرار بھی کر لیا ہے اور یہ اقرار جرم اس نے پولیس کے سامنے نہیں کیا ۔ مجسٹریٹ کے سامنے کیا ہے ۔ اس نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق یہ دونوں اسی محلے کی



ایک لڑکی پر نظریں رکھتے تھے ۔ ان دونوں کے درمیان اچانک اس لڑکی کے سلسلے میں تلخ کلامی ہوئی ۔ جو اس قدر بڑھ گئی کہ مقتول رفیق نے اچانک خنجر نکال کر اس پر حملہ کر دیا ۔ لیکن اتفاق ہے کہ خنجر نشانے پر نہ لگا اور رشید نے وہ خنجر رفیق سے جھپٹ کر اس کے سینے میں اتار دیا" ۔ ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"افضل سے ملے ہو تم ۔ جس سے ان دونوں کا اس واردات سے پہلے جھگڑا ہوا تھا"...... عمران نے کہا ۔

"نہیں جناب ۔ وہ ملک سے باہر جا چکا ہے ۔ دراصل جس وقت جھگڑا ہوا وہ ایئر پورٹ ہی جا رہا تھا اور پھر جھگڑے کے بعد وہ سیدھا ایئر پورٹ گیا اور وہاں سے باہر چلا گیا ۔ وہ واپس نہیں آیا تھا اور ابھی تک باہر ہے ۔ میں نے ایئر پورٹ سے بھی تصدیق کر لی ہے ۔ اس فلائٹ میں جانے والوں میں افضل کا بھی نام موجود ہے ۔ وہ کافرستان گیا ہوا ہے ۔ اس طرح اس پر تو کسی قسم کا کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"اس کا مطلب ہے کہ رشید واقعی قاتل ہے ۔ چاہے اس سے یہ قتل فوری اشتعال یا اپنی حفاظت کے لئے ہوا ۔ لیکن بہرحال ہوا ہے" ۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔

"جی ہاں باس ۔ یہی بات ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا ۔

"اب رشید کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا ۔

"سنٹرل جیل میں ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا ۔

"او ۔ کے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب میں قاتل کو تو بے گناہ نہیں بنا سکتا" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ لیکن اس کے چہرے پر ایک انجانا سا ہلکا سا کھچاؤ موجود تھا ۔ ویسے یہ تمام رپورٹ اس کی توقع کے خلاف نہ تھی وہ کچھ دیر تک بیٹھا سوچتا رہا ۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے ۔

"انکوائری پلیز" ...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی ۔

"پولیس سنٹرل آفس کا نمبر دیجئے" ...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے آپریٹر کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر وہ نمبر ڈائل کر دیا ۔

"یس پولیس سنٹرل آفس" ۔ دوسری طرف سے ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی ۔

"ڈی ۔ ایس ۔ پی علوی سے بات کرائیے ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں" ...... عمران نے کہا ۔

"ہولڈ کیجئے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔ علوی پہلے سنٹرل انٹیلی جنس میں تھا ۔ لیکن پھر اس نے اپنا تبادلہ پولیس میں کرا لیا تھا اور اب وہ وہاں ترقی پا کر ڈی ۔ ایس ۔ پی بن چکا تھا ۔ نوجوان اور انتہائی متحرک شخصیت کا مالک تھا ۔ انٹیلی جنس کے زمانے میں اس کا عمران سے اچھا خاصا یارانہ بن گیا تھا ۔ کیونکہ علوی بذات خود بھی اچھا آدمی تھا اور اب بھی وہ کبھی کبھار خود عمران کو فون کر لیتا تھا ۔ اس طرح ان کے تعلقات قائم تھے ۔



"یس ...... ڈی ۔ ایس ۔ پی علوی بول رہا ہوں" ۔ دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی ۔

"کمال ہے ۔ ایسی بھی یونیورسٹی ہے ۔ جس کی ڈگریاں نام سے پہلے لگانی پڑتی ہیں" ...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ...... علی عمران صاحب آپ دراصل جو ڈگریاں نام کے بعد لگائی جاتی ہیں وہ علمی ڈگریاں ہوتی ہیں اور جو نام سے پہلے لگائی جائیں ۔ وہ اختیاراتی ہوتی ہیں" ...... دوسری طرف سے علوی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"اختیاراتی ۔ یعنی اپنی مرضی کی ۔ اوہ پھر تو تم نے اختیاراتی ڈگریوں میں بھی کنجوسی دکھائی ہے ۔ صرف تین حرف لگا دیئے ۔ پوری اے ۔ بی ۔ سی لگا دیتے ۔ نام سے پہلے" ...... عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے علوی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

"آپ سے باتوں میں تو میں جیت نہیں سکتا ۔ یہ تو بہرحال طے ہے اس لئے آپ یہ فرمائیے کہ آج کیسے آپ نے مجھے خود فون کر لیا ہے ۔ کیا آپ جیسی شخصیت کو بھی پولیس سے کام پڑ سکتا ہے" ...... علوی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"بالکل پڑ سکتا ہے ۔ میں نے سنا ہے کہ اب ہمارے ملک کی پولیس بھی یورپ اور ایکریمیا کی پولیس کی طرح خادم خلق بن چکی ہے یعنی اب کسی کی بلی بھی درخت پر چڑھ گئی ہے تو وہ پولیس کو کال کر

سکتا ہے اور اگر کسی کا گٹر بند ہو گیا ہے تو " ........ عمران نے کہا۔

" ارے ارے ۔ بس ۔ بس ۔ جناب ۔ اس قدر خدمت خلق ہمارے بس میں ہی نہیں ہے ۔ بس وہیں بلی تک ہی معاملہ محدود رکھیئے " ۔ علوی نے ہنستے ہوئے عمران کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

" بڑی جلدی خدمت خلق سے منہ موڑ لیا ۔ ابھی تو بڑی لمبی لسٹ تھی خدمت خلق کی ۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ تھانہ احمد آباد تمہاری ان اختیاراتی ڈگریوں کے تحت آتا ہے یا نہیں " ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تھانہ احمد آباد ۔ کیوں کیا ہوا اسے " ........ علوی نے چونک کر پوچھا۔

" تھانے کو کیا ہونا ہے ۔ وہ تو مظلوموں کی چیخیں سن سن کر پتھر کا بن چکا ہو گا اور پتھر سے سر تو پھوڑا جا سکتا ہے ۔ پتھر کا کچھ نہیں بگاڑا جا سکتا ۔ میں نے یہ پوچھنا ہے کہ وہاں کا انچارج کون ہے ۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں " ........ عمران نے کہا۔

" ارے خیریت ۔ کیا غلطی ہوئی اس بیچارے عظمت ایس ۔ ایچ ۔ او ۔ سے " ........ علوی نے بے اختیار ہو کر کہا اور عمران اس کے اس انداز پر ہنس پڑا۔

" اس سے کوئی غلطی فی الحال تو نہیں ہوئی ۔ البتہ ایک پروفیسر احسن رضا کے لڑکے رشید سے قتل کی غلطی ہو گئی ہے اور میں اس کی فائل دیکھنا چاہتا ہوں ۔ ویسے تو تھانے کے سامنے سے گزرتے ہوئے



بھی ڈر لگتا ہے ۔ کیونکہ انچارج کی بڑی بڑی مونچھیں تھانے کی دیوار پر لٹکی ہوئی صاف دکھائی دیتی رہتی ہیں اور تھانے کے اندر جانا ۔ یہ تو واقعی تم جیسے بہادروں کا ہی کام ہو سکتا ہے " ........ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے علوی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" میں نے ایک ضروری میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے ۔ اس لئے میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا ۔ البتہ میں تھانے کے انچارج عظمت کو فون کر دیتا ہوں ۔ پھر آپ کو وہاں پہنچ کر کوئی خوف نہ ہو گا " ۔ دوسری طرف سے علوی نے کہا۔

" چلو ۔ یہ بھی دیکھ لیتے ہیں ۔ کہ ڈی ۔ ایس ۔ پی کا تھانے پر کتنا رعب ہوتا ہے ۔ خدا حافظ " ........ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا ۔ ڈریسنگ روم سے لباس تبدیل کر کے وہ باہر آیا ہی تھا کہ کال بیل بج اٹھی ۔

" اوہ ۔ خدا خیر کرے ۔ بزرگ کہتے ہیں کہ تھانے جاتے وقت کوئی مہمان آ جائے تو تھانے سے واپسی بخیریت نہیں ہوتی " ۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔

" کون ہے " ........ عمران نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

" خاور ہوں عمران صاحب " ........ دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا ۔ اس نے دروازہ کھولا تو دروازے پر واقعی خاور موجود تھا ۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا

عمران نے اس طرح خاور کو سر سے پیر تک دیکھنا شروع کر دیا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

"السلام علیکم عمران صاحب۔ خیریت۔ یہ آپ مجھے کس طرح دیکھ رہے ہیں"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ دراصل میں یہ دیکھ رہا تھا کہ کہیں کوئی عیب تو نہیں ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ کوئی عیب نظر تو نہیں آرہا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا میری قربانی کرنی ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی اس قابل ہو کہ تمہیں اپنے ساتھ تھانے لے جایا جا سکتا ہے۔ آؤ۔ راستے میں بات ہو گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا اور تالہ لگا کر چابی مخصوص جگہ پر رکھ دی۔ تاکہ سلیمان جب واپس آئے تو اسے چابی مل سکے۔

"تھانے اور آپ جا رہے ہیں۔ خیریت"...... خاور نے اور زیادہ حیران ہو کر کہا۔

"فی الحال تو خیریت ہے۔ لیکن وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گیراج کا دروازہ کھولا اور اپنی سپورٹس کار باہر نکالی اور گیراج کا دروازہ بند کر دیا۔



"میری گاڑی موجود ہے"...... خاور نے کہا۔

"ارے رہنے دو۔ اسے کون لے جائے گا۔ اگر کوئی لے بھی گیا تو خود ہی ہاتھ جوڑ کر واپس بھی پہنچا دے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خاور بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ اسے پرانے ماڈل کی گاڑیاں رکھنے کا بے حد شوق تھا اور عمران اس نسبت سے اس پر طنز کر رہا تھا۔

"آخر آپ کو تھانے جانے کی ضرورت کیا پڑ گئی ہے۔ کچھ مجھے بھی بتایئے"۔ خاور نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تمہیں میرے پاس لے آئی ہے"۔ عمران نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور خاور ایک بار پھر چونکا اور پھر ہنس پڑا۔

"میں تو صرف آپ سے گپ شپ کے موڈ میں آیا تھا۔ کافی دن ہو گئے تھے۔ آپ سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ میں ایک دوست سے مل کر واپس جا رہا تھا کہ یہاں سے گزرا تو میں نے سوچا کہ آپ سے گپ لگائی جائے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں بھی فی الحال یہی کام کرنے جا رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ تو آپ کا ہی دل گردہ ہے کہ گپ شپ لگانے کے لئے تھانے کا رخ کر رہے ہیں"۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اپنی اپنی ہمت کی بات ہے۔ ویسے میں نے ہمت کو گرنے سے بچانے کے لئے ایک ڈی۔ ایس۔ پی کے فون کی بیساکھیاں بھی ساتھ

رکھی ہوئی ہیں۔ تاکہ ہمت بے چاری تھانے کے اندر تو داخل ہو جائے اس کے بعد ہرچہ بادا باد"...... عمران نے جواب دیا اور خاور ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ باقاعدہ انتظامات کے ساتھ تھانے جا رہے ہیں۔ پھر تو واقعی کوئی خاص چکر ہو گا"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کافی عرصے سے دل چاہ رہا تھا کہ کوئی قتل کیا جائے۔ لیکن کوئی پولیس پروف قتل کا طریقہ ہی سمجھ نہ آ رہا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ایک پروفیسر احسن رضا کے صاحبزادے جو کالج کے طالب علم ہیں انہوں نے ایک پولیس پروف قتل کر دیا ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کی فائل پڑھ لوں۔ کسی بھی وقت کام آ سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پولیس پروف قتل۔ پروفیسر احسن رضا کے صاحبزادے۔ میں سمجھا نہیں۔ کیا کوئی کیس ہے"...... خاور نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں۔ پیٹ بڑا ظالم ہوتا ہے جب وہ بھوکا ہو تو پھر سٹیٹس وغیرہ سب دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔ بقول شیخ سعدی۔ بھوکا تو عشق بھی بھول جاتا ہے۔ اب تم دیکھو۔ گزشتہ ایک مہینے سے تمہارے اس پردہ نشین باس نے کوئی کام دینا تو ایک طرف فون تک نہیں کیا۔ جب کہ آغا سلیمان پاشا نے اس ایک ماہ کے دوران تین بار



مہنگائی الاؤنس میں اضافے کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ نے قتل کے کیس کی تحقیقات کا کام لے لیا ہے۔ گڈ۔ واقعی فرصت کے لمحات کا دلچسپ مشغلہ ہے"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مشغلہ نہیں۔ مسٹر خاور۔ مجبوری ہے۔ تمہیں تو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو کھٹاک کھٹاک سے سالم تنخواہ مع مہنگائی الاؤنس۔ بونس اور نجانے کیا کیا فلیٹ میں بیٹھے مل جاتا ہے۔ لیکن مجھے سوائے مطالبات زر کے اور کیا ملتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور بے خاور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"کیا بات ہے۔ اس بار آپ کا دوست سپرنٹنڈنٹ فیاض باہر گیا ہوا ہے"...... خاور نے کہا۔

"ارے وہ ایماندار و دیانتدار اور نجانے کیا کیا ہو گیا ہے۔ اب دیکھو ناں ہم لوگوں سے تو ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ ایماندار بنو۔ دیانتداری سے کام کرو۔ لیکن یہ بات ہم نے کبھی نہیں سوچی کہ اگر سب ایماندار اور دیانتدار بن جائیں تو پھر ہم جیسے نجانے کتنوں کا گزارہ کس قدر مشکل ہو جائے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور خاور ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کی بات واقعی درست ہے، میں آج ہی جولیا سے بات کرتا ہوں"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا سے ۔ وہ کیوں ۔ کیا اس نے قرضہ دینے کی کوئی کمپنی کھول رکھی ہے ۔ لیکن میرے پاس تو ضمانت میں دینے کے لئے بھی کوئی جائیداد نہیں ہے ۔ فلیٹ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا ہے ۔ فلیٹ کا سارا سامان قسطوں پر آیا ہوا ہے ۔ جاگیر اور جائیداد پر ڈیڈی کا قبضہ ہے ۔ لے دے کے ایک آغا سلیمان پاشا بچ جاتا ہے ۔ لیکن اسے کوئی ضمانت میں قبول ہی نہیں کرتا" ۔ عمران نے کہا تو خاور ہنس پڑا۔

"جولیا مجھے ایک بار کہہ رہی تھی کہ ہم سیکرٹ سروس والوں کے تمام اخراجات تو حکومت ادا کرتی ہے ۔ آخر ہم تنخواہوں کا کیا کریں ۔ اس لئے کیوں نہ ہم چیف کو تجویز پیش کریں کہ ہمیں تنخواہوں کی ضرورت نہیں ہے" ....... خاور نے کہا۔

"ارے ارے ۔ اس کنجوس کا کیا ہے ۔ وہ تو فوراً ہی تجویز قبول کر لے گا ۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے گا کہ ماہانہ سیکرٹ سروس کو معاوضہ ادا کیا جائے ۔ تم ایسا کرو جولیا سے کہہ دو کہ وہ چیف کو یہ تجویز پیش کرے کہ سب ممبران کی تنخواہ علی عمران کو دے دی جائے وہ گھر بار والا ہے ۔ اس کے اخراجات بہت ہیں اور مہنگائی کا زمانہ ہے" ۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"گھر بار والا ۔ کیا مطلب ہے ۔ آپ تو" ...... خاور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

تم سب تو کنوارے ہو ۔ اکیلے رہتے ہو ۔ تمہیں کیا معلوم گھر داری کیا ہوتی ہے ۔ یہ تو ہم جیسے لوگوں سے پوچھو ...... عمران نے



[اس] کی بات کاٹتے ہوئے بڑا لمبا سانس لے کر کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ آخر آپ گھر بار والے [کی]سے ہو گئے ۔ ابھی تو آپ کی شادی بھی نہیں ہوئی اور گھر بار والا تو [شا]دی شدہ کو کہا جاتا ہے" ....... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے وہ تو پرانی لغت میں کہا جاتا ہے ۔ جدید لغت میں گھر بار والا اسے کہتے ہیں جس کا ایک باورچی بھی ہو ۔ بیوی تو پھر بھی کسی موقع پر طرح دے جاتی ہو گی کہ خاوند صاحب کے پاس رقم کی کمی ہے کوئی بات نہیں ۔ اگر آج گھر میں آٹا نہیں ہے تو جا کر ہوٹل سے کھا لیتے ہیں ۔ لیکن باورچی ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ سورج مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے ۔ مشرق میں غروب ہو سکتا ہے ۔ مگر باورچی صاحب کو کھانے کے لوازمات پورے پورے چاہیں ۔ اس کے بعد چاہے وہ خود ہی جا کر ہوٹل میں کھانا کھائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا" ....... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور خاور کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔

"اچھا عمران صاحب ۔ ایک بات تو بتائیے ........ آپ کو مجھ سے کوئی دشمنی ہے" ....... اچانک خاور نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"دشمنی ...... ارے اتنا چھوٹا بے حقیر سا لفظ کیوں بول رہے ہو ۔ عداوت کہو ۔ کم از کم کچھ رعب تو پڑتا ہے لفظ کا" ........ عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ واقعی آپ کو مجھ سے عداوت ہے ۔ لیکن میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے" ....... خاور نے کہا۔

"کوئی ایک بگاڑ ہو تو بتاؤں۔ وہ کیا شعر ہے۔ ایک ہم ہیں کہ اپنی بھی صورت کو بگاڑ۔ دوسرا مصرعہ دیوان میں دیکھ لینا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں دراصل آپ سے آج خاص طور پر اس سلسلے میں ملنے کے لئے آیا تھا کہ آپ سیکرٹ سروس میں سب سے کام لیتے ہیں لیکن ایک طویل عرصے سے آپ نے مجھے نظر انداز کر رکھا ہے۔ بعض اوقات تو میں سوچتا ہوں کہ سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دوں مجھے فارغ بیٹھ کر مفت کی تنخواہ لیتے اچھا نہیں لگتا"...... خاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لے ضرور لیا کرو۔ اس کے بعد میرے پتے پر روانہ کر دیا کرو۔ اللہ جزائے خیر دے گا"...... عمران نے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا عمران صاحب۔ سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں" خاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا تو تم سمجھ رہے ہو کہ میں مذاق کر رہا ہوں۔ بھائی میں بھی سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔ چلو تمہاری تنخواہ سے ادھار کا ایک آدھ خانہ تو برابر ہو ہی جائے گا۔ باقی رہا کام تو کام لیا نہیں جاتا کیا جاتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے ایک عمارت کے ساتھ دیوار کے قریب کر کے پارک کر دیا۔ گیٹ پر پولیس تھانہ احمد آباد کا مخصوص رنگوں میں بورڈ لگا نظر آ رہا تھا۔



"آؤ۔ میں تمہیں دکھاؤں کہ کام کیسے کیا جاتا ہے چلو بغیر مٹھائی کے شاگرد بنا لیتا ہوں تمہیں"...... عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور خاور بھی خاموشی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"ارے تمہارا منہ تو اس طرح سوجا ہوا ہے۔ جیسے کسی بچے کو اس کا پسندیدہ کھلونا خرید کر نہ دیا جائے۔ تو اس کا منہ سوج جاتا ہے۔ بھائی تمہارے چیف کا خیال ہے کہ خاور میری سروس کا بہترین ایجنٹ ہے۔ اکیلا پوری ٹیم سے زیادہ تجربہ کار اور فعال ہے۔ اس لئے جب ٹیم باہر جاتی ہے تو اگر اکیلا خاور بھی یہاں ہو تو مجھے حوصلہ رہتا ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں۔ ویسے وعدہ رہا کہ اب میں چیف کی بات نہ مانوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوہ۔ کیا واقعی چیف نے میرے متعلق یہ بات کہی ہے۔ یا آپ خود اپنی طرف سے تو نہیں کہہ رہے"...... خاور نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"چیف تو تمہارے متعلق ایسے خیالات رکھتا ہے کہ اگر میں تمہیں بتا دوں تو ایک لمحے میں تم جیسے آدمی سے نجات مل سکتی ہے مگر"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نجات مل سکتی ہے۔ کیا مطلب"...... خاور نے چونک کر پوچھا

"وہ شادی مرگ ۔ اس سے بھی تو نجات مل جاتی ہے ۔ شادی کرنے والے کو بھی اور مرنے والے کو بھی "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خاور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا ۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کا مطلب یہ ہے کہ چیف کے خیالات کا خاور کو پتہ چل جائے تو خاور پر مسرت کی زیادتی سے شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو سکتی ہے ۔

"یہ بات ہے ۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہوتا رہا ۔ بہرحال شکریہ عمران صاحب ۔ آپ نے میری بہت بڑی الجھن دور کر دی ہے "...... خاور نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران بھی مسکرا دیا ۔ اس دوران وہ تھانے کے پھاٹک سے عمارت کے اندر داخل ہو چکے تھے ۔ ایک طرف برآمدے میں ایک سپاہی ہاتھ میں بندوق اٹھائے کھڑا تھا ۔ وہ بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا ۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ ۔ جناب سنتری صاحب ۔ ویسے یہ آپ کو سنتری کیوں کہا جاتا ہے ۔ کہیں یہ سنگترے کا مخفف تو نہیں ہے کیونکہ سنگترہ بھی کھٹا ہوتا ہے اور آپ ۔ اوہ ۔ میرا مطلب ہے کہ آپ میں بھی بہرحال اتنی ترشی تو پائی ہی جاتی ہے کہ اچھے اچھے لوگوں کو وہ جو معزز پن کا نشہ ہوتا ہے ۔ ایک لمحے میں اتر جاتا ہے "...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور خاور عمران کی اس قدر خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا ۔ لیکن ظاہر ہے سپاہی بے چارہ عمران کی یہ گہری بات کیسے سمجھ سکتا ۔



"کیا آپ کسی نشے کے کیس میں سفارش کرنے آئے ہیں "...... سنتری نے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا ۔ کیونکہ سپاہی نے اس کی ساری باتوں میں صرف ایک لفظ نشہ کا ہی مطلب سمجھا تھا ۔

"جناب سفارش کرنے نہیں بلکہ نشہ اتارنے آئے ہیں ۔ وہ جناب عظمت صاحب کا پر عظمت دفتر کون سا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"وہ سامنے ہے "...... سپاہی نے اس طرح منہ بناتے ہوئے ایک طرف اشارہ کر دیا جیسے وہ اب ان سے جان چھڑوانا چاہتا ہو ۔ ظاہر ہے عمران کی باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں ۔ لیکن عمران اور خاور کے باس اور ان کی شخصیتیں ایسی تھیں کہ اس نے اپنا تبصرہ محفوظ رکھنے میں ہی عافیت سمجھی تھی ۔ ورنہ اگر وہ عمران کے جواب میں اپنے مخصوص انداز میں گل افشانی شروع کر دیتا ۔ تو یقیناً عمران اور خاور کا سارا نشہ ایک لمحے میں اتر جاتا ۔ ایک طرف دروازے کے باہر ایس ۔ ایچ ۔ او کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اور دروازہ کھلا ہوا تھا ۔ یہ ایک خاصا بڑا دفتر تھا ۔ جس کے درمیان میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر لیکن بھاری چہرے والا انسپکٹر بیٹھا ہوا تھا ۔ میز پر فون بھی موجود تھا اور ایک طرف سٹک بھی رکھی ہوئی تھی ۔

"کیا ہم بندگان خدا حاضر ہو سکتے ہیں جناب "...... عمران نے دروازے پر رک کر کہا ۔ تو انسپکٹر نے بے اختیار جھٹکے سے سر اٹھا کر ان

کی طرف دیکھا۔

"جی تشریف لائیے"...... انسپکٹر نے الفاظ تو انتہائی مہذب استعمال کئے تھے۔ لیکن لہجہ ایسا تھا جیسے وہ منہ سے الفاظ ادا کرنے کی بجائے ان الفاظ کی لاٹھیاں ان کے سروں پر برسا رہا ہو۔

"شکریہ جناب"...... عمران نے کہا اور اطمینان سے اندر آکر ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کی یہاں آمد کا مقصد کرسی پر بیٹھنا ہی ہو۔ خاور بھی خاموشی سے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ انسپکٹر غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"فرمایئے"...... انسپکٹر نے چند لمحے انتظار کرنے کے بعد آخر کار ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فرماتے ہیں جناب۔ ذرا سانس تو لے لیں۔ اتنی دور سے پیدل چل کر آئے ہیں۔ ذرا سانس لے لیں"...... عمران نے جواب دیا۔ تو انسپکٹر کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ تھانہ ہے۔ باغ یا آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے"...... انسپکٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔ شاید عمران کے اس فقرے کے بعد کہ وہ دور سے پیدل چل کر آئے ہیں اس کا لہجہ بدل گیا تھا۔

"واہ۔ کیا عالمانہ گفتگو ہے۔ تھا۔ ناں۔ ہے۔ واہ۔ یعنی ماضی نہیں حال اور واقعی ماضی کو کیا رونا۔ اصل مسئلہ تو حال کا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جسے حال نہ آئے۔ اس کا دل گداز نہیں ہوتا اور جس کا دل گداز نہ ہو۔ اسے انسان نہیں سمجھنا چاہئے اور جو انسان نہ



ہو۔ عمران کی زبان حسب عادت رواں ہو گئی۔

"آپ ہیں کون۔ پہلے تعارف تو کرایئے"...... انسپکٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہے۔

"یہ علی عمران صاحب ہیں ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سر عبدالرحمن کے صاحبزادے اور میں ان کا دوست ہوں۔ میرا نام خاور ہے"...... عمران سے پہلے ہی خاور بول پڑا۔ اسے شاید انسپکٹر کا چہرہ دیکھ کر ہی اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ اب اگر تعارف نہ کرایا گیا تو انسپکٹر کا ضبط کا بندھن ٹوٹ جائے گا اور پھر ظاہر ہے اصل تھانیداری رنگ سامنے آجائے گا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ہیں عمران صاحب۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ نے پہلے نہیں بتایا جناب۔ ڈی۔ ایس۔ پی صاحب کا فون آیا تھا جناب۔ ہم تو آپ کے منتظر تھے"...... انسپکٹر نے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کے عہدے سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے ناخلف اولاد قرار دے کر عاق کر رکھا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جج۔ جناب۔ جناب۔ پھر بھی ہم تو خادم ہیں جناب فرمایئے۔ کیا خدمت کریں۔ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... انسپکٹر نے انتہائی

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔شاید ڈی۔ایس۔پی علوی نے عمران کا تعارف اس سے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تفصیل سے کرا دیا تھا۔اس لئے عمران کی اس بات کا بھی کوئی اثر انسپکٹر پر نہ ہو رہا تھا۔

"اچھا۔تو یہاں تھانے میں پینا پلانا چلتا ہے۔میں نے تو سنا ہے کہ پینا پلانا جرم قرار دے دیا گیا ہے۔یہ واقعی بڑی شاندار جگہ ہے۔پینے پلانے کی۔کم از کم پکڑے جانے کا تو خوف نہیں رہ جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور انسپکٹر عظمت بے اختیار مسکرا دیا۔

"ڈی۔ایس۔پی صاحب نے مجھے بتا دیا تھا کہ آپ بڑی دلچسپ باتیں کرتے ہیں"...... انسپکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔تو چند لمحوں بعد ہی ایک باوردی سپاہی اندر داخل ہوا اور انسپکٹر نے اسے مشروب لانے کا کہا اور سپاہی سلام کر کے باہر چلا گیا۔

"انسپکٹر صاحب۔آپ نے طالب علم رفیق کے قتل کا کیس ڈیل کیا ہے۔اس کی فائل آپ کے پاس موجود ہو گی۔میں وہ دیکھنا چاہتا ہوں"...... اچانک عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو انسپکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"رفیق کی فائل۔مگر۔مگر۔آپ کیوں دیکھنا چاہتے ہیں۔کیا آپ وکیل ہیں"...... انسپکٹر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں۔رشید جسے آپ نے قتل کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔اس کا والد پروفیسر ہے اور میرے پاس آیا تھا۔میں صرف بحیثیت استاد



اس کی تسلی کرانا چاہتا ہوں۔یہ تو مجھے معلوم ہے کہ اب فیصلہ عدالت کے ہاتھ میں ہے۔اگر رشید بے گناہ ہو گا۔تو عدالت اسے بری کر دے گی"۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب۔فیصلہ واقعی عدالت کے پاس ہے۔لیکن رشید کے خلاف ٹھوس ثبوت بھی ہیں اور اب تو اس نے مجسٹریٹ کے سامنے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے۔اس سے تو اس کے بری ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"...... انسپکٹر نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں صرف رسمی طور پر کارروائی کرنا چاہتا ہوں۔تاکہ رشید کے باپ کو کہہ سکوں کہ میں نے تو کوشش کی ہے لیکن مجبوری ہے۔اب مجرم کو تو میں بے گناہ نہیں بنا سکتا"...... عمران نے کہا۔

"جی میں ابھی دکھاتا ہوں فائل"...... انسپکٹر نے اس بار پوری طرح مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے ایک طرف موجود الماری کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دی اسی لمحے سپاہی مشروبات لے کر آ گیا اور عمران نے مشروب پینے کے ساتھ ساتھ فائل بھی دیکھنی شروع کر دی۔فائل میں ایف۔آئی۔آر۔پولیس تفتیش کی ضمنیاں چالان۔عینی گواہوں کے بیانات اور برآمدگی کے بارے میں تفصیلات کے ساتھ ساتھ موقع واردات کے نقشے۔لاش کی پوزیشن کے نقشوں کے ساتھ ساتھ خنجر پر موجود رشید کی انگلیوں کے نشانات کے فوٹو فنگر پرنٹ بیورو کے تصدیقی سرٹیفکیٹ

خنجر پر موجود خون کا سنٹرل لیبارٹری سے تجزیہ سب کچھ موجود تھا۔ عمران ایک ایک کاغذ کو غور سے پڑھتا رہا۔ کافی دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"بے حد مضبوط کیس بنایا گیا ہے رشید کے خلاف"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا۔ کیا فرمایا ہے آپ نے۔ کیس بنایا گیا ہے۔ آپ کا مطلب ہے کہ رشید بے گناہ ہے اور ہم نے اس پر کیس بنایا ہے"...... انسپکٹر کا لہجہ یکلخت تبدیل ہو گیا۔

"ارے آپ تو واقعی تھانیداری پر اتر آئے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہ تھا جو آپ نے سمجھا ہے۔ میرا مطلب تھا کہ آپ نے بڑی محنت سے کیس تیار کیا ہے"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر کے چہرے پر ابھر آنے والے شدید غصے کے تاثرات یکلخت نرمی میں تبدیل ہو گئے۔

"جی شکریہ۔ یہ تو ہمارا کام ہے۔ ویسے بھی مجھے ایسے کیسوں کا طویل تجربہ ہے"...... انسپکٹر نے فائل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے شکریہ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں انسپکٹر سے مصافحہ کر کے اس کے دفتر سے باہر آ گئے۔ عمران کی پیشانی پر شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ کچھ الجھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔



کیا کیس میں کوئی گڑبڑ ہے"...... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ فائل کے مطابق تو واقعی یہ قتل رشید نے کیا ہے۔ لیکن اس پولیس انسپکٹر کا رویہ مجھے شک میں ڈال رہا ہے۔ میری چھٹی حس خطرے کے الارم بجا رہی ہے"...... عمران نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"انسپکٹر کا غصہ تو فطری تھا عمران صاحب۔ آپ نے جو اس پر کیس بنانے کا براہ راست الزام لگا دیا تھا"...... خاور نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس کے چہرے پر جو تاثرات ابھرے تھے۔ وہ کوئی اور کہانی سنا رہے تھے۔ وہ ان تاثرات کو غصے میں چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مجھے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے چہرے پر ایسی گھبراہٹ نمودار ہوئی تھی جیسے کسی کی چوری پکڑے جانے پر نمودار ہوتی ہے بہرحال اب مجھے ذرا تفصیل سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنی ہوں گی"...... عمران نے کہا اور کار میں بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کر دی۔

"ارے یہ آپ ادھر کہاں مڑ رہے ہیں۔ یہ سڑک تو آپ کے فلیٹ کی طرف نہیں جاتی"...... خاور نے عمران کو کار ایک ذیلی سڑک پر موڑتے ہوئے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک عینی گواہ کا پتہ یہاں کا دیا ہوا ہے۔ میں اس سے ذاتی طور پر ملنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے کار ایک کھلی جگہ پر روکی اور نیچے اتر آیا۔ خاور بھی

اس کے ساتھ ہی کار سے اترا۔ایک طرف ایک مکان کے دروازے کے سامنے ایک بوڑھا آدمی ہاتھ میں اخبار پکڑے بیٹھا پڑھ رہا تھا۔

" باباجی ۔ عبدالرزاق جراح کا مکان کون سا ہے "........ عمران نے اس بزرگ سے پوچھا۔

" کون ۔وہ پولیس ٹاؤٹ "........ بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

" عبدالرزاق جراح اس کا نام بتایا گیا ہے ۔ ایک طالب علم کے قتل کے کیس میں وہ عینی گواہ ہے "........ عمران نے کہا۔

" آگے چلے جایئے ۔ تیسری گلی مڑیں گے ۔ تو آگے بجلی کا ٹرانسفارمر لگا ہوا ہے ۔اس کے سامنے اس کا گھر ہے ۔ پتہ نہیں کتنے کیسوں میں وہ گواہ ہو گا ۔ بہر حال مجھے کیا "........ بوڑھے نے کہا اور دوبارہ اخبار اپنی نظروں کے سامنے کر لیا۔

" شکریہ "........ عمران نے کہا اور معنی خیز نظروں سے خاور کی طرف دیکھا۔خاور نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔

" میرا خیال ہے ۔ انگلیاں ٹیڑھی کرنی پڑیں گی "........ عمران نے کہا۔

" ہاں عمران صاحب ۔اس بزرگ کی بات سن کر اب تو مجھے بھی شک پڑ گیا ہے ۔ پولیس کے پاس ایسے گواہ موجود ہوتے ہیں ۔ یہ بھاری معاوضے لے کر عینی گواہ بن جاتے ہیں "........ خاور نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ عبدالرزاق جراح



کے مکان کے سامنے پہنچ گئے ۔ مکان خاصا بڑا اور پختہ بنا ہوا تھا اور گلی کے دوسرے مکانوں کی نسبت قدرے نمایاں نظر آ رہا تھا۔

عمران نے دروازے پر دستک دی ۔ تو چند لمحوں بعد ایک پستہ قد بھاری جسم کا آدمی باہر آ گیا ۔اس کے چہرے پر عیاری اور مکاری جیسے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔اس نے شلوار ۔ قمیض اور جیکٹ پہن ہوئی تھی۔

" آپ کا نام عبدالرزاق جراح ہے "........ عمران نے کہا۔

" جی ہاں ۔فرمایئے "........ عبدالرزاق جراح نے عمران اور خاور کو اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" تھانہ احمد آباد کے انسپکٹر عظمت نے ہمیں بھیجا ہے "........ عمران نے کہا۔

" اچھا ۔ میں بیٹھک کھولتا ہوں "........ عبدالرزاق جراح نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں ۔ایک منٹ "........ عمران نے کہا تو عبدالرزاق جراح واپس مڑ آیا۔

" آپ نے ہمارے ساتھ چلنا ہے ۔ایک گواہی کے سلسلے میں آپ سے بات کرنی ہے "........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" گواہی ..... کیسی گواہی "........ عبدالرزاق جراح نے چونک کر کہا۔

" یہ دیکھئے رقم ۔ یہ سب آپ کی ہو سکتی ہے ۔ انسپکٹر عظمت نے کہا

ہے کہ آپ انتہائی بااعتماد آدمی ہیں۔یہاں سے کچھ دور ہمارے سردار کا ڈیرہ ہے۔بات چیت وہیں ہو گی۔انسپکٹر عظمت بھی وہاں موجود ہے"

عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر عبدالرزاق جراح کو دکھائی اور پھر واپس جیب میں ڈال لی۔

"اوہ اچھا۔ٹھیک ہے۔چلیئے"....... عبدالرزاق جراح نے کہا اور عمران اور خاور اسے ساتھ لئے وہاں پہنچ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

"خاور۔عبدالرزاق صاحب کے ساتھ بیٹھ جاؤ"....... عمران نے خاور سے کہا اور خاور سرہلاتا ہوا عقبی سیٹ پر عبدالرزاق جراح کے ساتھ بیٹھ گیا۔

عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔اور پھر کار موڑ کر اس نے واپس سڑک کی طرف بڑھا دی۔پھر کار جیسے ہی ایک ویران سی گلی سے گزرنے لگی عمران نے مخصوص انداز میں سر کو جھٹکا دیا۔تو عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور نے اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے عبدالرزاق جراح کے سر اور کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"یہ کیا۔یہ کیا۔کیا"....... عبدالرزاق جراح کی آواز نکلی۔لیکن دوسرے لمحے اوہ کی آواز کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا گیا۔خاور نے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر گھمایا تو عبدالرزاق جراح کی گردن ایک مخصوص انداز میں مڑ جانے کی وجہ سے وہ فوراً ہی بے ہوش ہو گیا۔خاور نے اسے دونوں سیٹوں کے درمیان دھکیل کر لٹا لیا عمران نے جو کہ عقبی آئینے میں یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ایسے انداز



میں سرہلا دیا جیسے خاور نے اس کی مرضی کے عین مطابق کام کیا ہو۔

تھوڑی دیر بعد کار رانا ہاؤس کے پھاٹک پر پہنچ گئی۔عمران کے اشارے پر خاور نے نیچے اتر کر کال بیل بجائی۔چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور جوزف باہر آگیا۔

"پھاٹک کھولو جوزف"....... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔اور جوزف سرہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔خاور واپس کار میں بیٹھ گیا اور پھاٹک کھلنے پر عمران کار لئے پھاٹک کراس کرتا ہوا پورچ میں پہنچ گیا۔برآمدے میں جوانا موجود تھا اس نے آگے بڑھ کر عمران اور خاور کو سلام کیا۔

"جوانا۔عقبی سیٹ کے نیچے ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔اسے اٹھا کر بلیک روم میں لے جا کر جکڑ دو"....... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور اندر بے ہوش پڑے ہوئے عبدالرزاق جراح کو گھسیٹ کر کاندھے پر لادا اور اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ خاور۔اب اس جراح صاحب کا کمال جراحی بھی دیکھ لیں"۔عمران نے کہا اور خاور بے اختیار مسکرا دیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ بلیک روم میں پہنچے تو جوانا عبدالرزاق جراح کو راڈز والی کرسی میں جکڑ چکا تھا۔

"اب یہاں موجود سب سے خوفناک کوڑا اٹھا کر اس کے سامنے کھڑے ہو جاؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سرہلاتا ہوا ایک

طرف دیوار پر لٹکے ہوئے خاردار کوڑے کی طرف بڑھ گیا۔

"اسے اب ہوش میں لے آؤ خاور"...... عمران نے کہا اور خاور آگے بڑھ کر پہلے تو اس کے کاندھے اور سر پر ہاتھ رکھ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اس کی گردن سیدھی کی اور پھر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی عبدالرزاق جراح کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے۔ اور خاور پیچھے ہٹ کر عمران کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس دوران جوانا ہاتھ میں خاردار کوڑا اٹھائے وہاں پہنچ گیا۔ عمران کی نظریں عبدالرزاق جراح پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد عبدالرزاق جراح نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں پہلے چند لمحے تو وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے اس کی یہ کوشش ناکام رہی۔ اور اس کوشش میں ناکام رہنے کے بعد اس نے لاشعوری طور پر ماحول کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے خوف بھری چیخ نکل گئی۔

"یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ تم۔ تم کون ہو"...... عبدالرزاق جراح نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے شاید زندگی میں پہلی بار یہ ماحول دیکھا تھا اس لئے اس کا پورا جسم دہشت اور خوف سے کانپنے لگ گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

"یہ ... تم ... اس آدمی کا قد و قامت بھی۔ اس



تم اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہو کہ جب پوری قوت سے تم پر یہ برسائے گا تو تمہارے جسم کا کیا حشر ہو سکتا ہے"...... عمران نے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں۔ میں"...... عبدالرزاق جراح نے انتہائی خوف سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی اور خوف کی شدت سے ہی بے ہوش ہو گیا۔

"پانی لے آؤ۔ اور اس پر ڈال کر اسے ہوش میں لے آؤ"۔ عمران جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا ایک طرف بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد عبدالرزاق جراح کے چہرے پر پانی کے چھینٹے پڑے تو وہ چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مم۔ مم"...... عبدالرزاق جراح کی زبان ہی اس کا ساتھ نہ دے رہی تھی۔

"اگر تم نے سچ سچ بتا دیا تو ایک انگلی بھی ٹیڑھی نہ ہو گی۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑی جا سکتی ہے"۔ عمران کا لہجہ پہلے کی طرح سرد تھا۔

"کک۔ کک۔ کیا بتاؤں۔ کیا"...... عبدالرزاق جراح نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تھانہ احمد آباد کے علاقے میں رہنے والے ایک طالب علم رفیق کا قتل ہوا اور پولیس نے اس کے قتل کے الزام میں اس کے ایک دوست طالب علم رشید کو گرفتار کر لیا۔ تم اس مقدمے میں عینی گواہ

ہو لیکن ہمیں معلوم ہے کہ رشید نے یہ قتل نہیں کیا۔ اس
تفصیل سے بتادو کہ تم کس کے کہنے پر عینی گواہ بنے ہو۔ صرف
کے کہنے پر یا اس کے پیچھے کوئی اور پارٹی ہے۔ تو ہم تمہیں زند
دیں گے۔ ورنہ ......" عمران نے سرد لہجے میں بات کرتے ہو۔

"مم۔ مم ...... میں نے اسے قتل ہوتے دیکھا تھا۔ مم۔ مم
سچا گواہ ہوں" ...... عبدالرزاق نے نظریں چراتے ہوئے رک ر
کہا۔

"جوانا" ...... عمران نے جوانا کی طرف مڑتے ہوئے ک
دوسرے لمحے شڑاک کی تیز اور دہشت ناک آواز کے سا
عبدالرزاق جراح کے حلق سے انتہائی خوف ناک چیخ نکلی۔ ا
سر مارتا ہوا چند لمحوں میں ہی بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بازو پر کو
تھا اور بازو سے نہ صرف قمیض پھٹ گئی تھی بلکہ گوشت بھی اد
تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ...... عمران نے خاور سے کہا اور خاور
اٹھ کر ایک بار پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر د
چند لمحوں بعد وہ پیچھے ہٹا تو عبدالرزاق دہشت زدہ انداز میں چیختا
ہوش میں آگیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مم۔ مم۔ بے گناہ ہوں۔ مجھے مت ما
...... عبدالرزاق نے ہوش میں آتے ہی کراہتے ہوئے اور کربناک
انداز میں چیختے ہوئے کہا۔



"ابھی تو صرف ایک کوڑا پڑا ہے اور وہ بھی صرف بطور نمونہ۔ لیکن
تمہارا پورا جسم اس خاردار کوڑے کی ضربات کی زد میں آئے گا تو
پتہ چلے گا کہ تکلیف کسے کہتے ہیں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچ
بتادو" ...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ ٹھیک ہے
جھوٹا گواہ ہوں۔ میں نے تو انسپکٹر عظمت کے کہنے پر گواہی دی تھی
نے مجھے پانچ ہزار روپے دیئے تھے۔ وہ اکثر ایسے کیسز میں مجھے گواہ
رہتا ہے" ...... عبدالرزاق نے آخر کار زبان کھول دی۔

"انسپکٹر عظمت کے پاس اتنی رقم کہاں سے آگئی کہ وہ تمہیں پانچ
ر روپے دے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ساتھ دوسرے گواہ کو
اتنی رقم دی گئی ہو گی جبکہ مقتول رفیق کے وارث تو سب دیہاتی
ہیں۔ اور انہیں رشید سے کیا دشمنی تھی کہ وہ اسے پھنسانے کے
اتنی رقم خرچ کرتے" ...... عمران نے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے تو پتہ نہیں ہے۔ مجھے تو انسپکٹر عظمت نے بلایا اور
ی گواہی رکھ کر اس نے مجھ سے دستخط کرا لئے۔ اور مجھے رقم دے
ی اور ساتھ دھمکی دی کہ اگر میں نے زبان کھولی تو پھر میرے بیوی
بچے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے" ...... عبدالرزاق نے کانپتے ہوئے
ہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم احمد آباد میں رہتے ہو۔ اور پولیس ٹاؤٹ بھی ہو۔ اس علاقے
یں ایک بدمعاش افضل رہتا ہے۔ اسے جانتے ہو" ۔ عمران نے کہا۔

" افضل ۔ ہاں ۔ اچھی طرح جانتا ہوں ۔ وہ بہت بڑا بدمعاش اس کا پورا اڈا ہے احمد آباد میں ویسے وہ انسپکٹر عظمت کا بڑا قریبی دو ہے ۔ اور انسپکٹر عظمت اکثر اس کے اڈے پر آتا جاتا رہتا ہے " عبدالرزاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" افضل کے بعد اس اڈے کا انچارج کون ہے "...... عمران پوچھا۔

" توفیق ٹھگنا ۔ وہ اس کا دست راست ہے "...... عبدالرزاق جواب دیا وہ اب شرافت سے سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

" کہاں ہے یہ اڈہ تفصیل سے بتاؤ "...... عمران نے پوچھا عبدالرزاق نے تفصیل بتانی شروع کر دی ۔

" خاور ۔ تم جوانا کو ساتھ لے کر جاؤ ۔ اور اس توفیق ٹھگنے کو اٹھا یہاں لے آؤ "...... عمران نے خاور سے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا اٹھ کھ ہوا ۔

" جوانا ۔ تم خاور صاحب کے ساتھ جاؤ اور جوزف کو یہاں میرے پاس بھیج دو "...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا کوڑا اٹھائے اس طرف بڑھ گیا جہاں کوڑا دیوار سے ٹنگا ہوا تھا ۔ اس نے کوڑے کو واپس اسی جگہ ہک میں لٹکایا اور پھر مڑ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ جب کہ خاور پہلے ہی باہر جا چکا تھا۔

" آپ ۔ آپ کون ہیں "...... عبدالرزاق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



" ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے "...... عمران نے مختصر سا جواب دیا ۔ اور عبدالرزاق نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیئے ۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اندر داخل ہوا۔

" جوزف ۔ عبدالرزاق کو راڈز سے نجات دلا کر اس کے بازو کی بینڈیج کرو ۔ اور اسے فی الحال آرام کرنے دو "...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور اٹھ کر کمرے سے باہر آگیا ۔ چند لمحوں بعد وہ فون والے کمرے میں پہنچ گیا ۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" پی ۔ اے ۔ ٹو سیکرٹری خارجہ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی ۔

" سر سلطان سے بات کرائیں ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں " ۔ عمران نے کہا۔

" یس سر "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سلطان بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی ۔

" سر سلطان ۔ ایک اہم مسئلے پر آپ کی مدد کی ضرورت ہے "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رفیق کے قتل اور پروفیسر احسن رضا کے بیٹے رشید کے اس قتل کے الزام میں گرفتار ہونے کے بعد اس عینی گواہ کے بیان کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

" اوہ ۔یہاں ہمارے معاشرے میں ایسے کام بھی ہو رہے ہیں ۔ پولیس جان بوجھ کر غلط آدمی کو قتل جیسے کیس میں پھنسا دیتی ہے " سر سلطان کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی ۔

" آپ جس سیٹ پر ہیں جناب وہاں سے تو آپ صرف پولیس ۔ سیلوٹ کرتے دیکھتے اور یس سر یس سر کہتے ہوئے ہی سنتے ہیں آپ کیا معلوم کہ یہی سیلوٹ کرنے والی اور یس سر یس سر کہنے والی پولیس عوام کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے " ....... عمران نے قدرے تلخ لہجے میں کہا

" تم درست کہہ رہے ہو عمران بیٹے ۔ بہر حال ا . میں کیا کر سکتا ہوں اس سلسلے میں " ....... سر سلطان نے جواب دیا ۔

" فی الحال تو میں انکوائری کر رہا ہوں ۔ تاکہ رشید کی بے گناہی کے مکمل ثبوت حاصل کرنے کے بعد ہی اس کی رہائی عمل میں لائی جاسکے اور رفیق کے اصل قاتل کو گرفتار کرایا جاسکے ۔ لیکن یہ کیس چونکہ اب عدالت میں بھی پیش ہو چکا ہے ۔ اس لئے آپ میرا تعارف بطور سیکرٹ سروس کے نمائندہ کے آئی جی صاحب اور صوبائی چیف سیکرٹری صاحب سے کرا دیں ۔ تاکہ بعد میں ان سے جب میں رابطہ قائم کروں تو مسئلہ حل ہو جائے " ....... عمران نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ابھی ایسا کر دیتا ہوں " ....... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا ۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اندر داخل ہوا ۔



" میں نے اس آدمی کو ہینڈ ٹیج کر کے اسے بے ہوش کر کے تہہ خانے میں پہنچا دیا ہے " ....... جوزف نے اندر داخل ہو کر رپورٹ دیتے ہوئے کہا ۔

ٹھیک ہے ۔ اب تم جاؤ اور جب جوانا اور خاور واپس آجائیں تو جوانا کو میرے پاس بھیج دینا ابھی انہوں نے ایک اور آدمی کو بھی لے آنا ہے " ۔ عمران نے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا ۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جوانا کمرے میں آیا تو عمران اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا

" کیا ہوا " ....... عمران نے پوچھا ۔

" اسے لے آئے ہیں جناب " ....... جوانا نے جواب دیا ۔

" کوئی پرابلم " ....... عمران نے پوچھا ۔

" جی نہیں ۔ خاور صاحب اسے ڈیرے سے باہر کار تک لے آئے اور میں نے اس کی گردن مروڑ دی ۔ اور پھر اسے کار میں ڈال کر یہاں پہنچ گئے " ....... جوانا نے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا ۔

" اب کہاں ہے وہ " ....... عمران نے پوچھا ۔

" جوزف اسے بلیک روم میں لے گیا ہے " ....... جوانا نے کہا ۔

" خاور کہاں ہے " ....... عمران نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا ۔

" وہ بھی جوزف کے ساتھ بلیک روم میں گئے ہیں " ....... جوانا نے پیچھے آتے ہوئے کہا ۔

" اسے بلالاؤ " ....... عمران نے کہا اور وہیں برآمدے میں ہی رک

گیا۔ اور جوانا سرہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد خاور وہاں پہنچ گیا۔

"تم نے شکایت کی تھی کہ میں تم سے کام نہیں لیتا۔ تمہاری شکایت دور کرنے کے لئے میں نے تمہیں کام پر لگا دیا ہے۔ ویسے میں نے چیف سے اجازت لے لی ہے کہ سرکاری آدمی کو میں کام پر لگا سکتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ جوانا کے ساتھ جاؤ اور دوسرے عینی گواہ جاوید کو لے آؤ۔ تاکہ ساری صورتحال کو اعلیٰ حکام کے سامنے لایا جا سکے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جاوید کا وہ پتہ بتا دیا جو اس نے پولیس فائل میں پڑھا تھا۔

"اس پولیس انسپکٹر کو پکڑنا چاہئے۔ اصل بات کا علم اسی سے ہو سکے گا"...... خاور نے کہا۔

"وہ کہیں نہیں بھاگ سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اصل حالات معلوم کر لئے جائیں کہ اس سارے کیس کے پس منظر میں کون ہے"۔ عمران نے کہا اور خاور سرہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"جوانا۔ خاور صاحب کے ساتھ جاؤ اور دوسرے آدمی کو بھی لے آؤ لیکن خیال رکھنا۔ اسے مجھ تک زندہ پہنچنا چاہئے"...... عمران نے جوانا سے کہا۔ اور پھر تیزی سے بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اسے بلیک روم کے دروازے پر ملا۔

"جوانا اور خاور صاحب کو باہر بھجوا کر تم واپس آجاؤ اب اس ٹھگنے صاحب سے پوچھ گچھ کرنی ہے"...... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سرہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔



عمران جب بلیک روم میں پہنچا تو راڈز میں جکڑا ہوا ایک پست قامت لیکن بھاری جسم کا آدمی بیٹھا اسے نظر آیا اس کی گردن ایک سائیڈ پر مڑی ہوئی تھی۔ ویسے وضع قطع اور چہرے مہرے سے وہ عام سا بدمعاش ہی لگتا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر پہلے جھٹکا دے کر اس کی گردن کو سیدھا کیا اور پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے ہوش میں آنے کے آثار نمودار ہوئے تو عمران پیچھے ہٹ کر سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس آدمی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کے منہ سے بے اختیار کراہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بازو اٹھانے کی کوشش کی شاید وہ اپنی گردن مسلنا چاہتا تھا لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے اس کے بازو حرکت نہ کر سکتے تھے۔

"یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو۔ اور یہ مجھے اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے"...... اس آدمی نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام توفیق ہے۔ اور تم افضل کے آدمی ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ مگر۔ تم کون ہو۔ وہ آدمی کہاں ہے۔ جس نے مجھے کہا تھا کہ انسپکٹر عظمت مجھے بلوا رہا ہے"...... توفیق نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی آجائے گا۔ تم یہ بتاؤ کہ افضل کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔ کہاں گیا ہے۔ اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے تم مجھے چھوڑ دو۔ ورنہ........" توفیق نے اس بار بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران اس کی اس دھمکی پر بے اختیار مسکرا دیا وہ اس حالت میں بھی اپنی فطری اپچ کے مطابق عمران کو دھمکی دینے سے باز نہ آیا تھا۔ اسی لمحے جوزف کمرے میں داخل ہوا تو توفیق جوزف کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"جوزف۔ یہ توفیق صاحب ہیں۔ مجھے دھمکی دے رہے ہیں کہ اگر میں نے اسے نہ چھوڑا تو نجانے کیا ہو جائے گا۔ خنجر نکالو اور اسے بتاؤ کہ دھمکی دینے کا یہاں کیا نتیجہ نکلتا ہے"........ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس نے دھمکی دی ہے۔ اس مچھر نے۔ اس کی اتنی جرأت"۔ جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف مڑ کر دیوار میں نصب الماری کے پٹ کھولے اور اس میں سے ایک لمبا سا تیز دھار خنجر نکالا اور واپس توفیق کی طرف مڑ گیا۔

"تم نے جرأت کی ہے باس کو دھمکی دینے کی"........ جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور کمرہ توفیق کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اور وہ دو چار بار سر ادھر ادھر پٹخ کر بے ہوش ہو گیا۔ جوزف نے ایک ہی وار میں خنجر کی نوک سے اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا باہر نکال دیا تھا۔

"بس کافی ہے۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ"........ عمران نے کہا



اور جوزف نے خنجر دوسرے ہاتھ میں لے کر توفیق کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی اور چند لمحوں بعد ہی توفیق دوبارہ کربناک انداز میں چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے اچانک جاڑے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔

"کیا خیال ہے۔ مزید کارروائی کی جائے یا......" عمران نے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مم۔ مم۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے معاف کر دو"....... توفیق نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"اب بتاؤ افضل کہاں ہے"....... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ سردار جلال کے پاس گیا تھا۔ پھر ابھی تک واپس نہیں آیا"۔ توفیق نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کون سردار جلال"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"عارف گڑھ کا جاگیردار ہے۔ سردار سلیم کا بیٹا۔ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ افضل اس کا آدمی ہے۔ وہ اس کے لئے کام کرتا ہے"۔ توفیق نے کہا۔

"کیا کام کرتا ہے۔ عارف گڑھ تو یہاں سے بہت دور سرحد کے قریب ہے۔ وہ افضل سے کیا کام لیتا ہے"....... عمران نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔وہ ۔ مم ۔ مم ۔مگر ۔وہ "...... توفیق بولتے بولتے رک گیا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بتانا بھی چاہتا ہو لیکن کچھ بتانے سے بھی خوفزدہ ہو۔

"کھل کر بات کرو توفیق ۔اس طرح تمہاری زندگی بھی بچ جائے گی اور تمہارے جسم کی ہڈیاں بھی ٹوٹنے سے محفوظ رہیں گی ۔ باقی تم اس سردار جلال کا فکر مت کرو۔یہ بات باہر نہ جائے گی"...... عمران نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا۔

"سردار جلال سمگلر ہے ۔بہت بڑا سمگلر ۔ منشیات کا سمگلر اور افضل یہاں دارالحکومت میں اس کے لئے کام کرتا ہے ۔ باہر سے آنے والا مال وہ وصول کر کے سردار جلال تک پہنچاتا ہے "...... توفیق نے آخر کار بات کر دی۔

"ہونہہ ۔ کیا اس طالب علم رفیق کا قتل بھی اس منشیات کے سلسلے میں ہوا ہے"...... عمران نے کہا تو توفیق بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر پہلے سے موجود خوف کے تاثرات اور بڑھ گئے۔

"کون رفیق ۔قتل ۔کیا مطلب "...... توفیق نے کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ اس بارے میں کافی کچھ جانتا ہے اور چھپانے کی کوشش کر رہا ہے

"دوسری آنکھ نکلوانا چاہتے ہو کیا ۔ساری عمر اندھے اور اپاہج بن کر گلیوں میں بھیک مانگتے نظر آؤ گے ۔بولو"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد



ہو گیا۔

"نہیں ۔نہیں ۔خدا کے لئے ایسا مت کرو۔ مم ۔ مم ۔ مجھے کسی قتل کے بارے میں کچھ معلوم نہیں"...... توفیق نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"جوزف ۔اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دو"...... عمران نے ایک طرف کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے خون آلود خنجر سمیت قدم قدم توفیق کی طرف بڑھنے لگا ۔ وہ عمران کے لفظوں سے ہی سمجھ جاتا تھا کہ عمران کا مقصد کیا ہے ۔اسے معلوم تھا کہ اس بار اس نے توفیق کی دوسری آنکھ نکالنی نہیں ہے بلکہ اسے صرف ڈرانا ہے۔

"رک جاؤ ۔رک جاؤ ۔ میں بتاتا ہوں ۔رک جاؤ ۔ تم واقعی مجھے اندھا کر دو گے ۔رک جاؤ"...... یک لخت توفیق نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"وہیں رک جاؤ جوزف ۔اور اب اگر یہ ہچکچائے تو ایک لمحے میں اس کی آنکھ باہر نکال دینا ۔پھر اس کے بازو کاٹ دینا اور آخر میں ٹانگیں تاکہ باقی ساری عمر یہ سڑک پر پڑا سسکتا رہے اور اس کے جسم پر مکھیاں بھنبھناتی رہیں"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں ۔خدا کے لئے ۔میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو۔ میں سب کچھ بتا دوں گا"۔توفیق نے انتہائی خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بولو۔ سب کچھ تفصیل سے بتا دو۔ تم زندہ بھی رہو گے او تمہاری باتیں بھی یہاں سے باہر نہ جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"افضل منشیات کا پیکٹ ایئرپورٹ پر کسی پارٹی کو دینے جا رہا تھ کہ راستے میں وہ گزرنے والی کسی لڑکی کو چھیڑ بیٹھا۔ خوب صورت لڑکیاں اس کی کمزوری ہیں۔ رفیق جو اس محلے میں رہتا ہے۔ اپنے دوست رشید کے ساتھ وہاں سے گزر رہا تھا وہ دونوں افضل سے الجھ پڑے۔ تو مال کا پیکٹ جو افضل کی بیلٹ سے بندھا ہوا تھا نیچے گر پڑا۔ جسے ان دونوں نے اٹھالیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ منشیات کا پیکٹ ہے افضل نے ان سے پیکٹ چھین لیا لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اور افضل ایئرپورٹ چلا گیا۔ وہاں پیکٹ پارٹی کو دے کر وہ واپس اڈے پر پہنچا ہی تھا کہ رفیق اور رشید دونوں وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے دھمکی دی کہ وہ اعلیٰ حکام کو اس کی اطلاع دیں گے اور پھر واپس چلے گئے۔ اڈے کے اندر تھانہ احمد آباد کا انسپکٹر عظمت بھی موجود تھا۔ وہ افضل کا دوست بھی ہے اور اس سے بھاری رقمیں بھی لیتا رہتا ہے۔ اور اس کے کام بھی کرتا رہتا ہے وہ اس کے گروپ کا ہی آدمی ہے۔ انتہائی تجربہ کار تھانیدار ہے۔ افضل نے اس سے اس واقعے کا ذکر کیا تو اس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ان دونوں سے پیچھا چھڑوا لے اور پھر اس نے ہی تجویز پیش کی کہ رفیق کو قتل کر دیا جائے اور قتل کا الزام رشید پر ڈال دیا جائے باقی وہ ایسے ثبوت تیار کر لے گا کہ رشید کسی صورت بھی پھانسی سے نہ بچ سکے گا۔ چنانچہ افضل تیار ہو گیا۔ تھانیدار نے افضل



سے بھاری رقم لی اور پھر وہ افضل کو ساتھ لے کر رفیق کی بیٹھک میں گیا۔ رشید وہاں سے جا چکا تھا انسپکٹر نے اسے ڈرا دھمکا کر اس سے رشید کے بارے میں ساری معلومات حاصل کیں پھر افضل نے اسے اپنے خنجر سے قتل کر دیا اور وہ واپس اڈے پر آ گیا جب کہ انسپکٹر تھانے چلا گیا پھر رشید کو گرفتار کر لیا گیا اور انسپکٹر نے اس پر کیس بنا دیا"۔ توفیق نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"افضل کب واپس آئے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس نے دوسرے روز آ جانا تھا۔ لیکن اب تو کئی روز گزر چکے ہیں شاید سردار جلال نے اسے کسی اور کام بھجوا دیا ہو گا"...... توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو قتل افضل نے کیا تھا۔ اس انسپکٹر کے ساتھ مل کر"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ پہلے بھی ایسے کئی کیس کر چکا ہے"...... توفیق نے جواب دیا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا ظاہر ہے اب اصل صورت حال سامنے آ چکی تھی اور اب وہ اس انسپکٹر عظمت کو فوری طور پر گھیرنا چاہتا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل رولز رائس کار تیزی سے شان کالونی کی ایک عظیم الشان کوٹھی کے گیٹ پر رکی تو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود سردار جلال نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجا دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

"پھاٹک کھولو رستم"...... سردار جلال نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور نوجوان جلدی سے سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور سردار جلال کار اندر لے گیا۔ عظیم الشان پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا تو عقبی سیٹ سے دو غیر ملکی بھی نیچے اتر آئے۔

"آیئے"...... سردار جلال نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ انہیں لے کر ایک تہہ خانے میں آگیا۔ جسے بڑے شاندار فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔ سردار جلال نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور پھر سائیڈ پر موجود سوئچ بورڈ پر نصب دس بارہ بٹنوں میں ایک ترتیب کے ساتھ



تین بٹن دبائے تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ دروازے پر ایک فولادی چادر گر گئی۔

"اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا ہے ولسن صاحب"...... سردار جلال نے مڑ کر ایک لمبے قد کے غیر ملکی سے کہا جو اپنے درمیانے قد کے ساتھی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ چکا تھا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سردار جلال ایک طرف موجود ریک کی طرف بڑھا جس میں انتہائی قیمتی شرابوں سے بھری بوتلیں موجود تھیں اس نے دو بوتلیں اور تین جام اٹھائے اور خود ہی انہیں میز پر رکھ کر وہ ان دونوں غیر ملکیوں کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"لیجیئے جناب"...... اس نے ایک بوتل کھول کر تینوں جام آدھے آدھے بھر کر ان دونوں سے کہا...... اور ان دونوں نے ایک ایک جام اٹھا لیا۔

"سردار جلال۔ یہ میرا ساتھی چیف کا خاص نمائندہ ہے ڈارسن۔ چیف نے اسے میرے ساتھ یہاں تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ یہ پوری طرح تسلی کر سکے کہ تم سپیشل سپلائی کے لئے مناسب آدمی ہو یا نہیں اگر ڈارسن کی تم تسلی کرا دو تو پھر یہ سپیشل سپلائی تمہارے ذریعے آگے پہنچ سکتی ہے"...... لمبے قد والے ولسن نے شراب کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"کس قسم کی تسلی چاہتے ہیں آپ"...... سردار جلال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی موجود تھی۔

" دیکھئے سردار جلال ۔ یہ سپیشل سپلائی ہے ۔ منشیات کی
سمگلنگ نہیں ہے ۔ یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے میں آپ کو تفصیل ؛
ہوں "..... ڈارسن نے کہا۔

"جی بتائیں "...... سردار جلال نے کہا۔

" انتہائی جدید ترین اسلحے کا ایک بہت بڑا ذخیرہ سمندر کے رلہ
پاکیشیا پہنچایا جائے گا ۔ یہ لوڈ تقریباً دس مال بردار ٹرکوں کے برابر ہو
اس کے بعد اس اسلحے کو پاکیشیا کے ساحلی علاقے سے شمال مغر
سرحدی قصبے شیر آباد پہنچایا جائے گا ۔ شیر آباد سے یہ اسلحہ آگے سالا
روسیاہی ریاست میں پہنچایا جائے گا ۔ اصل مسئلہ ساحلی علاقے ۔
اس اسلحے کو شیر آباد پہنچانا ہے ۔ اس کے لئے تقریباً پاکیشیا کے اہم شہ
اور چیک پوسٹس راستے میں پڑتی ہیں پہلے جو پارٹی تھوڑا بہت اسلحہ
سپلائی کرتی تھی وہ پکڑی گئی ہے اور یہ تو اسلحہ کی بہت بڑی کھیپ ہے
اگر اس کی معمولی سی مخبری بھی ہو گئی یا یہ اسلحہ پکڑا گیا تو بہت بڑا
نقصان ہو گا اس لئے چیف چاہتا ہے کہ یہ سپیشل سپلائی اس پارٹی کے
ذمہ لگائی جائے جو ہر لحاظ سے اسے محفوظ طریقے سے پہنچانے کی ذمہ
داری پوری کرے ۔ معاوضہ اس کی توقع سے کہیں زیادہ دیا جائے گا ۔
اور آئندہ بھی ایسی کئی سپلائیز ہونی ہیں کیونکہ روسیاہی ریاستوں میں
ایسے اسلحے کی مخصوص گروپوں کو ضرورت ہے آپ کا منشیات کا ریکٹ
ہے اور آپ اب تک کامیابی سے یہ دھندہ کر رہے ہیں لیکن اسلحہ
سپلائی اور خاص طور پر اتنی بڑی کھیپ کی سپلائی انتہائی پیچیدہ مسئلہ ہے



وسن نے چیف کو آپ کے بارے میں بہت اچھی رپورٹ دی ہے لیکن
چیف پوری تسلی چاہتا ہے آپ مجھے بتائیں کہ آپ کس طرح یہ سپلائی
مل کریں گے "...... ڈارسن نے کہا۔

" لیکن روسیاہ میں تو پہلے ہی کافی اسلحہ موجود ہے وہاں اسلحہ بھیجنے
ن کیا ضرورت ہے "...... سردار جلال نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ سوچنا آپ کا کام نہیں ہے ۔ یہ اسلحہ سرکاری طور پر نہیں بھجوایا
جا رہا اور نہ کسی حکومت کو بھیجا جا رہا ہے یہ وہاں ایسے گروپوں کو
سپلائی کیا جا رہا ہے جنہیں روسیاہ کی مسلم ریاستوں میں خانہ جنگی
رانے کے لئے تیار کرایا جا رہا ہے تاکہ روسیاہی مسلم ریاستیں خانہ
جنگی میں الجھ جائیں اور وہ سب مل کر مسلم بلاک نہ بنا سکیں "......
ڈارسن نے جواب دیا۔

"ہونہہ ۔ ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس
سلسلے میں میں نے کیا پلاننگ کی ہے ۔ پاکیشیا کے ساحلی علاقے سے
ٹرک مال وغیرہ لے کر چلتے رہتے ہیں راستے میں ان کی چیکنگ ہوتی
رہتی ہے خاص طور پر منشیات اور اسلحہ کی چیکنگ ہوتی ہے اور یہ سارا
کام اینٹی سمگلنگ ڈویژن کی ذمہ داری ہے ۔ اس ڈویژن کو پورے
پاکیشیا میں یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ منشیات اور اسلحے کی
سمگلنگ کو روکے ۔ اسی ڈویژن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر سے لے کر نچلے
عملے تک سب میری مٹھی میں بند ہیں ۔ ہمارے ٹرکوں کی صرف
سرسری تلاشی لی جاتی ہے اور بس ۔ اس بات سے قطعی بے فکر رہو کہ

یہ مال کہیں پکڑا جا سکتا ہے "...... سردار جلال نے اس بار بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"لیکن پہلے جو پارٹی تھی اس کا مال کیوں پکڑا گیا تھا اس کا بھی یہی کہنا تھا کہ اس نے سارے آدمی خرید رکھے ہیں "...... ڈارسن نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ وہ کونسی پارٹی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارا تعلق رینجرز سے نہیں ہے اور وہ مال رینجرز نے پکڑا تھا۔ ہاں اگر تم لوگ یہ مال کسی سرحدی علاقے سے پاکیشیا میں داخل کرنا چاہتے تو پھر البتہ مجھے نئے سرے سے رینجرز پر کام کرنا پڑتا لیکن یہ مسئلہ نہیں ہے۔ اور سرحدی شہر پر پہنچانے کے بعد ہمارا کام ختم ہو جائے گا اس لئے ہمارا رینجرز سے بھی ٹکراؤ نہ ہو گا "...... سردار جلال نے کہا۔

"ٹھیک ہے سردار جلال۔ پھر ایسا ہے کہ دو ٹرکوں کا مال اس وقت ساحلی علاقے میں پہنچ چکا ہے۔ تم اسے سرحدی قصبے تک پہنچا دو ہم اس مال کے ساتھ چلیں گے۔ تاکہ ہمیں مکمل طور پر یقین ہو جائے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ پھر ہم چیف کو اوکے رپورٹ دے دیں گے اور اس کے بعد سپیشل سپلائی تمہارے ذریعے ہو گی "۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ڈارسن نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر تم نے یقین نہیں کیا "۔ سردار جلال نے اس بار انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں سردار جلال۔ یہ سپیشل سپلائی تمہاری توقعات سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یہ دس ٹرک کا مال تو ڈارسن نے صرف اس لئے



رکھ دیا ہے تاکہ تمہیں چیک کر سکے۔ ورنہ پورا بحری جہاز ہم نے سپلائی کرنا ہے۔ ڈیڑھ سو کے قریب ٹرکوں کا مال ہو سکتا ہے اور تم سوچ سکتے ہو کہ اگر یہ مال پکڑا گیا تو ہمارا کیا ہو گا اور یہ عام اسلحہ بھی نہیں ہے انتہائی جدید اور مہنگا اسلحہ ہے۔ کروڑوں اربوں ڈالر قیمت کا اس لئے ہم ہر لحاظ سے محتاط رہنا چاہتے ہیں "...... اس بار ولسن نے کہا۔

"ڈیڑھ سو ٹرک۔ اوہ۔ پھر تو واقعی بہت بڑی کھیپ ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ تجرباتی راؤنڈ لگا سکتا ہوں۔ لیکن پہلے مجھے بتایا جائے کہ مجھے معاوضہ کتنا دیا جائے گا "...... سردار جلال نے کہا۔

"تم کتنا معاوضہ طلب کرتے ہو "۔ ڈارسن نے کہا۔

"دس ٹرک میرے "۔ سردار جلال نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے "۔ ان دونوں نے بیک زبان ہو کر کہا اور سردار جلال بے اختیار ہنس پڑا۔

"اطمینان سے بیٹھو تم نے شاید یہ سمجھ رکھا تھا کہ سردار جلال اس دھندے میں نیا ہے اس لئے تم اسے لاکھ دو لاکھ ڈالر دے کر مطمئن کر دو گے یہ بات نہیں ہے میرا والد ساری عمر اسلحے کا دھندہ کرتا رہا ہے بہادرستان اسلحہ میرے والد کے ذریعے ہی سپلائی ہوتا تھا۔ مشکبار میں بھی اسلحہ میرے والد ہی سپلائی کرتے رہتے تھے۔ سردار سلیم کا نام اسلحہ سپلائی کرنے والی تمام بین الاقوامی تنظیمیں اچھی طرح جانتی ہیں اور آج تک میرے والد کی ایک سپلائی بھی نہیں پکڑی گئی۔ میں بھی

والد کے ساتھ کام کرتا رہا ہوں ۔ مجھے اس دھندے کے سارے نشیب و فراز کا علم ہے اور میرے والد ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے ا میں نے اسلحہ کا دھندہ چھوڑ کر منشیات کا دھندہ شروع کر دیا ۔ کیو یہاں پاکیشیا میں اسلحہ کے دھندے سے یہ منشیات کا دھندہ زیادہ فائ مند ہے ۔ لیکن اس کے باوجود مجھے سب معلوم ہے کہ اسلحہ کے دھندے میں کیا معاوضہ ہوتا ہے ۔ اور کس طرح یہ سب کچھ کیا جا ہے "...... سردار جلال نے بڑے تمکنت بھرے لہجے میں کہا ۔ اور ولسن اور ڈارسن دونوں حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتے رہ گئے ۔

" کیا تمہارے والد کا نام صرف سردار سلیم تھا یا ان کے نام کے ساتھ اور کوئی لقب بھی بولا جاتا تھا " ۔ ڈارسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ۔ میرے والد کو لوگ سردار سلیم بوچر کے نام سے بھی جانتے تھے "...... سردار جلال نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ پھر تو کسی تجربے کی ضرورت نہیں رہی یہ تو ہمارے لئے انتہائی خوشخبری ہے ۔ سلیم بوچر سے ہمارا انتہائی طویل تعلق رہا ہے اس کی ہلاکت کے بعد ہی ہم نے کام دوسری پارٹیوں کو دینا شروع کیا اگر تم سلیم بوچر کے بیٹے ہو تو پھر واقعی ہم مطمئن ہیں ۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس کا بیٹا اس کے ساتھ کام کرتا تھا "...... ڈارسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" شکریہ ۔ تم قطعی بے فکر رہو تمہارا کام بالکل اسی طرح ہو گا جس



طرح میرا والد کام کیا کرتا تھا ۔ لیکن معاوضہ بھی تمہیں اسی طرح دینا ہو گا ۔ بولو منظور ہے "...... سردار جلال نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" بالکل منظور ہے ۔ اب تو کسی سودے بازی کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہی ۔ چیف جب یہ بات سنے گا تو اسے بھی بے حد مسرت ہو گی " ۔ ڈارسن نے کہا ۔ تو سردار جلال کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات پھیل گئے ۔

" او ۔ کے ۔ آؤ اب تمہاری کوئی خاطر خدمت کی جائے " ۔ سردار جلال نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سوئچ پینل کے ایک بار پھر بٹن دبائے تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازے پر اتر کر آنے والی فولادی چادر غائب ہو گئی ۔ سردار جلال نے دروازہ کھولا اور آگے بڑھ گیا ۔ ولسن اور ڈارسن بھی مطمئن انداز میں چلتے ہوئے اس کے پیچھے تھے ۔

"تو آپ نے فراغت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک قتل کا کیس نمٹا دیا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو عمران جو دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں اور مجھے خوشی ہے کہ ایک بے گناہ نوجوان پھانسی سے بچ گیا ہے ورنہ اس انسپکٹر عظمت نے واقعی ایسے ثبوت تیار کر لئے تھے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے پھانسی سے نہ بچا سکتی۔ بلکہ وہ فائل دیکھ کر تو مجھے بھی یقین آگیا تھا کہ رشید ہی قاتل ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو شک کس بات پر پڑا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا

"میں نے بے خیالی میں کیس بنانے کی بات کر دی تھی اور اس کا جو ردعمل اس انسپکٹر عظمت پر ہوا۔ اس نے مجھے چونکا دیا تھا"۔ عمران



نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ جب رشید بے گناہ تھا تو پھر اس نے اعتراف جرم کیوں کر لیا وہ بھی مجسٹریٹ کے سامنے"۔ بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"یہ کام بھی انسپکٹر عظمت کی ہنرمندی کا نتیجہ تھا۔ اس نے رشید کو سمجھایا تھا کہ اگر وہ اعتراف جرم کر لے تو وہ اسے پھانسی سے بچا لے گا۔ اسے چند سال قید ہو گی اور پھر اپیل عدالت اسے بری کر دے گی۔ رشید سادہ سا ناپختہ ذہن کا نوجوان ہے۔ زندگی میں پہلی بار اس کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا۔ اس لئے اس نے انسپکٹر عظمت کی بات کو سچ سمجھ لیا تھا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس انسپکٹر عظمت کا کیا ہوا۔ صرف معطل کیا گیا ہے۔ یا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اسے نوکری سے برخواست کر دیا گیا ہے اور میرے خیال میں یہ اس کے لئے بہت بڑی سزا ہے۔ افضل کا کہیں پتہ نہیں چلا نجانے اس کے ساتھ کیا ہوا۔ البتہ رفیق کے قتل کا مقدمہ اس کے خلاف درج کر لیا گیا ہے۔ جیسے ہی وہ سامنے آیا گرفتار ہو جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سردار جلال کا کیا ہوا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ منشیات کا سمگلر ہے۔ ویسے بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اس لئے میں نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس کی ٹپ دے دی ہے۔ وہ خود ہی

اس سے نمٹ لے گا"...... عمران نے کہا۔

"ویسے عمران صاحب یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ کسی بے گناہ کو اس طرح کے کیس میں ملوث کر دیا جائے۔ یہ تو اس کا باپ کسی بہانے آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ بھی فارغ تھے۔ اس لئے آپ نے اس کیس پر کام کر لیا۔ اس طرح وہ بے گناہ بچ گیا نجانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو اپنی بے گناہی کی سزا بھگت رہے ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی طریقے سے بے گناہ آدمی کی مدد ضرور کرتا ہے۔ بہرحال یہ ایک المیہ ہے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"گریٹ لینڈ سے فارمیک بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے گریٹ لینڈ میں فارن ایجنٹ فارمیک کی آواز سنائی دی۔ تو عمران چونک پڑا۔

"یس"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"سر۔ ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ یہاں کی ایک اسلحہ سمگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم کرسٹل جدید ترین اسلحے کی بھاری کھیپ پاکیشیا سمگل کر رہی ہے"...... دوسری طرف سے فارمیک نے کہا تو عمران



چونک پڑا۔

"مزید کیا تفصیلات ملی ہوں"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ تفصیلات کے مطابق اسلحے کی یہ بھاری کھیپ دراصل سابقہ روسیاہ کی کسی مسلم ریاست میں بھجوائی جا رہی ہے تاکہ وہاں حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرائی جا سکے۔ صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے"۔ فارمیک نے کہا۔

"مزید تفصیلات معلوم کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے کوشش کی ہے۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ اسلحہ پاکیشیا میں کسی نئی پارٹی کے ذریعے سپلائی کیا جا رہا ہے اور اس پارٹی لیڈر کا نام سردار جلال ہے۔ بس اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے۔ کیونکہ کرسٹل بہت باوسائل اور انتہائی طاقتور تنظیم ہے۔ مزید تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سردار جلال۔ نئی پارٹی۔ کیا مطلب"...... عمران نے کہا۔ بلیک زیرو نے جو لاؤڈر پر تمام گفتگو سن رہا تھا۔ سردار جلال کا نام سن کر چونک پڑا۔

"وہ اسلحے کی لائن میں تو نئی پارٹی ہے۔ ویسے وہ پرانی پارٹی ہے۔ لیکن اطلاعات کے مطابق یہ نئی پارٹی کو جو اسلحہ بھیجا جا رہا ہے۔ وہ بہت بڑی کھیپ ہے۔ تقریباً سو ٹرکوں کا لوڈ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ۔ مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ یہ ضروری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"سو ٹرکوں کا لوڈ۔ یہ تو بہت بڑی کھیپ ہو گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ۔ اگر واقعی یہ اطلاع درست ہے تو پھر واقعی یہ بہت بڑی سپلائی ہے اور اب مجھے اس سردار جلال کو خود چیک کرنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اگر وہ سمگلر ہے تو پھر ٹائیگر لازماً جانتا ہو گا اس کے متعلق"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں وہ مجرم قسم کا سمگلر نہیں ہے ۔ وہ بہت بڑا جاگیردار ہے ۔ اس لئے ٹائیگر اسے نہیں جانتا۔ لیکن ٹائیگر کو اس کے علاقے میں بھیجا جا سکتا ہے ۔ وہ اس کے متعلق معلومات حاصل کر لے گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ۔ عمران کالنگ اوور"...... عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے کال دینی شروع کر دی۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ اوور"...... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔



"ٹائیگر ۔ عارف گڑھ میں ایک جاگیردار سردار جلال نام کا رہتا ہے وہ منشیات کا سمگلر ہے اور اب معلوم ہوا ہے کہ وہ اسلحے کی کسی بڑی کھیپ کی سمگلنگ میں بھی مصروف ہے ۔ تم فوراً عارف گڑھ جاؤ اور اس کے بارے میں جو معلومات بھی میسر ہو سکیں ۔ انہیں کلکٹ کر کے مجھے تفصیلی رپورٹ دو۔ لیکن تم نے یہ کام فوری طور پر کرنا ہے اوور"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب ۔ ہمیں اس کرسٹل کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنی چاہئیں ۔ وہاں سے واضح تفصیلات اس سپلائی کے بارے میں مل سکتی ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔ اس طرح وقت ضائع ہو گا ۔ پہلے ہم اس کھیپ کا بندوبست کر لیں ۔ پھر اس کے بارے میں بھی سوچ لیا جائے گا"۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"فارمیک کی کال آئے ۔ تو مجھے مطلع کر دینا"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں پہنچ گیا۔ اس نے ایک کوٹھی کے سامنے جا کر کار روک دی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر لگی ہوئی کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر

بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔

"اوہ ۔ عمران صاحب ۔ آپ" ۔ ملازم نے حیران ہو کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ تمہارے صاحب موجود ہیں" ........ عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں" ۔ ملازم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا ۔ عمران سرہلاتا ہوا دوبارہ کار میں بیٹھا اور پھر بڑا پھاٹک کھلنے پر وہ کار کو پورچ میں لے گیا ۔ جہاں پہلے سے ایک کار موجود تھی عمران نے کار روکی اور نیچے اتر آیا ۔ ادھیڑ عمر ملازم پھاٹک بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آگیا۔

"آیئے ۔ تشریف رکھیں ۔ میں صاحب کو آپ کی آمد کی اطلاع دیتا ہوں" ۔ ملازم نے کہا اور پھر وہ عمران کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر واپس چلا گیا ۔ یہ کوٹھی امداد حسین حقانی کی تھی ۔ حقانی کا تعلق انٹرنیشنل انٹی سمگلنگ تنظیم سے رہا تھا ۔ اس نے بڑی بھرپور زندگی گزاری تھی ۔ اس کی ساری عمر ایکریمیا ۔ یورپ اور گریٹ لینڈ میں گذری تھی اور اب ریٹائر ہونے کے بعد وہ کافی طویل عرصے سے واپس پاکیشیا میں سیٹل ہو گیا تھا ۔ چونکہ اس کا تعلق اسلحہ کی سمگلنگ روکنے والے شعبے سے رہا تھا ۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ حقانی سے اسے خاصی قیمتی معلومات مل سکتی ہیں ۔ حقانی اور عمران کے تعلقات اس وقت سے تھے جب حقانی پاکیشیا میں انٹی سمگلنگ ڈویژن کا سربراہ تھا ۔ پھر وہ انٹرنیشنل فورم میں شفٹ ہو گیا ۔ لیکن اکثر ان کے درمیان



کہیں نہ کہیں ملاقات ہوتی رہتی تھی ۔ اسے معلوم تھا کہ عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ۔ لیکن چونکہ سمگلنگ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہ آتی تھی ۔ اس لئے ان کی یہ ملاقات بس مذاق تک ہی محدود رہا کرتی تھی ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور حقانی اندر داخل ہوا وہ بوڑھا ہونے کے باوجود خاصا لحیم شحیم آدمی تھا ۔ چہرے پر سرخی تھی اور جسم میں بھی ابھی تک جان نظر آتی تھی۔

"ارے آپ زندہ ہیں ۔ میں تو کئی بار یہ مصرعہ پڑھ چکا ہوں کہ حق مغفرت کرے ۔ حقانی بڑا آزاد مرد تھا" ....... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کووں کے کوسے ڈھور مرا نہیں کرتے" ....... حقانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے ۔ آپ نے کچھ نہ کچھ تو تسلیم کر لیا" ....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حقانی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کا مطلب ہے کہ اس نے اپنے آپ کو ڈھور یعنی جانور تسلیم کر لیا تھا۔

"آج تم یہاں کیسے نظر آرہے ہو ۔ خیریت ہے ۔ بڑا طویل عرصہ ہو گیا ہے ۔ ملاقات کو اور ویسے بھی تم جیسے مصروف آدمی کے لئے مجھ جیسے ریٹائر اور فارغ آدمی کے لئے وقت نکالنا خاصی حیران کن بات ہے" مصافحے کے بعد حقانی نے ہنستے ہوئے کہا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم مشروب کی دو بوتلیں ٹرے میں رکھے اندر آیا۔

"میں نے سوچا کہ آپ جیسا تجربہ کار آدمی مفت میں ضائع ہو
ہے ۔ کیوں نہ اس سے بہتوں کا بھلا کیا جائے "...... عمران ۔
مشروب کی بوتل ملازم کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی میرے وجود کا کوئی فائد
ہے ۔ گڈ ۔ یہ تو واقعی بڑی حوصلہ افزاسی بات ہے ۔ ورنہ میں تو اک
سوچتا ہوں کہ میری یہ بے فائدہ سی زندگی اب کسی کے کام نہیں آسکے
حقانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"گریٹ لینڈ کی اسلحہ سمگل کرنے والی کوئی تنظیم ہے کرسٹل ۔
کیا آپ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں "...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ کچھ کیا ۔ بہت کچھ جانتا ہوں ۔ بہت بڑی پارٹی اور طاقتور
تنظیم ہے ۔ کیوں ۔ کیا ہوا اسے "...... حقانی نے چونک کر پوچھا۔

"اور تو کچھ نہیں ہوا اسے ۔ البتہ اس نے شہر کا رخ کر لیا ہے "۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ حقانی پہلے چند لمحے تو خاموش بیٹھا رہا
اور پھر یک لخت کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اوہ سمجھ گیا۔ تم نے اس محاورے کے متعلق کہا ہے کہ گیدڑ کی
جب شامت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے ۔ کیا تم نے یہ کرسٹل کے
بارے میں کہا ہے ۔ پوری بات کھل کر کرو ۔ تمہارا مطلب کرسٹل
سے ہے اور شہر کا مطلب پاکیشیا سے ہے ۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے
کرسٹل کا دھندہ تو یہاں بھی طویل عرصے سے چل رہا ہو گا "۔ حقانی نے



سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ بات تو ایسی ہے ۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کرسٹل پاکیشیا
راستے جدید اسلحے کی بہت بڑی کھیپ روسیاہ کی کسی سابقہ مسلم
ست تک پہنچانا چاہتی ہے ۔ تاکہ وہاں مسلم حکومت کے خلاف
ت کرائی جا سکے اور اس نے یہاں ایک منشیات کے سمگلر اور
دار سردار جلال کو اس سپلائی کا کام سونپا ہے "۔ عمران نے
میں بتاتے ہوئے کہا۔

"سردار جلال ۔ یہ واقعی نیا نام ہے اور کرسٹل کوئی بڑا کام کسی نئے
ے سے ہرگز نہیں کرا سکتی ۔ وہ بہت بڑی تنظیم ہے اور انتہائی
سل "...... حقانی نے کہا۔

"اطلاعات کے مطابق سو ٹرکوں کا مال ہے "...... عمران نے کہا۔

"سو ٹرکوں کا ۔ اوہ ۔ پھر تو یہ بہت بڑی کھیپ ہوئی ۔ اتنی بڑی
یپ کو اسلحے کی سمگلنگ کی زبان میں سپیشل سپلائی کہا جاتا ہے اور
ب تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ نام صرف ڈاج دینے کے لئے استعمال
جا رہا ہے ۔ سپیشل سپلائی کسی صورت میں کسی نئی پارٹی کے
لے نہیں کی جا سکتی ۔ یہ بات تو طے ہے "...... حقانی نے بااعتماد
میں کہا اور عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"اس کرسٹل کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں وہ مجھے بتا دیجئے "۔
عمران نے کہا۔

"خفیہ اور پراسرار تنظیم ہے ۔ اس کا دائرہ کار زیادہ تر یورپ اور

ایکریمیا تک ہے۔ وہاں یہ بے حد منظم ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر او
کے سر کردہ افراد کا آج تک سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ عام ورکر اور کا
ہاتھ آتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کا سیٹ اپ ہی کچھ ایسا ہے کہ
مچھلیاں کبھی ٹریس نہیں ہو سکیں۔ ویسے بھی سنا ہے کہ بڑی
حکومتیں اگر اپنے مخصوص مقاصد کے لئے جب اسلحہ کہیں سپلائی ک
چاہتی ہیں تو وہ بھی کرسٹل کا ہی سہارا لیتی ہیں"...... حقانی نے جوا
دیا۔

"یہ تو کوئی تفصیل نہ ہوئی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"لیکن تم تو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو اور تم نے خود
بتایا تھا کہ سمگلنگ اس کے دائرہ کار میں نہیں آتی اور اس کے علاوہ
اسلحہ پاکیشیا میں بھی سپلائی نہیں کیا جا رہا۔ پھر تم اس معاملے می
کیوں دلچسپی لے رہے ہو"...... حقانی نے کہا۔
"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر یہ اسلحہ پکڑا جا سکے تو میں اسے مشکبا
کے مجاہدوں تک پہنچا دوں۔ انہیں آج کل صحیح معنوں میں اس کی
ضرورت ہے"...... عمران نے جواب دیا تو حقانی بے اختیار اچھل پڑا
"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ واقعی تمہاری تجویز تو انتہائی شاندار ہے
یقیناً اس سے مشکبار کی تحریک کو بے حد تقویت مل جائے گی۔ لیکن
اصل مسئلہ تو اس کے پکڑے جانے کا ہے اور میرا خیال ہے کہ ایسا
ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ کرسٹل منصوبہ بندی میں ماہر ہے۔ وہ ایسی



ی منصوبہ بندی کرتی ہے کہ اس کا مال سپلائی ہو جاتا ہے اور اس
یچھے بھاگنے والے صرف ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ اب تم خود دیکھو۔
ہ سپیشل سپلائی کسی نئی پارٹی کے حوالے نہیں کی جائے گی۔ لیکن
ی اطلاع بھی درست ہو گی۔ انہوں نے یقیناً بظاہر یہی منصوبہ
ی کی ہو گی۔ لیکن ان کا اصل منصوبہ کچھ اور ہو گا اور اب تم اس
جلال کے پیچھے بھاگتے رہ جاؤ گے اور وہ اپنا کام خاموشی سے کر
یں گے"...... حقانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
یکن موٹر کوں کا مال نکالنا آسان کام بھی نہیں ہے۔ حقانی
ب یہ واقعی بہت بڑی کھیپ ہے اور اس نے بہرحال پورے
یشیا کو کراس کرنا ہے۔ کہیں نہ کہیں وہ لازماً چیک کر لئے جائیں
...... عمران نے کہا۔
اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ یہ صرف
ٹ پلاننگ ہے۔ اصل پلاننگ کچھ اور ہی ہو گی"...... حقانی نے

اس کا مطلب ہے کہ اس سردار جلال کے پیچھے بھاگنے کا کوئی فائدہ
ہے"...... عمران نے کہا۔
کیا تم اسے جانتے ہو"...... حقانی نے چونک کر پوچھا۔
ہاں اتنا معلوم ہے کہ عارف گڑھ کا جاگیردار ہے اور منشیات کی
ٹ میں ملوث ہے"...... عمران نے جواب دیا۔
عارف گڑھ۔ اوہ۔ وہاں تو ایک آدمی سردار سلیم بوچر اس اسلحے

کے معاملے میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ وہ بھی عارف
جاگیردار تھا۔ مگر سردار جلال یہ نام میں نے تو پہلے کبھی نہیں
حقانی نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ اس سپلائی کو کور کرنے کے لئے کر
خلاف براہ راست کام کرنا ہوگا سردار جلال کے پیچھے بھاگنے کا کو
نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

وہ کوئی عام تنظیم نہیں ہے عمران کہ تم چند دنوں میں
سراغ لگا لو گے اور وہ کام انتہائی برق رفتاری سے کرتے ہیں۔
تک تم سراغ لگاؤ گے وہ سپیشل سپلائی کے معاملے سے نمٹ بھ
ہوں گے۔ اس لئے تم اپنی توجہ اس سپلائی کی طرف کر دو۔ میں
ایک ٹپ بتاتا ہوں۔ عام طور پر کرسٹل اسلحے کی سپلائی کا سمیٹکس
میں کرتی ہے۔ تم اگر اس ٹپ پر کام کرو۔ تو یقیناً اس سپلائی ک
سکتے ہو"۔۔۔۔ حقانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہ میں کر لوں گا۔ آپ مجھے وہاں گریٹ لینڈ میں اس کرسٹل
سلسلے میں کوئی خاص ٹپ دیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

وہاں کرامفورڈ روڈ پر ایک کلب ہے۔ گرین ڈے کلب۔
کلب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کرسٹل کی انڈر گرا
سرگرمیوں کا گڑھ ہے۔ بس اتنا جانتا ہوں"۔۔۔۔ حقانی نے کہا۔

او کے۔ شکریہ۔ اب اجازت دیجئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا
اٹھ کھڑا ہوا۔ حقانی اسے پورچ میں موجود کار تک چھوڑنے آیا اور



ں بعد عمران کی کار اس کوٹھی سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی
ی جا رہی تھی۔ حقانی سے ملنے کے بعد اب اس نے سنجیدگی سے فیصلہ
یا تھا کہ وہ اس سپلائی کو نہ صرف پکڑے گا۔ بلکہ ایسے انتظامات بھی
ے گا کہ یہ اسلحہ مشکبار مجاہد تنظیموں تک بھی پہنچ جائے۔ اس نے
فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ اس اسلحے کا تعلق پاکیشیا سے نہ تھا اور نہ ہی
پاکیشیا کے لئے بھیجا جا رہا تھا۔ اس لئے اس کے خیال کے مطابق یہ
سحہ اگر مشکباریوں تک پہنچ جائے تو یقیناً یہ ان کے لئے ایک بہت بڑا
فہ ہوگا۔ یہی سوچتا ہوا وہ فلیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ایک بڑے سے کمرے کے درمیان ایک گول بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد پانچ کرسیاں تھیں جن میں سے چار کرسیوں پر چار افراد موجود تھے ۔ جن میں سے دو ڈارسن اور ولسن تھے ۔ جب کہ تیسرا لمبے قد اور گنجے سر کا ادھیڑ عمر آدمی تھا اور چوتھی ایک نوجوان لڑکی تھی ۔ قومیت کے لحاظ سے وہ چاروں ہی گریٹ لینڈ کے باشندے تھے ۔
تھوڑی دیر بعد اس کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور وہ چاروں چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے دروازے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہو رہا تھا ۔ اس کے جسم پر جدید تراش کا تھری پیس سوٹ تھا ۔ اس کا چہرہ بھاری تھا ۔ مگر آنکھیں چہرے کے تناسب سے کافی چھوٹی تھیں ۔ اس کے اندر آتے ہی چاروں اٹھ کھڑے ہوئے ۔

" بیٹھو "........ اس آدمی نے بھاری سے لہجے میں کہا اور خود بھی پانچویں کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اس کے بیٹھتے ہی باقی چاروں بھی اپنی اپنی



کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔

" ڈارسن ۔ تم رپورٹ دو "........ آنے والے نے ڈارسن سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" باس ۔ میں ولسن کے ساتھ پاکیشیا گیا تھا ۔ سردار جلال سے ملاقات ہوئی ہے ۔ سردار جلال اسی سلیم بوچر کا بیٹا ہے ۔ جو اس سے پہلے ہمارے ساتھ کام کرتا رہا ہے ۔ انتہائی بااثر جاگیردار ہے اور اس کے اعلیٰ ترین حکام پر بھی مکمل ہولڈ ہے ۔ میں نے دو ٹرک جنرل سپلائی کے تجرباتی طور پر اس کے ساتھ سرحد تک پہنچائے ہیں ۔ تمام راستے ان ٹرکوں کو چیک نہیں کیا گیا ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ سپیشل سپلائی کے لئے سردار جلال پر اعتماد کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن وہ دس فیصد مالیت بطور معاوضہ طلب کر رہا ہے "۔ ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ولسن ۔ تمہاری کیا رپورٹ ہے "........ باس نے ولسن سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

" باس ۔ میرا خیال ہے کہ سردار جلال سپیشل سپلائی کو آسانی سے کراس کرا دے گا ۔ اس کے ہاتھ پاکیشیا میں بے حد لمبے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اہم بات یہ ہے کہ وہ عام مجرم نہیں ہے ۔ بلکہ بااثر جاگیردار ہے "........ ولسن نے جواب دیا ۔

" راڈرک ۔ تم رپورٹ دو "........ باس نے اس بار تیسرے آدمی راڈرک سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" باس ۔ ہماری سپیشل سپلائی کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ

سروس کو علم ہو چکا ہے اور سردار جلال کے متعلق بھی انہیں رپورٹ مل چکی ہے "...... راڈرک نے سپاٹ لہجے میں کہا تو ڈارسن اور ولسن کے ساتھ ساتھ باس بھی چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو راڈرک "...... باس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میری اطلاع سو فیصد درست ہے "...... راڈرک نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اسلحے کی سمگلنگ سے کیا تعلق ہے۔ یہ کام تو ان کے دائرہ کار میں ہی نہیں آتا "...... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بظاہر تو ایسا ہی ہے باس۔ میں تفصیل بتاتا ہوں۔ میرے آدمیوں نے سیکشن ون کے انچارج ڈیوک کی پرسنل سیکرٹری جوناسی کو ایک کلب میں ایک اجنبی آدمی کے ساتھ بیٹھے اور گھل مل کر باتیں کرتے دیکھا۔ تو انہیں ان کے انداز پر شک پڑا۔ چنانچہ انہوں نے سپیشل کال کیچر کے ذریعے ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی۔ یہ گفتگو سپیشل سپلائی کے بارے میں ہی ہو رہی تھی۔ وہ اجنبی جسے جوناسی فارمیک کہہ رہی تھی۔ کرید کرید کر سپیشل سپلائی کے بارے میں پوچھ رہا تھا اور جوناسی اسے بتا رہی تھی۔ اس پر مجھے فوری اطلاع دی گئی۔ تو میں نے ان دونوں کو اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے آنے کی ہدایت کی چنانچہ ایسا کیا گیا اور پھر میں نے ہیڈ کوارٹر میں



ن دونوں سے پوچھ گچھ کی۔ فارمیک انتہائی سخت جان آدمی ثابت ہوا یکن جدید مشین ایون۔ تھرٹی۔ ایکس نے اس کے لاشعور کو چیک ر کے جو رپورٹ دی اس کے مطابق فارمیک ایک طویل عرصے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گریٹ لینڈ میں فارن ایجنٹ ہے۔ اس کے جوناسی سے انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں اور جوناسی نے اسے ایک ملاقات کے دوران سپیشل سپلائی کے متعلق تفصیلات بتائیں۔ کیونکہ سپیشل سپلائی سیکشن ون کے تحت کی جارہی ہے اور ڈیوک اس ساری پلاننگ کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ ڈیوک کی وجہ سے یہ پلاننگ اس ی پرسنل سیکرٹری جوناسی تک پہنچی اور جوناسی نے اس کے بارے میں فارمیک کو بتایا۔ فارمیک کے مطابق چونکہ اسلحہ کی یہ کھیپ بہت بڑی ہے۔ اس لئے اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو اس کی اطلاع دی تاکہ اس کھیپ کو وہاں پاکیشیا میں پکڑ لیا جائے۔ جوناسی نے اسے بتایا تھا کہ یہ سپیشل سپلائی سردار جلال کے ذریعے کرائی جانے کی پلاننگ کی جارہی ہے۔ جو ایک جاگیردار اور منشیات کا سمگلر ہے۔ یہ ساری رپورٹ فارمیک نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچا دی۔ جہاں سے اسے اس بارے میں مزید تفصیلات حاصل کرنے کا حکم دیا گیا اور اس حکم کے تحت وہ جوناسی سے کلب میں ملا اور اسے بھاری رقم کا لالچ دے کر اس نے مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی کہ اس پر شک ہوا اور وہ پکڑا گیا "...... راڈرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب سردار جلال کے ذریعے یہ سپلائی بھجوا خودکشی کے مترادف ہے یہ تو اچھا ہوا کہ فارمیک پکڑا گیا اور یہ بات سامنے آ گئی۔ اس فارمیک اور جوناسی کا کیا ہوا"........ باس نے کہا۔

"دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"........ راڈرک نے جواب دیا۔ تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس کیا میں کچھ کہہ سکتی ہوں"........ اچانک لڑکی نے کہا تو سب چونک کر لڑکی کی طرف دیکھنے لگے۔

"یس لزا۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو"........ باس نے کہا۔

"باس۔ ہماری پالیسی شروع سے ہی یہی رہی ہے کہ ہم ڈبل یا ٹرپل پلاننگ کیا کرتے ہیں۔ کیا اس بار بھی ایسا کیا جا رہا تھا"۔ لڑکی نے کہا۔

"ہاں۔ پلاننگ یہ تھی کہ اصل سپلائی تو سردار جلال کے ذریعے کرا دی جائے۔ کیونکہ سردار جلال اسلحے کے دھندے میں غیر متعلق آدمی ہے جب کہ ظاہر یہ کیا جائے کہ سپلائی پاکیشیا کی ایک اور معروف پارٹی ضرغام گروپ کے ذریعے کرائی جا رہی ہے اور اسے باقاعدہ پبلسٹی دی جائے۔ اس طرح اگر ہماری کوئی مخالف پارٹی مخبری کرے گا تو ضرغام گروپ کی کرے گی اور اگر پولیس۔ انٹیلی جنس یا انٹی سمگلنگ سٹاف اس بارے میں کارروائی کرے گی تو ضرغام گروپ کے خلاف کرے گا۔ اس طرح سردار جلال اصل مال نکال کر لے جائے گا۔ لیکن اس بار اصل پارٹی ہی سامنے آ گئی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے



بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ انتہائی طاقتور۔ فعال اور خطرناک تنظیم ہے۔ اسلحے کی بڑی کھیپ کا سن کر ہو سکتا ہے کہ وہ خود میدان میں اتر آئے"........ باس نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تو باس پلاننگ بدل دیں۔ اصل سپلائی ضرغام گروپ سے کرا دیں اور جعلی کارروائی سردار جلال کے ذریعے۔ اس طرح سپلائی درست طور پر ہو جائے گی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سردار جلال کے پیچھے ماری ماری پھرتی رہے گی جب کہ ضرغام گروپ کام کر دے گا"۔ لزا نے جواب دیا۔

"تمہاری تجویز تو درست ہے۔ لیکن مجھے ایک اور خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس سردار جلال تک پہنچتی ہے۔ تو پھر ڈارسن اور ولسن بھی سامنے آ جائیں گے اور ڈارسن اور ولسن دونوں کے سامنے آنے سے سیکرٹ سروس براہ راست کرسٹل کے خلاف بھی کام کر سکتی ہے۔ اس طرح ہم بے شمار مسائل میں پھنس جائیں گے"۔ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ آپ کی بات درست ہے۔ اس سردار جلال کا فوری طور پر خاتمہ کرنا چاہیے"........ ڈارسن نے جلدی سے کہا۔

"ہاں۔ ورنہ دوسری صورت میں ہمیں ڈارسن اور ولسن دونوں کو ختم کرنا ہو گا اور میں ایسا نہیں چاہتا۔ اس لئے اب سردار جلال کا خاتمہ بھی ولسن کی ذمہ داری ہو گی۔ اسے فوری طور پر اور ہر قیمت پر ختم کر دیا جائے۔ تاکہ اس فارمیک کی دی ہوئی رپورٹ بے کار ہو جائے۔

اس کے بعد سپلائی کے بارے میں سوچا جائے گا"۔ باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ولسن ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"باس ۔آپ یہ سپلائی میرے سیکشن کے ذمے لگا دیں ۔میں آپ کو گارنٹی دیتی ہوں کہ سپلائی درست طور پر ہو جائے گی"۔ لزا نے کہا۔

"یہ بہت بڑی سپلائی ہے لزا یہ درست ہے کہ تم نے پاکیشیا میں پہلے ہونے والی سپلائز میں کام کیا ہے ۔لیکن یہ سپلائی حکومت گریٹ لینڈ کی طرف سے بھجوائی جارہی ہے اور اگر یہ پکڑی گئی تو ایک لحاظ سے ہماری تنظیم کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے"...... باس نے کہا۔

"باس ۔مجھے اس سپیشل سپلائی کی اہمیت کا پوری طرح احساس ہے ۔پاکیشیا میں کام کے دوران میرے ایک گروپ سے تعلقات قائم ہو چکے ہیں ۔یہ گروپ انتہائی اعلیٰ پیمانے پر کام کرتا ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ اس گروپ کا انچارج اعلیٰ ترین حکومتی عہدے پر فائز ہے تمام سپلائی سرکاری گاڑیوں میں کی جاسکتی ہے ۔جنہیں چیک کرنے یا ان پر شک کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں ہو سکتا"...... لزا نے کہا۔

"اوہ ۔کون ہے اور کس طرح سرکاری ٹرانسپورٹ استعمال ہو گی تفصیل بتاؤ"...... باس نے چونک کر پوچھا۔

"باس ۔یہ آدمی جس کا نام مراد خان ہے ۔حکومت پاکیشیا کے سپلائی ڈویژن کا ڈائریکٹر جنرل ہے ۔پورے پاکیشیا میں ہر قسم کی سرکاری سپلائی خاص ٹرکوں سے کی جاتی ہے ۔جنہیں ایمرجنسی سپلائی



کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے ۔یہ ٹرکوں کا بہت بڑا بیڑا ہے ۔تقریباً ایک ہزار بڑے بڑے ٹرک اس بیڑے میں شامل ہیں ۔مراد خان ان ٹرکوں کے ذریعے منشیات اور دوسری آئٹمز خفیہ طور پر سپلائی کرتا رہتا ہے ۔اگر اس سے بات کی جائے اور اسے معقول معاوضہ دیا جائے تو اس کے ٹرک بڑے اطمینان سے سپلائی ٹرانسفر کر سکتے ہیں اور کسی کو کانوں کان بھی اس کی خبر نہ ہو سکے گی ۔ویسے آپ ضرغام پارٹی کو کور دیں ۔جو بھی اس سپیشل سپلائی کے پیچھے ہو گا ۔وہ ضرغام گروپ کے پیچھے دھکے کھاتا پھرے گا اور ہمارا کام مکمل ہو جائے گا"...... لزا نے کہا تو باس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ ۔کیا مراد اس کے لئے تیار ہو جائے گا"...... باس نے کہا۔

"اس کی دو کمزوریاں ہیں باس ۔دولت اور عورت اور یہ دونوں اسے مل جائیں تو وہ اپنے خلاف بھی کام کرنے پر تیار ہو جائے گا"۔ لزا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او ۔کے ۔تم فوراً مراد خان سے رابطہ قائم کرو اور مجھے پوری رپورٹ دو ۔میں اب جلد از جلد اس سپلائی سے چھٹکارا پا لینا چاہتا ہوں"۔ باس نے کہا۔

"اس سپیشل سپلائی کا مال اس وقت کہاں ہے باس"...... لزا نے پوچھا۔

"وہ ایک سیمنٹ سے لدے بحری جہاز میں خفیہ طور پر موجود ہے اور جہاز کو ہم نے پاکیشیا کے قریب کھلے سمندر میں جان بوجھ کر روکا

ہوا ہے۔ جیسے ہی تفصیلات طے ہوئیں۔ بڑی بڑی لانچوں میں اسلحے کے کنٹینرز جہاز سے اتار کر ساحل تک پہنچا دیئے جائیں گے"۔ باس نے کہا۔

"یہ وہاں تک پہنچانے کا کام کس کے ذمے ہے باس"........ لزا نے پوچھا۔

"سیکشن الیون کے انچارج رابرٹ کے ذمے۔ اس نے سارے انتظامات کر لئے ہیں۔ اب وہ صرف سگنل کے انتظار میں ہے"۔ باس نے جواب دیا۔

"اور جہاں یہ سپلائی پہنچے گی"........ لزا نے کہا۔

"وہاں۔ ٹی۔ تھری کام کر رہی ہے"........ باس نے جواب دیا۔

"او۔ کے باس۔ آپ رابرٹ کو میرے متعلق احکامات دے دیں۔ میں پاکیشیا جا کر مراد سے بات کرتی ہوں اور جیسے ہی انتظامات ہوئے میں خود رابرٹ کو سگنل بھی دے دوں گی اور اس سے تفصیلات بھی طے کر لوں گی۔ آپ کو بھی اطلاع مل جائے گی اور آپ ٹی۔ تھری کو الرٹ کر دیں مراد چند گھنٹوں میں یہ کام کر سکتا ہے۔ اس کام میں جتنی دیر ہو گی۔ اتنی ہی ہمارے لئے پریشانیاں بڑھ جائیں گی"........ لزا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ اگر تم اس قدر اعتماد سے بات کر رہی ہو۔ تو ٹھیک ہے میں یہ مشن باقاعدہ طور پر تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔ رابرٹ اور ٹی تھری تک احکامات پہنچ جائیں گے۔ وہ تمہارے تحت کام کریں گے۔ تم سپیشل ون فریکونسی پر ان سے ضرورت کے وقت بات کر سکو گی۔



گو ڈ سپیشل سپلائی ہو گا"........ باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھنے کا مطلب یہی تھا کہ میٹنگ برخواست کر دی گئی ہے۔ باس کے اٹھتے ہی ڈارسن۔ راڈرک اور لزا تینوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ باس تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"گڈ شو لزا۔ تمہارے اعتماد نے آج باس کو تمہاری بات ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن میری ایک درخواست ہے"........ باس کے جانے کے بعد راڈرک نے لزا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کھل کر بات کریں۔ آپ ہم سب سے زیادہ تجربہ کار ہیں"۔ لزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایک آدمی علی عمران ہے۔ بظاہر انتہائی مسخرہ نوجوان نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے۔ تم نے اگر سپیشل سپلائی کو اس سے بچا لیا تو پھر تم کامیاب ہو سکتی ہو۔ ورنہ نہیں"۔ راڈرک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میرے ذہن میں پوری پلاننگ موجود ہے۔ اسے معلوم بھی نہ ہو سکے گا اور کام ہو جائے گا"........ لزا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور راڈرک نے سر ہلا دیا اور پھر وہ تینوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود ایک ضخیم کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس ۔ علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے مطالعے میں مصروف ہونے کی وجہ سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں بدستور کتاب پر جمی ہوئی تھیں۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔ کیا بات ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"سر ۔ ایک بری خبر ہے ۔ گریٹ لینڈ میں ہمارے فارن ایجنٹ فارمیک کو ہلاک کر دیا گیا ہے فارن ایجنٹ ٹسکی نے اس کی ابھی اطلاع دی ہے"...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔



"پوری تفصیل بتاؤ ۔ فارمیک تو کرسٹل کے خلاف کام کر رہا تھا"...... عمران نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔ ٹسکی نے اطلاع دی ہے کہ فارمیک کی لاش ایک پبلک پارک میں پڑی پولیس کو ملی ہے ۔ اس کی اطلاع ٹسکی کو فوراً ہو گئی تھی ۔ کیونکہ وہ پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہی کام کرتا ہے ۔ اس نے لاش چیک کی ہے ۔ اس کی رپورٹ کے مطابق فارمیک کو ہلاک کرنے سے پہلے اس پر غیر انسانی انداز میں بے پناہ تشدد کیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کرسٹل کے ہاتھ آ گیا تھا اور کرسٹل کو کسی طرح یہ معلوم ہو گیا کہ وہ اس کے خلاف کام کر رہا ہے اور تشدد سے ظاہر ہو گیا ہے کہ انہوں نے اس سے مکمل پوچھ گچھ کرنے کے بعد ہی اسے ہلاک کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فارمیک ہمارا انتہائی قابل اعتماد ایجنٹ تھا۔ اس کی موت پر مجھے دلی افسوس ہوا ہے ۔ تم ایسا کرو کہ اس کے خاندان کے بارے میں معلومات کراؤ اور انہیں بھرپور مالی امداد پہنچا دو اور ٹسکی کو ہدایات دے دو کہ وہ ان لوگوں کو ٹریس کرے جن کے ہاتھوں فارمیک ہلاک ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے پہلے ہی اسے ہدایات دے دی ہیں ۔ لیکن اب اس کرسٹل کے خلاف ہمیں میدان میں خود آنا چاہئے"...... بلیک زیرو

نے کہا۔

"ضرور آئیں گے۔ فارمیک کو قتل کر کے انہوں نے اپنے تابوت میں خود ہی آخری کیل ٹھونک لی ہے۔ لیکن سب سے پہلے ہم اس سپیشل سپلائی کو پکڑیں گے۔ اس کے بعد یہ کام ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ کتاب اس نے پہلے ہی بند کر کے رکھ دی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اب مجھے خود اس سردار جلال کے پیچھے جانا ہو گا"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھایا۔ سلیمان فلیٹ میں موجود نہیں تھا۔

"یس۔ علی عمران سپیکنگ"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس۔ تم نے اس سردار جلال کے بارے میں رپورٹ ہی نہیں دی"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"سردار جلال کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔ تو عمران بے اختیار صوفے سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کب"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے



میں کہا۔ اسے حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ سردار جلال کے قتل کا امکان تو اس کے ذہن کے کسی دور دراز گوشے میں بھی نہ تھا۔

"باس۔ میں آپ کے حکم کے مطابق عارف گڑھ گیا۔ وہاں زیر زمین دنیا کے ایک آدمی کی مدد سے میں نے سردار جلال کے بارے میں پوری معلومات حاصل کیں۔ ان معلومات کے مطابق سردار جلال کا باپ سردار سلیم جسے سلیم بوچر بھی کہا جاتا تھا۔ جاگیردار ہونے کے ساتھ ساتھ اسلحے کا بھی بہت بڑا سمگلر تھا۔ سردار جلال اس کا اکلوتا بیٹا ہے اور باپ سے بھی دو قدم آگے رہتا ہے۔ اس کا باپ ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا۔ تو اس نے باپ کی جگہ سنبھال لی۔ لیکن اس نے اسلحے کی بجائے منشیات کی سمگلنگ شروع کر دی اور اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ اعلیٰ ترین حکام سے لے کر دارالحکومت کے عام مجرموں تک اس کے گینگ میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سردار جلال عارف گڑھ میں نہیں ہے بلکہ دارالحکومت گیا ہوا ہے۔ دارالحکومت کی نشاط کالونی میں اس کی محل نما عظیم الشان کوٹھی ہے۔ جسے سردار ہاؤس کہا جاتا ہے۔ میں وہاں سے دارالحکومت آگیا۔ تو وہاں صورت حال بدلی ہوئی تھی سردار جلال کی لاش کوٹھی میں موجود تھی اور وہاں پولیس اور حکومت کے اعلیٰ حکام موجود تھے۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ سردار جلال ایک ریستوران سے باہر نکل رہا تھا کہ کسی نے اچانک اس پر فائر کھول دیا اور وہ وہیں موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ پولیس اور اعلیٰ حکام اسے سیاسی قتل قرار

دے رہے ہیں۔ کیونکہ سردار جلال سیاست میں خاصا متحرک اور فعال رہتا تھا۔ البتہ باس میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں کہ اسے ایک پیشہ ور قاتل جیکب نے ہلاک کیا ہے۔ اس ریستوران کے ایک ویٹر نے جو جیکب کو پہچانتا ہے۔ اسے گولی مارتا دیکھ لیا تھا۔ لیکن اس نے خوف کی وجہ سے پولیس کو کوئی بیان نہیں دیا........ لیکن میں نے اس سے معلومات حاصل کر لی ہیں"........ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ جیکب کہاں ملے گا"........ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"اسے تلاش کرنا پڑے گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اسے فوری تلاش کرو اور پھر اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آؤ اور مجھے اطلاع دو۔ یہ بے حد ضروری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر پہلے سے موجود شکنوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ اب وہ مکمل طور پر اندھیرے میں رہ گیا تھا۔

"سردار جلال کے قتل کا مطلب ہے کہ فارمیک واقعی کرسٹل کے ہاتھ چڑھ گیا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ فائیو سٹار"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی



"سیکرٹری سے بات کراؤ۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"۔ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ پال بول رہا ہوں سیکرٹری فائیو سٹار آرگنائزیشن"۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا۔ اکاونٹ نمبر ون تھری سپیشل"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ فرمایئے"........ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اسلحہ سمگل کرنے والی تنظیم کرسٹل کے بارے میں معلومات چاہئیں"۔ عمران نے کہا۔

"کرسٹل بے حد وسیع تنظیم ہے۔ آپ کس شعبے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں"........ دوسری طرف سے سیکرٹری نے پوچھا۔

"اس شعبے کے بارے میں جو پاکیشیا کو ڈیل کرتا ہو"........ عمران نے کہا۔

"سوری سر۔ اس بارے میں ہمارے پاس کوئی معلومات موجود نہیں ہیں"........ دوسری طرف سے سیکرٹری نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی ایسی پارٹی بتا دیں جو اس سلسلے میں درست معلومات مہیا

کر سکتی ہو" ...... عمران نے کہا۔

"یس ۔ایک پارٹی ایسی ہے ۔وہ کرسٹل کے بارے میں معلومات مہیا کر سکتی ہے ۔لیکن معاوضہ وہ اپنی مرضی کا لے گی" ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"آپ اس کے متعلق بتائیں" ...... عمران نے کہا۔

"جوزف سٹیل کارپوریشن بارچر روڈ پر فون کر کے اور وہاں کے منیجر رالف سے بات کریں ۔اسے آپ فائیو سٹار کا حوالہ دیں ۔ پھر آپ سے کھل کر بات کرے گا۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں ۔اس کی معلومات درست ہوں گی ۔لیکن معاوضہ وہ اپنی مرضی کا مانگتا ہے" ۔دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سیکرٹری نے جوزف سٹیل کارپوریشن کا نمبر بھی بتا دیا۔

"او ۔کے ۔شکریہ ۔آپ اسے فون کر دیں ۔میں دس منٹ بعد فون کروں گا" ...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور سیکرٹری کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جوزف سٹیل کارپوریشن" ۔رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

"منیجر رالف سے بات کرائیں" ۔عمران نے گریٹ لینڈ کے مقامی لہجے میں کہا۔

"آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں" ...... دوسری طرف سے



پوچھا گیا۔

"میں پولیس کمشنر آفس سے بات کر رہا ہوں" ...... عمران نے جواب دیا۔

"یس سر۔ہولڈ آن کریں" ۔دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

"رالف بول رہا ہوں منیجر" ۔بولنے والے کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ بات کر رہا ہوں ۔کیا آپ کا فون محفوظ ہے" ۔عمران نے اس بار اس لہجے میں بات کی جس میں اس نے سیکرٹری فائیو سٹار کارپوریشن سے بات کی تھی۔

"اوہ ۔اچھا۔ایک منٹ" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔اب کھل کر بات کریں ۔لائن سیف ہے" ...... رالف کی آواز سنائی دی ۔

"فائیو سٹار کارپوریشن کے سیکرٹری نے آپ کو فون کیا ہو گا" ۔عمران نے کہا۔

"ہاں ۔کیا بات ہے ۔کھل کر بتائیں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کرسٹل کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں" ...... عمران نے کہا۔

"کس قسم کی معلومات" ۔دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ اسلحے کی سپلائی پاکیشیا میں کر رہے ہیں ۔اس سلسلے میں

درست اور حتمی معلومات چاہئیں۔ جس قسم کی بھی زیادہ سے زیادہ مل سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"معلومات تو مل سکتی ہیں۔ سیکرٹری نے آپ کے متعلق بتا دیا ہے کہ آپ انتہائی بااعتماد آدمی ہیں۔ لیکن معاوضہ آپ کو پیشگی دینا ہو گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بالکل مل جائے گا۔ لیکن معلومات درست تفصیلی اور حتمی ہونی چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"رالف یا تو کام نہیں کرتا اور اگر کرتا ہے تو اس کی کسی بات کو کبھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا"۔ رالف نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ لیکن یہ سوچ کر معاوضہ بتانا کہ تمہارے علاوہ دوسری پارٹیاں بھی ہیں۔ تم سے بات صرف اس لئے کی جا رہی ہے کہ سیکرٹری نے تمہاری سفارش کی تھی"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن جو معلومات کرسٹل کے بارے میں میں مہیا کر سکتا ہوں وہ کوئی دوسری پارٹی کبھی بھی نہیں کر سکتی۔ پچاس ہزار ڈالر معاوضہ ہو گا اور وہ بھی پیشگی"...... دوسری طرف سے رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ بولو کہاں بھجوایا جائے معاوضہ اور کب معلومات مہیا کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"نقد رقم کمپنی میں ہی بھجوا دو۔ معلومات دو گھنٹوں کے اندر مل جائیں گی"۔ رالف نے کہا۔



"میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ اس لئے نقد نہیں بھیجی جا سکتی۔ البتہ بنک کے ذریعے نصف گھنٹے میں یہ کام ہو سکتا ہے۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بنک کا نام بتا دو"...... عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے"...... دوسری طرف سے رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بنک کی برانچ اور اکاؤنٹ نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دو گھنٹوں بعد دوبارہ فون کروں گا"۔ عمران نے کہا اور ہاتھ مار کر کریڈل دبا دیا اور دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو۔ اکاؤنٹ نمبر اور برانچ نوٹ کرو اور فوری طور پر اس اکاؤنٹ میں پچاس ہزار ڈالر جمع کرانے کے احکامات دے دو"...... عمران نے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ نوٹ کرائیں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اسے رالف کی بتائی ہوئی تفصیلات لکھوا دیں اور ساتھ ہی اسے بغیر اس کے پوچھے تفصیل بھی بتا دی کہ یہ رقم کیوں بھجوائی جا رہی ہے۔

"عمران صاحب۔ رقم وصول کرنے کے لئے انٹ شنٹ باتیں بھی تو بتائی جا سکتی ہیں۔ بہرحال یہ نئی پارٹی ہے"...... بلیک زیرو نے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ فائیو سٹار کارپوریشن انتہائی بااعتماد ادارہ ہے۔ اس کا

سیکرٹری کسی غلط آدمی کی ٹپ نہیں دے سکتا "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"اس وقت کون آگیا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے "...... عمران نے حسب عادت دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

"پروفیسر احسن رضا ہوں جناب "...... دروازے کی دوسری طرف سے پروفیسر احسن رضا کی آواز سنائی دی اور عمران نے دروازہ کھول دیا۔ باہر پروفیسر احسن رضا ایک دبلے پتلے لیکن سمارٹ جسم کے نوجوان کے ساتھ موجود تھا۔ لیکن پہلے کے اور اس بار کے پروفیسر میں زمین وآسمان کا فرق تھا۔ پہلے جو پروفیسر احسن رضا آیا تھا۔ وہ انتہائی شکستہ دل۔ ٹوٹا ہوا اور بکھرا ہوا سا لگ رہا تھا۔ لیکن اس بار اس کے چہرے پر شگفتگی آنکھوں میں چمک اور انداز میں اعتماد نمایاں تھا۔

"تشریف لائیے "...... عمران نے سلام دعا کے بعد مسکراتے ہوئے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"آؤ بیٹے "...... پروفیسر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آگیا۔

"عمران صاحب ۔ یہ میرا بیٹا رشید ہے ۔ جسے آپ نے پھانسی کے



پھندے سے نجات دلائی ہے "...... پروفیسر نے اپنے بیٹے سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو کچھ نہیں کیا پروفیسر صاحب۔ اس کی بے گناہی نے ہی سب کچھ کیا ہے ۔ بہرحال مبارک ہو "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔ آپ واقعی عظیم انسان ہیں ۔ میں جب بھی آپ کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے کئی بار احساس سا ہوتا ہے کہ جیسے آپ موجودہ دور کے انسان کی بجائے بچپن میں پڑھی ہوئی ان کہانیوں کا کردار ہیں ۔ جہاں وہ فرشتہ صفت لوگ انتہائی بے غرضی سے دوسروں کی مدد کیا کرتے تھے۔ آپ نے تو مجھے صرف فون کر کے مبارک باد دی اور بتایا کہ رشید کو عدالت نے بے گناہ قرار دیتے ہوئے بری کر دیا ہے ۔ لیکن جب انسپکٹر جنرل پولیس جتنے بڑے افسر خود چل کر میرے گھر آئے اور انہوں نے مجھ سے معذرت کی کہ ان کے محکمے کی ایک کالی بھیڑ کی وجہ سے مجھے رشید اور دوسرے سارے گھرانے کو اس المناک واقع سے دوچار ہونا پڑا ہے تو حقیقتاً میں بے حد حیران ہوا ۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور جب باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ رشید کی بے گناہی ثابت ہونے کے پیچھے آپ کا ہاتھ ہے تو حقیقتاً شکر گزاری سے میری پلکیں بھیگ گئیں اور میرا اللہ تعالیٰ پر یقین واعتماد کچھ اور بڑھ گیا کہ اس کی یہ دنیا نیک اور شریف لوگوں سے بہرحال خالی نہیں ہے ۔ رشید جب واپس آیا تو اس

کی ذہنی کیفیت درست نہ تھی۔ پھر محلے دار۔ رشتے دار اور نجانے کون کون مبارک باد دینے گھر آتا رہا۔ اس لئے مجھے آپ کے پاس آنے کی فرصت نہ مل سکی۔ اب رشید بھی ذہنی طور پر نارمل ہو گیا ہے۔ اس لئے میں اسے ساتھ لے آیا ہوں۔ تاکہ یہ بھی اس ہستی کو دیکھ لے جو آج بھی گھپ اندھیرے میں قندیل کی حیثیت رکھتی ہے"...... پروفیسر احسن رضا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ آپ واقعی پروفیسر ہیں۔ لیکن محترم میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ رشید بے گناہ تھا اگر قتل واقعی اس نے کیا ہوتا تو پھر یہ سب کچھ نہ ہو سکتا۔ بے گناہی بذات خود اتنی بڑی طاقت ہے کہ اسے لاکھ جھوٹ کی زنجیروں میں باندھ دیا جائے۔ وہ بہرحال اپنے آپ کو آزاد کرا لیتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے میرے لئے جو کچھ کیا ہے۔ اس کا احسان تو میں زندگی بھر نہ اتار سکوں گا۔ لیکن میں آپ سے خصوصی طور پر ملنا چاہتا تھا۔ اباجی نے جب مجھے بتایا ہے کہ آپ نے کس طرح آئی۔ جی اور دوسرے اعلیٰ حکام سے مل کر اصل معاملات کو بے نقاب کیا ہے۔ تو مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ اس معاملے میں بھی کچھ کر سکتے ہیں اور اگر آپ نہ بھی کچھ کر سکے تو کم از کم میرے دل پر موجود بوجھ تو اتر جائے گا"...... رشید نے کہا تو عمران چونک پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور رشید اور پروفیسر دونوں بے



اختیار چونک پڑے۔

"میرا ساتھی سلیمان ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"سلیمان"...... عمران نے شاپنگ بیگز سے لدے پھندے سلیمان کو اس وقت آواز دی جب وہ دروازے کے سامنے سے گزر رہا تھا۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے رک کر کہا اور ساتھ ہی اس نے پروفیسر احسن رضا کو دیکھ کر سلام کیا۔

"پروفیسر صاحب آئے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر"...... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

"ہاں تو رشید تم دل کا بوجھ ہلکا کر رہے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ رشید سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ پروفیسر کی وجہ سے عمران سنجیدہ تھا۔

"عمران صاحب جیل میں میرے ساتھ ایک ڈرائیور نذیر خان بھی تھا وہ ایک قتل کے سلسلے میں پکڑا گیا تھا۔ اسے نجانے مجھ سے کیوں ہمدردی ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ اگر میں ان کے گینگ میں شامل ہو جاؤں تو میری رہائی کا بھی بندوبست ہو سکتا ہے اور مجھے بے شمار سہولتیں بھی مل سکتی ہیں۔ اس پر میں نے اسے کہا کہ میں تو قتل کے الزام میں بند ہوں اور اب میں نے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے اب میری رہائی کا کیا سکوپ رہ گیا ہے۔ تو اس نے مجھے بتایا کہ ان کے

گینگ کا سربراہ بڑا سرکاری افسر ہے ۔اس کا نام مراد خان ہے ۔اس کے ہاتھ اس قدر لمبے ہیں کہ وہ دس قتل کرنے والے کو بھی صرف ایک فون پر رہائی دلا سکتا ہے مجھے یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ کوئی سرکاری افسر بھی مجرم ہو سکتا ہے ۔میں نے نذیر سے مزید تفصیلات پوچھیں تو اس نے بتایا کہ یہ بہت بڑا گروہ ہے اور سرکاری گاڑیوں میں منشیات اسلحہ اور اس قسم کی چیزیں سمگل کراتا ہے اور سرکاری گاڑیوں کی وجہ سے کہیں بھی چیکنگ نہیں ہوتی اور اگر کوئی اتفاق سے پکڑا بھی جائے تو پھر اس کا باس مراد خان چند روز میں ہی اسے رہا کرا دیتا ہے ۔اس نے مجھے بتایا کہ اس نے واقعی قتل کیا ہے اور سب کے سامنے روز روشن میں کیا ہے ۔لیکن اسے یقین ہے کہ وہ رہا ہو جائے گا ۔لیکن میں نے کسی مجرم گینگ میں شامل ہونے سے انکار کر دیا اور پھر کچھ روز بعد واقعی نذیر کے خلاف کیس واپس لے لیا گیا اور نذیر رہا ہو کر چلا گیا ۔جب بعد میں میری رہائی کے احکامات آئے تو میں یہی سمجھا تھا کہ نذیر نے اپنے باس سے کہہ کر یہ انتظام کر دیا ہو گا ۔لیکن ایسا نہیں ہوا ۔میں ایک طالب علم ہوں میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ کوئی اعلیٰ ترین سرکاری افسر بھی مجرم یا مجرم گینگ کا سربراہ ہو سکتا ہے اور اگر ہے تو پھر وہ کسی بھی وقت ملک کے مفادات کے خلاف غداری بھی کر سکتا ہے ۔مجھے کئی بار اس بات کا خیال آیا کہ میں اس سلسلے میں اعلیٰ حکام کو خط لکھوں لیکن پھر میں خاموش ہو گیا کہ میرے پاس کوئی ثبوت تو نہیں ہے ۔ایسا نہ ہو کہ میں پھر کسی پریشانی میں پھنس جاؤں ۔جب



آپ کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ آپ کی اعلیٰ حکام تک رسائی بھی ہے اور آپ اچھے انسان بھی ہیں تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں آپ کو یہ بات ضرور بتاؤں گا" ......... رشید نے جواب دیا ۔اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا اور اس نے چائے کی پیالیاں اور بسکٹ کی پلیٹیں درمیانی میز پر رکھنی شروع کر دیں ۔

"تمہارا جذبہ واقعی قابل قدر ہے رشید ۔لیکن اس اعلیٰ افسر کے بارے میں مزید کیا تفصیلات ہیں" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔کیونکہ رشید نے جس جذبے سے یہ بات کی تھی ۔عمران اس سے واقعی متاثر ہوا تھا اور اسے یقیناً خوشی بھی ہوئی تھی کہ ملک کا نوجوان ملک سے کسی حد تک محبت کرتا ہے حالانکہ خود اس کے ساتھ اتنا بڑا سانحہ گذرا ہے ۔لیکن اس کے باوجود ملک کے ساتھ اس کی محبت کا جذبہ کمزور نہیں ہوا ۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ۔اس نذیر سے میں نے پوچھا بھی تھا ۔لیکن وہ بھی صرف اتنا جانتا تھا کہ مراد خان کوئی بہت بڑا سرکاری افسر ہے اور اس کے انڈر سرکاری گاڑیوں کا بہت بڑا بیڑہ ہے اور بس ۔ویسے وہ بھی کسی سرکاری ٹرک کا ڈرائیور تھا" ...... رشید نے جواب دیا ۔

"ٹھیک ہے ۔میں معلوم بھی کر لوں گا اور اس کے خلاف ثبوت بھی حاصل کر لوں گا ۔تم فکر نہ کرو ۔ایسا آدمی لازماً کیفر کردار تک پہنچے گا" ...... عمران نے کہا تو رشید کا چہرہ جوش و مسرت سے دمک اٹھا ۔

چائے پینے کے بعد پروفیسر اور رشید عمران سے اجازت لے کر واپس

چلے گئے تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے گھڑی دیکھی اسے دراصل دو گھنٹے گزرنے کا انتظار تھا۔ تاکہ وہ کرسٹل کے بار۔ میں معلومات حاصل کر سکے۔ لیکن ابھی تو بہت تھوڑا وقت گزرا تھا ا پھر تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے رسیور اٹھالیا۔

" علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) از فلیٹ نمبر ٹو ہنڈرڈ کنگ روڈ بزبان خویش بول رہا ہوں "...... عمران کی زبان جو نجانے کب کی کھجلا رہی تھی۔ آخر کار رواں ہو گئی۔ وہ چونکہ دل سے استادوں کا احترام کرتا تھا۔ اس لئے نجانے اس نے کتنی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کئے رکھا تھا۔ ورنہ پروفیسر احسن رضا کے ساتھ گفتگو میں بے شمار ایسے مواقع آئے تھے کہ عمران کی زبان کھجلائی تھی مگر چونکہ پروفیسر احسن رضا استاد بھی تھا اور پھر اس سے عمران کی بے تکلفی بھی نہ تھی۔ اس لئے عمران جبر کر کے رہ گیا تھا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں باس "...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" کیا طلسم ہوشربا میں بھی فون لگ گئے ہیں "...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" طلسم ہوشربا۔ میں سمجھا نہیں باس "...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" یہاں ہماری دنیا میں تو ٹائیگر دھاڑا کرتے ہیں۔ یہ بولنے والے ٹائیگر تو یقیناً طلسم ہوشربا میں ہی پائے جا سکتے ہیں "۔ عمران نے



مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار دوسری طرف سے ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" یہ تو سدھانے والے کا کمال ہے جناب کہ ٹائیگر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں "...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے خوب صورت سا جواب دیا اور عمران بھی ہنس پڑا۔ حالانکہ عام طور پر عمران ٹائیگر کے ساتھ گفتگو کرتے وقت سنجیدہ رہتا تھا۔ لیکن مسلسل سنجیدہ رہنے کے بعد اب یہ اتفاق تھا کہ ٹائیگر کی کال آگئی تھی۔

" بس بڑا بول نہ بولنا۔ باقی جو چاہے بولتے رہو "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" باس۔ اس پیشہ ور قاتل جیکب کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں نے بڑی مشکل سے اس کا ٹھکانہ معلوم کیا تھا۔ لیکن جب میں وہاں پہنچا تو وہ اپنے فلیٹ میں مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے میں گولیاں ماری گئی ہیں۔ اس کے چہرے پر موت کے وقت ایسی حیرت تھی جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ اسے قتل کرنے والا ایسا بھی کر سکتا ہے۔ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس کا قاتل اس کا کوئی قریبی دوست ہو گا اور یقیناً وہ بھی کوئی پیشہ ور قاتل ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ ایسے ہی لوگوں سے قریبی دوستی رکھتے ہیں۔ اب میں اسے تلاش کر رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو اطلاع کر دوں "...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ اتنی دور تک جانے کی ضرورت نہیں ہے اور اس کا کوئی

فائدہ بھی نہ ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کہیں باس "...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہاں ۔ چھوڑ دو اس چکر کو ۔ اب اس میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ تم ایک اور کام کرو۔ ایسے سمگلروں کی ٹوہ لگاؤ۔ جو اسلحہ وغیرہ ٹرکوں کے ذریعے سمگل کرانے کا دھندہ کرتے ہوں اور خاص طور پر جن کے تعلقات گریٹ لینڈ کے اسلحہ سمگلروں سے ہوں۔ گریٹ لینڈ میں اسلحہ سمگل کرنے والی ایک بہت بڑی تنظیم ہے جس کا نام کرسٹل ہے ۔ وہ اسلحے کی ایک بہت بڑی کھیپ پاکیشیا میں سمگل کرا رہی ہے ۔ پہلے یہ کھیپ سردار جلال کے ذریعے سپلائی کی جا رہی تھی۔ لیکن پھر شاید انہیں سردار جلال سے کوئی خطرہ لاحق ہو گیا تو انہوں نے سردار جلال کو قتل کرا دیا اور اب وہ یقیناً کسی اور پارٹی سے بات کریں گے ۔ ہمیں اب اس پارٹی کا سراغ لگانا ہے "...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یس باس "...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر دو گھنٹے گزارنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رالف سے رابطہ قائم کیا۔

"رقم پہنچ گئی ہے رالف "...... عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی اسی لہجے میں کہا جس میں اس نے پہلے بات کی تھی۔

"بالکل پہنچ گئی ہے جناب"...... دوسری طرف سے رالف نے



اب دیا۔

"معلومات کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"پرنس ۔ آپ اپنی رقم واپس منگوا سکتے ہیں "...... دوسری طرف سے رالف نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں ۔ کیا تم معلومات حاصل کرنے میں ناکام رہے ہو "۔ ان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ۔ میرا خیال تھا کہ میں تفصیلی معلومات حاصل کر لوں گا۔ ین ایسا نہیں ہو سکا۔ صرف چند معلومات حاصل ہوئی ہیں اور وہ اس ر معمولی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ آپ کے کام نہیں آ سکتیں ۔ میرا ص مخبر ایکریمیا گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی کئی ماہ بعد ہو گی ۔ مجھے ں کے اس طرح جانے کا علم نہ تھا۔ اس لئے میں نے آپ سے حامی بھر تھی "...... رالف نے کہا۔

"تم نے جس طرح کھلے دل سے رقم کی واپسی کی بات کی ہے ۔ اس ے میرے دل میں تمہاری عزت بڑھ گئی ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ تم رقم ھ لو ۔ پھر کسی وقت تم سے کام پڑ سکتا ہے اور جو معلومات تم نے صل کی ہیں وہی بتا دو "...... عمران نے کھلے دل سے کہا۔ اسے قعی اس خود غرض دور میں رالف کی اصول پسندی پسند آئی تھی۔

"پرنس ۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ سپیشل سپلائی کی ذمہ ری پہلے ڈارسن اور ولسن کے ذریعے ہو رہی تھی جو کہ پاکیشیا کے لئے ے بھی کام کرتے رہتے تھے ۔ لیکن پھر یہ ذمہ داری ان سے واپس لے

کر لزا کے سپرد کر دی گئی ہے۔ لزا بھی پاکیشیا میں کام کرتی رہی ہے لیکن اس کا فیلڈ اسلحے کی بجائے جواہرات کی سمگلنگ رہی ہے۔ لیکن اب یہ سپیشل سپلائی لزا کے ذمے ڈالی گئی ہے۔ بس اتنا معلوم ہو ہے "۔ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس لزا کے بارے میں تفصیلات "۔ عمران نے پوچھا۔

"نوجوان۔ انتہائی تیز طرار اور فعال لڑکی ہے "۔ رالف نے جواب دیا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے اس کا حلیہ بھی بتا دیا۔

"لزا اب کہاں ہے۔ اس سے کیسے رابطہ ہو سکتا ہے "...... عمران نے پوچھا۔

"وہ شاید پاکیشیا جا چکی ہے۔ کیونکہ میں نے معلوم کر لیا ہے گریٹ لینڈ میں نہیں ہے "۔ رالف نے جواب دیا۔

"او۔ کے شکریہ "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو "۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو۔ ایک نوجوان لڑکی کا حلیہ نوٹ کرو اور جولیا سے کہہ کر پوری ٹیم کو اس کی تلاش پر لگا دو "...... عمران نے کہا۔

"جولیا سے کیا کہوں کہ آپ کس لئے تلاش کرانا چاہتے ہیں "۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی شرارت بھری آواز سنائی دی اور عمران



بے اختیار ہنس دیا۔

"اسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اتنا کہہ دینا کہ عمران اسے تلاش کرانا چاہتا ہے۔ وہ خود ہی وجہ سمجھ جائے گی "...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر تو تنویر کو کہا جائے۔ وہ ہر قیمت پر ڈھونڈھ نکالے گا اسے "۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر اس نے لزا کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"صفدر کو ایئر پورٹ بھجوا دینا۔ تاکہ اگر یہ لزا اپنے اصل نام سے گریٹ لینڈ سے آئی ہے تو وہاں سے اس کا کلیو آسانی سے مل سکتا ہے "۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ سپیشل سپلائی تو واقعی سپیشل حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے "۔ عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔

خوب صورت انداز میں سجائے گئے کمرے میں جھولنے والی کرسی پر ایک مضبوط بدن کا ادھیڑ عمر آدمی جس کی کنپٹیوں کے بال سفید ہو رہے تھے۔ انتہائی قیمتی سلیپنگ گاؤن پہنے منہ میں پائپ دبائے ایک غیر ملکی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کی مونچھیں چھوٹی تھیں۔ لیکن اس کے کنارے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کے چھوٹے اور باوقار چہرے پر نامعلوم سی سختی کا تاثر دیکھنے والوں کو نظر آنے لگ جاتا تھا اور وہ اس سے خواہ مخواہ ہی مرعوب ہو جایا کرتے تھے اسی لمحے دروازہ کھلا اور اس ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پائپ کو منہ سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

" صاحب۔ ایک خاتون تشریف لائی ہیں ملاقات کے لئے "۔ آنے والے نے جو گھریلو ملازم تھا۔ اندر داخل ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔



" خاتون "۔ ادھیڑ عمر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جی صاحب۔ غیر ملکی ہیں "...... ملازم نے جواب دیا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے "...... ادھیڑ عمر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسالہ اور پائپ ایک طرف تپائی پر رکھے اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آج چونکہ دفتر سے چھٹی کا روز تھا۔ اس لئے وہ اس وقت گھر پر ہی موجود تھا۔ غیر ملکی خاتون کا سن کر اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی۔ وہ ڈریسنگ روم میں گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر ایک قیمتی سوٹ تھا۔ اس نے میز پر رکھا ہوا پائپ اور اس کے ساتھ موجود پاؤچ اٹھایا اور اس کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

" میرا نام مراد خان ہے "...... ادھیڑ عمر نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی صوفے پر بیٹھی ہوئی ایک خوب صورت اور نوجوان غیر ملکی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تو تم نے بھی نہیں پہچانا مجھے۔ گڈ "۔ لڑکی نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو مراد خان بے اختیار چونک پڑا۔

" یہ آواز۔ اوہ کہیں تم لزا تو نہیں ہو "...... مراد خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ اب تم نے درست پہچانا ہے "۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور مراد خان کی آنکھوں میں یک لخت چمک ابھر آئی۔

" خیریت۔ اس طرح شکل تبدیل کرنے کا کوئی خاص مقصد ہے "۔

مراد خان نے مصافحہ کرنے کے بعد صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے ۔ ورنہ مجھے اتنا تردد کرنے کی کیا ضرورت تھی "۔ لزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" حکم کرو لزا۔ تمہارے لئے تو میں سب کچھ کر سکتا ہوں "۔ مراد خان نے عاشقانہ لہجے میں کہا۔

" کہتے تو تم ہمیشہ یہی ہو ۔ لیکن بغیر معاوضہ لئے تم نے کام کرنا سیکھا ہی نہیں ہے "۔ لزا نے مسکراتے ہوئے کہا اور مراد خان بے اختیار ہنس پڑا۔

" کاروباری مسئلہ علیحدہ ہے ۔ ورنہ تمہارے لئے تو جان تک حاضر ہے "۔ مراد خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس بار میں تمہارے لئے بہت بڑا کام لے کر آئی ہوں ۔ تمہارے تصور سے بھی بڑا "۔ لزا نے مسکراتے ہوئے کہا تو مراد چونک پڑا۔

" اوہ ۔ کیا کوہ نور ہیرا سمگل کرانا ہے "۔ مراد خان نے چونک کر کہا تو لزا ایک بار پھر بڑے مترنم انداز میں کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" اس سے بھی بڑا "۔ لزا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ واقعی ۔ کچھ بتاؤ تو سہی ۔ کیا کام ہے "...... مراد خان نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا ۔ کیونکہ فطری طور پر دولت اس کی کمزوری تھی اور لزا سے اس کے کافی عرصے سے کاروباری تعلقات تھے ۔ لزا جواہرات کی سمگلنگ کا دھندہ کرتی تھی اور مراد خان اس سمگلنگ میں اس کی مدد کرتا تھا اور لزا اسے اس کا بھاری معاوضہ ادا کرتی تھی ۔ یہی



وجہ تھی کہ جب لزا نے بڑے کام کا نام لیا تو مراد خان نے کوہ نور ہیرے کی بات کی تھی ۔

" سنو مراد خان ۔ تم نے اب تک کسی کام کا زیادہ سے زیادہ کتنا معاوضہ لیا ہے "...... لزا نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" کیوں ۔ خیریت ۔ کیا کوئی خاص بات ہے "...... مراد خان نے حیران ہو کر کہا۔

" تم بتاؤ تو سہی "...... لزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ تو کام کی نوعیت پر منحصر ہے ۔ بہر حال زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ تک تو معاوضہ میں لے چکا ہوں ۔ مگر تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو "۔ مراد خان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" کیونکہ جو کام میں تمہارے لئے لے کر آئی ہوں ۔ اس کا معاوضہ پانچ کروڑ روپے ہے "...... لزا نے کہا تو مراد خان بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا ۔ کیا ۔ کیا کہہ رہی ہو ۔ پانچ کروڑ روپے معاوضہ ۔ کیا مطلب یہ ۔ یہ ۔ اتنا معاوضہ "۔ مراد خان کی حالت واقعی غیر ہو رہی تھی ۔

" اطمینان سے بیٹھو ۔ اتنا بڑا معاوضہ جو لوگ دیتے ہیں وہ کام بھی اتنا ہی بڑا لیتے ہیں ۔ لیکن تمہارے لئے یہ مشکل کام نہیں ہے ۔ تم تو مفت میں پانچ کروڑ روپے کما لو گے "...... لزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ واقعی تم نے مجھے اس بار حیران کر دیا ہے ۔ بتاؤ جلدی کیا

کام ہے" ....... مراد خان نے بے چین لہجے میں کہا۔

"کیا ہم یہاں محفوظ ہیں" ....... لزا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ بالکل بے فکر ہو کر بات کرو ۔ یہاں میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں آئے گا" ....... مراد خان نے کہا تو لزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مراد خان ۔ اسلحے کی ایک بڑی کھیپ ساحل سمندر سے پاکیشیا کے شمالی مغربی سرحدی قصبے تک پہنچانی ہے ۔ عام ٹرکوں کے لحاظ سے یہ کھیپ ایک سو ٹرکوں کی ہے ۔ جب کہ تمہارے ادارے کے ٹرکوں کے لحاظ سے پچاس ساٹھ ٹرک کافی رہیں گے اور اتنے سے معمولی کام کا معاوضہ پانچ کروڑ روپے ہے جب کہ یہاں اسلحے کی سمگل کرنے والی بے شمار پارٹیاں ہیں جو یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ میں کر سکتی ہیں ۔ لیکن میں نے صرف تمہارے لئے یہ کام لیا ہے ۔ بولو کیا خیال ہے" ....... لزا نے کہا۔

"پچاس ساٹھ ٹرک ۔ یہ تو کافی بڑی کھیپ ہے ۔ کس کا مال ہے اور کہاں جانا ہے" ....... مراد خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہزار بار میں نے سمجھایا ہے کہ ایسے دھندوں میں انکوائری نقصان دہ ثابت ہوتی ہے ۔ تمہیں آم کھانے سے مطلب ہونا چاہئے اور بس ۔ ویسے یہ اسلحہ پاکیشیا میں نہیں رہنا ۔ صرف یہاں سے کراس ہونا ہے اور بس" ....... لزا نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ پھر ٹھیک ہے ۔ میں اس لئے پریشان ہو رہا تھا کہ یہ بہت



بڑی کھیپ ہے ۔ منزل پر پہنچنے کے بعد کسی بھی وقت پکڑی گئی تو میں سامنے آ سکتا ہوں" ....... مراد خان نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بالکل بے فکر رہو ۔ بس اتنا ہونا چاہئے کہ یہ سارا کام انتہائی خفیہ طور پر ہونا چاہئے ۔ کسی کو اس کی کانوں کان بھی خبر نہ ہو" ....... لزا نے کہا۔

"ہو جائے گا ۔ تم بے فکر رہو اور رقم کی بات کرو" ....... مراد خان نے کہا۔

"اصول کے مطابق آدھی رقم پیشگی اور آدھی کام کے بعد ۔ تمہارا خفیہ اکاؤنٹ مجھے معلوم ہے اور مجھے یقین تھا کہ تم اس کام پر خوشی سے رضامند ہو جاؤ گے ۔ اس لئے میں نے ڈھائی کروڑ روپے تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیئے ہیں ۔ تم فون کر کے تصدیق کر سکتے ہو اور باقی آدھے کا گارنٹڈ چیک ۔ لیکن یہ اس وقت کیش ہو گا جب میں کام ہونے کی تصدیق کر دوں گی ۔ لیکن یہ کام جلد از جلد ہونا ہے ۔ زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹوں میں" ....... لزا نے کہا۔

"ٹرکوں کو پاکیشیا کراس کرنے میں کئی دن لگ جاتے ہیں ۔ تم گھنٹوں کی بات کر رہی ہو ۔ یہ کیسے ممکن ہے" ....... مراد خان نے لزا کے ہاتھ سے چیک لیتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر اس سفر کا آغاز ہو جانا چاہئے" ....... لزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ یقیناً۔ میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔ کہاں سے مال لینا ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ"....... مراد خان نے چیک تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور لزا نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں خود وہاں ساحل پر جانا ہوگا"۔ مراد خان نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ میرے وہاں گئے بغیر کام نہیں ہو سکتا اور اس بار تم بھی میرے ساتھ چلو۔ کیونکہ یہ بہت بڑا کام ہے اور میں نہیں چاہتی کہ کسی قسم کی الجھن پیش آئے۔ میں انتہائی بے داغ طریقے سے کام کرنا چاہتی ہوں"....... لزا نے کہا۔

"نہیں۔ میں ڈرائیورز کے سامنے کبھی نہیں آیا۔ وہ لوگ صرف میرا نام جانتے ہیں اور بس۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ میرا نمبر ٹو سجاول مجھ سے بھی زیادہ بااعتماد آدمی ہے۔ ویسے بھی میرا تو صرف حکم چلتا ہے۔ سارا کام تو سجاول ہی کرتا ہے"....... مراد خان نے کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ جو بھی کرے۔ کام درست طور پر ہونا چاہئے اب تم مجھے بتاؤ کہ تمہارے ٹرک کب وہاں پہنچیں گے۔ تاکہ میں اس لحاظ سے ساری کارروائی مکمل کر سکوں"....... لزا نے کہا۔

"ایک منٹ۔ میں معلوم کر لوں کہ اس وقت ٹرکوں کی کیا پوزیشن ہے"....... مراد خان نے کہا اور ایک طرف رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گرین وڈ کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے



ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مراد خان بول رہا ہوں۔ سجاول سے بات کراؤ"۔ مراد خان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سجاول بول رہا ہوں باس"....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"سجاول۔ مجھے فوری طور پر ساحل سمندر پر جو گوٹھ کے قریب ساٹھ ٹرک چاہئیں۔ ہم نے وہاں سے اسلحہ ان ساٹھ ٹرکوں میں لاد کر شمال مغربی سرحد پر ایک پہاڑی قصبہ شیر آباد پہنچانا ہے۔ کام انتہائی محفوظ انداز میں ہونا چاہئے۔ ڈرائیور سب گریڈ ون ہونے چاہئیں۔ بولو۔ کیا پوزیشن ہے"....... مراد خان نے کہا۔

"ہو جائے گا باس۔ آج کل ساحل سمندر سے گندم لوڈ کی جا رہی ہے اور یہ گندم بھی شمال مغربی سرحد تک پہنچائی جا رہی ہے۔ گذشتہ دو ماہ سے یہ کام ہو رہا ہے۔ اس لئے تمام ٹرک اسی روٹ پر ہی کام کر رہے ہیں۔ ساٹھ ٹرک ایک پھیرے میں اپنے کام کے لئے بھی لوڈ کئے جا سکتے ہیں"۔ ٹرک وہیں ساحل سمندر پر ہی موجود ہیں"۔ سجاول نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ۔ پھر تو یہ کام انتہائی آسانی سے ہو جائے گا۔ کسی خصوصی انتظامات کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی"....... مراد خان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس" ...... دوسری طرف سے سجاول نے جواب دیا۔

"سجاول۔ اس چکر کا معاوضہ تمہارے لئے بھی اور ٹرک ڈرائیورز کے لئے بھی دگنا ہو گا اور تم نے اس بار خود سارے راستے نگرانی کرنی ہے۔ سب کام بالکل او۔ کے ہونا چاہئے" ...... مراد خان نے کہا۔

"اوہ۔ شکریہ باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ سپیشل سپلائی بالکل محفوظ طریقے سے ہو جائے گی" ...... سجاول نے کہا۔

"او۔ کے میں لزا کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ باقی تفصیلات تم خود اس سے طے کر لینا۔ یہ کام لزا لے کر آئی ہے۔ تم نے اس کی ماتحتی میں کام کرنا ہو گا کسی قسم کا شکایت نہ ہو" ...... مراد خان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ مادام لزا کو کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہو گی" ...... سجاول نے جواب دیا اور مراد خان نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر انتہائی اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے جیسے تمام کام اس کے حسب منشا ہو گیا ہو۔



"اس سپیشل سپلائی کا معاملہ روز بروز الجھتا ہی جا رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے آپریشن روم میں بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ حالانکہ یہ اتنی بڑی کھیپ ہے کہ اسے آسانی سے چیک ہو جانا چاہئے" ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ لزا بھی ابھی تک کہیں نظر نہیں آئی۔ نہ ہی ایئرپورٹ پر اس کا سراغ مل سکا ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں اپنے ممبرز کو بڑی بڑی چیک پوسٹس پر تعینات کر دینا چاہئے۔ آخر یہ سپیشل سپلائی انہی چیک پوسٹس سے ہی گزرے گی" ...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جو لوگ اس قدر منظم انداز میں کام کرتے ہیں وہ اتنی آسانی سے چیک بھی نہیں ہو سکتے اور ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے ایسے انتظامات کئے ہوں کہ ہم وہاں چیکنگ پوسٹس پر ہی پہرہ دیتے رہ جائیں اور مال اپنے ٹھکانے پر پہنچ بھی جائے۔ اس کے لئے کوئی ٹھوس

بات کا علم ہونا چاہیے "...... عمران نے کہا اور پھر اچانک وہ کسی خیال سے بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ اچھا۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے۔ اوہ ویری بیڈ۔ میرے ذہن سے ہی یہ بات نکل گئی تھی"۔ بات کرتے کرتے عمران نے بے اختیار چونک کر کہا۔

"کیا ہوا"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔اے۔ٹو سیکرٹری خارجہ"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی۔اے کی آواز سنائی دی۔

"کمال ہے۔ اتنا عرصہ ہو گیا۔ تمہیں ملازمت کرتے ہوئے ابھی تک ٹو ہی ہو۔ اگر تمہاری ترقی کی یہی رفتار رہی تو ون تک پہنچتے پہنچتے تو تم دادا جان بن چکے ہو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ۔ ٹو اور ون کا کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... پی اے نے عمران کی آواز پہچانتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب بھی فون کرو۔ یہی جواب دیتے ہو۔ پی۔اے۔ٹو"۔ کان ہی ترس گئے یہ سننے کے لئے پی۔اے۔ون"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے پی۔اے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔



"اوہ۔اوہ۔ پھر تو پی۔اے۔ون بننا ناممکن ہے"...... پی۔اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو جن کے تم فارایور ٹو بنے ہوئے ہو ان سے ہی بات کرا دو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی باوقار آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ میں علی عمران ولد عبدالرحمن عرض کر رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ خیریت ہے۔ آج یہ اس انداز کا سلام اور اس انداز کا تعارف"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دراصل آج کے سب لوگ بے حد کنجوس ہو گئے ہیں۔ دعا دینے میں بھی بخل کرتے ہیں۔ ورنہ پہلے دور کے بزرگوں سے بات کی جائے تو بات ہی دعا سے شروع کرتے تھے۔ مثلاً کسی بزرگ سے بات کی جائے تو جواب میں فرماتے تھے۔ جیتے رہو۔ پھلو پھولو۔ اللہ ہر کام میں برکت دے۔ جہاں پیر وہاں خیر۔ مگر اب بات کی جائے تو بڑا روکھا سا جواب ملتا ہے "سلطان بول رہا ہوں" اس لئے میں نے سوچا کہ کمرشل دور ہے پہلے خود بزرگوں کی سلامتی۔ ان کے لئے رحمت اور برکت کی دعا مانگی جائے۔ پھر شاید جواب میں وہ بھی مجبوراً دعا دے دیں"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور سر سلطان کافی دیر تک ہنستے رہے۔

"ذہانت میں واقعی تمہارا کوئی جواب نہیں ۔ ہر بار ایسی بات نکال لاتے ہو کہ آدمی شرمندہ ہو جاتا ہے ۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ شا اس دور کے بزرگوں کو نوجوانوں سے زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ان کی خوبصورت بات بے اختیار ہنس دیا۔

"یعنی آپ چاہتے ہیں کہ اب نوجوان بزرگوں کو دعائیں دیں کہ اللہ آپ کی مستقل کھانسی کو دور کرے ۔ جھکی ہوئی کمر کو سیدھا کر دے ۔ نقلی بتیسی کو اصلی بنادے اور آنکھوں پر موجود آتشی شیشوں کی عینک کو کلر ڈکر دے ۔ رعشہ والے جسم کو سکون عطا کرے وغیرہ وغیرہ" ...... عمران بھلا کب پیچھے رہنے والا تھا اور سر سلطان اپنی عادت کے خلاف اونچی آواز میں قہقہہ مار کر ہنس پڑے ۔

"واقعی بزرگوں کو تو یہی دعائیں ہی دی جا سکتی ہیں ۔ لیکن کیا تم نے صرف انہی دعاؤں کے لئے ہی فون کیا تھا یا کوئی اور بات بھی تھی" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کام ۔ ارے ہاں ۔ کام بھی تھا ۔ کمال ہے ۔ نجانے آپ کو فون کرنے تک تو کام یاد ہوتا ہے ۔ لیکن جیسے ہی آپ کی آواز کان تک پہنچتی ہے ۔ ہوش دحواس کے ساتھ کام بھی دوسرے کان سے نکل کر فرار ہو جاتے ہیں ۔ بہر حال اب یاد آگیا ہے ۔ مجبوری ہے ۔ جلدی یاد کرنا پڑتا ہے ۔ ورنہ آپ نے پھر اپنی مصروفیت کی بات شروع کر دینی ہے اور مصروفیت چونکہ مؤنث ہے ۔ اس لئے بزرگوں کی حد تک یہ سب سے



دلچسپ موضوع ہے" ...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"یا اللہ ۔ کس بولنے والی مشین سے واسطہ پڑ گیا ہے کہ بریک نام کی کوئی چیز بھی نہیں ہے اس میں" ...... دوسری طرف سے سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بریک فیول اگر ختم ہو جائے تو" ...... عمران کی زبان دوبارہ رواں ہونے لگی۔

"بس ۔ بس ۔ سوری ۔ مجھے ابھی تنخواہ ملنے میں بہت دن ہیں ۔ اس لئے بریک فیول کا انتظار نہیں ہو سکتا" ...... سر سلطان نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا آنٹی آپ کو اتنے پیسے بھی نہیں دیتیں جیب خرچ کے طور پر کہ آپ بریک فیول کی ایک بوتل ہی خرید سکیں ۔ یا پھر ساری تنخواہ آنٹی کی زبان کی بریکیں ٹائٹ کروانے میں ہی خرچ ہو جاتی ہے" ۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور سر سلطان ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس دیے ۔

"خدا تم سے سمجھے ۔ تم بہر حال اب جلدی سے بتا دو کہ کیوں کال کی تھی میں اتنی دیر فارغ نہیں رہ سکتا" ...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک سرکاری افسر ہیں نام ہے مراد ۔ ان کے تحت سرکاری سپورٹ وغیرہ ہے ۔ اس کے متعلق تفصیلات چاہئیں تھیں ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس تک اس انکوائری کی بھنک نہ پہنچے" ...... اچانک

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سرکاری ٹرانسپورٹ۔ کیا مطلب۔ ہر محکمے میں ایسا افسر ہوتا ہے جس کے تحت اس محکمے کی ٹرانسپورٹ ہوتی ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"محکمانہ ٹرانسپورٹ کی بات نہیں کر رہا۔ ایسی ٹرانسپورٹ جس میں ٹرک شامل ہوں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو سیکرٹری ٹرانسپورٹ سے بات کرنی ہوگی"...... سر سلطان نے کہا۔

"جس سے بھی کریں۔ لیکن مجھے جلد از جلد اس کے بارے میں معلومات چاہئیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کس قسم کی معلومات"...... سر سلطان نے کہا۔

"صرف اتنی معلومات کہ اس کا آفس کہاں ہے۔ پورا عہدہ کیا ہے اور وہ کب سے اس عہدے پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔ عمران نے کہا۔

"او۔کے۔ ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"میں دانش منزل میں ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر خدا حافظ کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ اچانک آپ کو سرکاری ٹرانسپورٹ کا کیسے خیال آگیا"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اسے پروفیسر احسن رضا اور اس کے بیٹے رشید کی اچانک آمد اور رشید کی بتائی ہوئی بات بتا دی۔



"اوہ۔ تو آپ کا مطلب ہے کہ یہ اسلحے کی سپلائی کہیں اس مراد کے ذریعے نہ کی جا رہی ہو۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب۔ سرکاری ٹرانسپورٹ میں بے حد ضابطے ہوتے ہیں۔ بے شمار اندراجات بھی ہوتے ہیں اور باقاعدہ چیکنگ بھی۔ پھر یہ مال کوئی ایک آدھ ڈبہ تو نہیں ہے کہ کسی بھی ٹرک میں رکھ کر وہ لے جائیں گے۔ یہ تو بقول آپ کے سپیشل سپلائی ہے۔ سو ٹرکوں کا لوڈ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں۔ وہ ایسے تمام ضابطوں کا بھی بندوبست کر لیتے ہیں۔ اندراجات بھی ہوتے رہتے ہیں اور کام بھی چلتا رہتا ہے۔ بہرحال یہ آئیڈیا ہے۔ اندھیرے میں تیر چلانے والی بات ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ جب تک کوئی ٹھوس بات سامنے نہ آئے ان تیروں پر ہی گزارہ کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ خاور نے اطلاع دی ہے کہ ایک غیر ملکی لڑکی لزا ایک روز

قبل گرین وڈ کلب کے مالک سجاول سے ملنے آئی تھی۔ اسے یہ بات اتفاقاً ایک ویٹر سے معلوم ہوئی ہے۔ اس نے ویٹر کو جب لزا کا نام اور حلیہ بتایا تو اس نے بتایا کہ اس لڑکی کا حلیہ تو قطعی مختلف تھا۔ لیکن اس کا نام لزا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"مگر لزا تو عام سا نام ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے بھی خاور سے یہی بات کی تھی۔ لیکن خاور نے بتایا ہے کہ یہ لڑکی لزا جب کلب کے مالک سے ملی تو ان کے درمیان کسی سپیشل سپلائی کی بات ہو رہی تھی"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ بات کیسے معلوم ہوئی۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید جوش کے تاثرات ابھر آئے تھے اور سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کی حالت بھی عمران سے مختلف نہ تھی۔ کیونکہ سپیشل سپلائی کے الفاظ نے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ خاور اصل لزا تک پہنچ چکا ہے۔

"اس ویٹر نے اس لڑکی کو مالک کے دفتر پہنچایا اور پھر مالک کے کہنے پر وہ لزا کے لئے شراب لے کر دوبارہ اس کے دفتر میں گیا تو اس کے کانوں میں سپیشل سپلائی کے الفاظ پڑے تھے"...... جولیا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔



"خاور اب کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ اسی کلب کے قریب موجود ہے۔ تاکہ اسے مزید ہدایات دی جا سکیں"...... جولیا نے جواب دیا۔

"کلب کا مالک سجاول کلب میں موجود ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نو سر۔ وہ اس وقت اس لڑکی لزا کے ساتھ کلب سے گیا ہے اور پھر واپس نہیں لوٹا اور نہ ہی یہاں کسی کو علم ہے کہ وہ کہاں گیا ہے"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"خاور کو کہو کہ وہ وہیں رکے۔ میں عمران کو ٹریس کر کے اس کے پاس بھجواتا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سپیشل سپلائی کا کام شروع ہو چکا ہے"۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر سلطان کا فون آئے تو تم اٹنڈ کر لینا۔ میں اس سجاول کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں"۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بڑی تیزی سے قدم بڑھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے گرین وڈ کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ کلب کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کلب کے مین گیٹ سے کچھ فاصلے پر کار روکی اور پھر نیچے اترا ہی تھا کہ ایک طرف سے خاور تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"سنا ہے ۔لڑکیوں کو تلاش کرنے میں ماہر ہوتے جا رہے ہو ۔کوئی ہمارے لئے بھی تلاش کر دو ۔دعائیں دیں گے "....... عمران نے خاور کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور خاور بے اختیار مسکرا دیا۔

"مس جولیا سے پوچھنا پڑے گا ۔وہ ہماری باس ہیں ۔ تلاش ایک تو کیا دس کر سکتا ہوں "....... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر تو تمہیں تلاش کرنا پڑ جائے گا "....... عمران نے کہا اور خاور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"وہ ویٹر صاحب کہاں ہیں ۔ جنہوں نے تمہیں اس قدر قیمتی معلومات مہیا کر دیں ۔ میں بڑے اطمینان سے فلیٹ میں بستر پر پڑا سو رہا تھا کہ تمہارے چیف کا نادر شاہی حکم پہنچ گیا اور مجھے دوڑنا پڑا "۔ عمران نے جان بوجھ کر کہا۔ تاکہ خاور سمجھ لے کہ چیف نے اسے اتنی جلدی کیسے ٹریس کر لیا۔

"میں بلا لاتا ہوں اسے "۔ خاور نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک ادھیڑ عمر ویٹر کو ساتھ لئے واپس آگیا۔

"عمران صاحب ۔آپ "....... اس ادھیڑ عمر ویٹر نے قریب آکر حیرت سے مگر انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے کیسے جانتے ہو "....... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ ہمارے محسن ہیں جناب ۔آپ کو تو شاید یاد ہی نہ ہو ۔لیکن آپ کی وجہ سے میرے بیٹے کو بغیر سفارش کے نوکری مل گئی تھی اور



اب وہ سکھ کی زندگی گزار رہا ہے "....... ویٹر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ظاہر ہے ۔اس نے محنت کی ہو گی ۔اس لئے اسے نوکری بھی مل گئی ہو گی ۔اس میں میرا کیا احسان ہے "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ۔اس نے شاندار نمبر لئے تھے ۔لیکن انٹرویو میں اسے اس لئے مسترد کر دیا گیا کہ اس کے پاس سفارش نہ تھی جب کہ اس سے کہیں کم نمبر رکھنے والے ایک با اثر آدمی کے بیٹے کو منتخب کر لیا تھا ۔مجھے آج بھی یاد ہے ۔میں اس وقت ایک ہوٹل میں کام کرتا تھا ۔میں نے بڑی مشکل سے ہمت جمع کر کے آپ سے بات کی تھی ۔ کیونکہ آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کے ساتھ آئے تھے اور وہیں مجھے پتہ چلا تھا کہ آپ ڈائریکٹر جنرل صاحب کے صاحبزادے ہیں اور نوکری بھی ان کے محکمے کی تھی اور پھر میرا بیٹا ملازم ہو گیا ۔ہم تو دن رات اٹھتے بیٹھتے آپ کو دعائیں دیتے رہتے ہیں ۔جناب میری بیوی تو اب تک ہر نماز کے بعد آپ کے لئے دعا مانگنی نہیں بھولی ۔ کیونکہ اس لڑکے کے نوکر ہونے کے بعد ہی ہم اس قابل ہوئے تھے کہ اس کی طویل بیماری کا علاج کرا سکیں ورنہ وہ تو نجانے کب کی سسک سسک کر مر چکی ہوتی ۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ آپ کے ساتھی ہیں ۔ میں انتہائی شرمندہ ہوں کہ میں نے ان سے رقم لے لی "....... ادھیڑ عمر ویٹر نے گلو گیر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یونیفارم کے بٹن

کھولنے شروع کر دیئے۔ شاید وہ اندرونی جیب سے وہ رقم نکالنا چاہتا تھا جو اس نے خاور سے لے کر اندرونی جیب میں رکھی ہوئی تھی۔

"ارے ارے۔ رہنے دو۔ یہ میں نے اپنی خوشی سے دی تھی"...... خاور نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روکتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"رفیق"...... ویٹر نے جواب دیا۔

"تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ابھی دو ماہ پہلے یہاں آیا ہوں۔ یہاں اصل میں ہیڈ ویٹر کی جگہ خالی تھی اور پھر میرا گھر بھی یہاں سے قریب ہے۔ اس لئے میں نے یہاں سروس کر لی ہے"...... رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سجاول صاحب کہاں گئے ہیں۔ کچھ پتہ چل سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ یہاں کسی سے بھی کوئی رابطہ نہیں رکھتے۔ صرف اپنے دفتر آتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں"...... رفیق نے جواب دیا۔

"ان کی رہائش گاہ"...... عمران نے پوچھا۔

"جی۔ اسی کلب میں ہی ان کی رہائش گاہ ہے۔ اکیلے آدمی ہیں۔ غیر شادی شدہ"...... رفیق نے جواب دیا۔

"ان کا حلیہ۔ قد وقامت"...... عمران نے پوچھا تو رفیق نے تفصیل سے حلیہ اور قد وقامت کے بارے میں بتا دیا۔



"اچھا اب اس غیر ملکی لڑکی لزا کے بارے میں مزید کوئی بات جو تمہیں پہلے یاد نہ رہی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں صاحب۔ میں نے ان صاحب کو سب کچھ پہلے ہی بتا دیا ہے"۔ رفیق نے جواب دیا۔

"لزا ٹیکسی پر آئی تھی۔ یا کسی پرائیویٹ کار میں"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ ہاں جناب۔ یہ تو واقعی بتانا بھول گیا تھا۔ وہ سرکاری کار میں آئی تھی۔ کار میرے سامنے آکر رکی اور وہ صاحبہ اتر کر اندر آئیں اور انہوں نے مجھ سے ہی سجاول صاحب کے بارے میں پوچھا تو میں ہی انہیں سجاول صاحب کے دفتر ساتھ جا کر چھوڑ آیا تھا"...... رفیق نے جواب دیا اور عمران سرکاری کار کا سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"سرکاری کار۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب۔ اس کار پر سرخ رنگ کی نمبر پلیٹ تھی اور اس رنگ کی نمبر پلیٹ سرکاری کار کی ہوتی ہے"...... رفیق نے جواب دیا۔

"نمبر۔ یا اس محکمے کا نام"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ میں نے اس خیال سے تو دیکھا ہی نہ تھا کہ نمبر یاد رکھنے ہیں۔ بس اتنا یاد ہے کہ نمبر پلیٹ کا رنگ سرخ تھا"...... رفیق نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن ہم نے ہر قیمت پر سجاول کو تلاش کرنا ہے۔

کوئی ایسی جگہ۔ کوئی ایسا آدمی۔ کوئی ایسی ٹپ جس سے اس کا پتہ چلایا جاسکے" ........ عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ج۔ جناب۔ اگر آپ کسی کو نہ بتائیں تو۔ م۔ م"۔ رفیق نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو اور سنو یہ ملک کے مفاد کا کام ہے۔ تم کوئی گناہ نہیں کر رہے۔ بلکہ۔ ملک کی خدمت کر رہے ہو اور تمہارا نام کبھی سامنے نہیں آئے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے" ........ عمران نے اس کی ہچکچاہٹ کو سمجھتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ جو گوٹھ کا نام لے رہے تھے۔ جب میں انہیں شراب دینے گیا تھا۔ جب میں واپس جا رہا تھا تو اس لڑکی نے کہا تھا کہ سپیشل سپلائی کا آغاز جو گوٹھ سے ہونا ہے اور جناب یہ بات میں جانتا ہوں کہ جو گوٹھ ساحل سمندر پر مچھیروں کا چھوٹا سا گاؤں ہے۔ میں بھی وہیں کا رہنے والا ہوں۔ میرا باپ ماہی گیر تھا۔ مگر میں نے وہاں ساحل پر ہوٹل میں ویٹری شروع کر دی تھی اور پھر ساری عمر اس کام میں گزر گئی۔ یہاں دارالحکومت میں ہمارے وہاں کے ملک صاحب نے ہوٹل ٹھیکے پر لیا تو وہ ہمیں بھی ساتھ لے آیا تھا اور تب سے ہم یہاں مستقل طور پر شفٹ ہو گئے" ........ رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ کہ یہ جو گوٹھ کس طرف ہے" ........ عمران نے کہا۔ تو رفیق نے جو گوٹھ کا محل وقوع تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔



"بس ٹھیک ہے۔ شکریہ اور سنو یہ میری طرف سے تحفہ ہے"۔ عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر زبردستی رفیق کی جیب میں ٹھونستے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے خاور سمیت اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"اب یہاں تو ان کی تلاش بے کار ہے۔ میں چیف کو رپورٹ دے دیتا ہوں۔ پھر وہ جیسے مناسب سمجھے۔ تم بھی اب اپنے فلیٹ جا سکتے ہو" ........ عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے خاور سے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا اسی طرف بڑھ گیا جس طرف سے وہ آیا تھا۔ شاید اس کی کار اس طرف موجود تھی۔

"سرکاری کار۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس سارے کھیل میں مراد کا ہاتھ شامل ہے" ........ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس دانش منزل پہنچ گیا۔

"سر سلطان کی کال آئی ہے" ........ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی تو نہیں آئی۔ اس سجاول کا کچھ پتہ چلا" ........ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ اس لڑکی لزا کے ساتھ ساحل سمندر پر واقع مچھیروں کے ایک پرانے گاؤں جو گوٹھ گیا ہے۔ سپیشل سپلائی کے لئے۔ اس ویٹر نے اس کے بارے میں سنا تھا۔ لیکن اہم بات جو معلوم ہوئی ہے کہ لزا کلب میں کسی سرکاری گاڑی میں آئی تھی اور یہیں سے میرا خیال درست ثابت ہو رہا ہے کہ یہ سپیشل سپلائی

اس مراد کے سرکاری ٹرکوں کے ذریعے کی جا رہی ہے "...... عمران نے کہا۔

"واقعی یہ محفوظ ترین طریقہ ہے "...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے مجھے دوبارہ سرسلطان سے بات کرنی ہوگی۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کسی کے ذمے لگا دیا ہو اور خود اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے ہوں "۔ عمران نے کہا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو "...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ ماشاء اللہ آپ کی عمر تو طویل ہے "...... عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

"یعنی وہی دعا دے رہے ہو "...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی آپ کا ذکر کر رہے تھے۔ میں آپ کو فون کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا ہی رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی اور ایسی صورت میں دو قول اکثر دوہرائے جاتے ہیں۔ ایک تو یہی کہ جس کا ذکر کیا جائے اور وہ آ جائے تو اس کی عمر طویل ہوتی ہے اور دوسرا قول ادب بزرگان کے خلاف ہے۔ اس لئے مجبوری ہے۔ پہلے قول پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے "۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔



"یہ تو تمہاری مہربانی ہے۔ لیکن دوسرا قول کیا ہے۔ کم از کم بتا تو دو "...... سرسلطان نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"مگر آپ ناراض ہو گئے تو پھر مجھے تو ایسا کوئی قول نہیں آتا۔ جسے سنا کر آپ کو منا سکوں "...... عمران نے کہا۔

"وعدہ رہا ناراض نہیں ہوں گا۔ تم بتاؤ تو سہی "...... سرسلطان نے بچوں کی طرح اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"قول یہ ہے کہ جب بھی شیطان کو یاد کرو شیطان پہنچ جاتا ہے "...... عمران نے جواب دیا تو سرسلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"یہ قول تو تمہارے لئے بنایا گیا ہوگا "...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ان کی بات پر ہنس پڑا۔

"بس اس بات کا خیال رکھیئے کہ شیطان کی عمر سب سے طویل ہے اس لئے قول بہرحال دونوں ہی ایک ہیں...... " عمران نے جواب دیا اور سرسلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"یعنی تم نے پہلے قول کے پردے میں دوسرا ہی سنایا تھا "...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید اس وقت موڈ میں تھے۔

"اب کیا کیا جائے۔ ہمارے ادب واخلاق کے ضابطوں میں یہ بات بھی شامل کر دی گئی ہے کہ بزرگوں کے لئے الفاظ بھی علیحدہ منتخب کئے گئے ہیں "...... عمران نے جواب دیا اور سرسلطان بدستور ہنستے رہے۔

"اچھا سنو۔ میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ ٹرکوں والے محکمہ کو ایرجنسی ٹرانسپورٹ ڈویژن کہا جاتا ہے اور اس کا ڈائریکٹر جنرل دل مراد خان نام کا افسر ہے۔ نیک نام افسر ہے۔ محکمے میں اس کی رپورٹ اچھی ہے۔ اس کا دفتر ذیشان روڈ پر ہے اور اس کی رہائش گاہ آفیسر کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک بی بلاک ہے۔ اس کے علاوہ مراد نام کا اور کوئی افسر نہیں ہے"...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دل مراد خان۔ او۔ کے ٹھیک ہے۔ میں اس سے مل لوں گا"۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے سرسلطان نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"دل مراد خان۔ لیکن اگر وہ براہ راست ملوث ہے تو پھر ایک کلب کے مالک سجاول کا اس میں کیا رول ہو سکتا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ وہ یہ دھندہ پرائیویٹ طور پر کرتا ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن پرائیویٹ ٹرانسپورٹ اور سرکاری ٹرانسپورٹ میں تو فرق ہوتا ہے اور سرکاری ٹرانسپورٹ کو تو سرکاری آدمی ہی کنٹرول کرتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ اس دل مراد خان سے کچھ اگلوالیں۔ ساری باتیں سامنے آ جائیں گی۔ اب تو معاملہ صاف ہو چکا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ سپلائی پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو مشکوک کرنا غلط



بات ہوگی۔ ورنہ اس کا حشر بھی سردار جلال جیسا ہو سکتا ہے اور ہم ایک بار پھر اندھیرے میں ہاتھ پیر مارتے رہ جائیں گے۔ مجھے وہیں جو گوٹھ جانا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ٹیم کو ساتھ لے جائیں گے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ سیکرٹ سروس کا کیس نہیں ہے۔ اس لئے ٹائیگر، جوزف اور جوانا سے کام لوں گا"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ رنگ کی بڑی سی کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ لزا تھی جب کہ عقبی سیٹ پر دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ اب شہر کی حدود سے کچھ باہر آچکے تھے اور پھر اچانک ایک موڑ مڑتے ہی انہوں نے ایک چیک پوسٹ دیکھی۔ جس کے ساتھ ٹرکوں کی لائنیں دونوں اطراف میں موجود تھیں۔ ٹرکوں کو سڑک سے ہٹ کر قطار میں کھڑا کیا گیا تھا اور نیلے رنگ کی یونیفارمز میں بے شمار مسلح افراد ان ٹرکوں کی چیکنگ میں مصروف تھے۔ یہ اینٹی سمگلنگ سٹاف کے آفیسرز اور جوان تھے جو ان ٹرکوں کی باقاعدہ سائنسی آلات سے چیکنگ کر رہے تھے جب کہ ٹرکوں کے علاوہ باقی تمام گاڑیاں بغیر رکے اس چیک پوسٹ کو کراس کرتی ہوئی گزرتی چلی



جا رہی تھیں۔ نہ ہی انہیں روکا جا رہا تھا اور نہ ہی ان کی رفتار سست ہوتی تھی۔

"بڑی سخت چیکنگ ہو رہی ہے سجاول صاحب باقاعدہ مشینوں سے ہو رہی ہے"۔ لزا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبرائیں نہیں مسز لزا۔ یہاں پرائیویٹ گاڑیوں کی چیکنگ ہوتی ہے۔ سرکاری گاڑیاں اس چیکنگ سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی چیکنگ کے لئے چار کلو میٹر دور ایک اور چیک پوسٹ ہے"...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر"...... لزا نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہیں مس۔ سب او۔کے ہو جائے گا"...... سجاول نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار اسی رفتار سے دوڑتی ہوئی چیکنگ پوسٹ کو کراس کر گئی اور پھر چار کلو میٹر کے بعد واقعی ایک اور چیک پوسٹ آ گئی جہاں سرکاری ٹرکوں کی لائنیں دونوں طرف موجود تھیں۔ لیکن ان کی تعداد پرائیویٹ ٹرکوں سے کم تھی۔ سجاول نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر لزا کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں نوجوان بھی نیچے اتر آئے۔

"آئیے مس لزا"...... سجاول نے ایک طرف بنے ہوئے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ اس چیک پوسٹ پر بھی نیلی یونیفارم پہنے ہوئے کافی آفیسر چیکنگ میں مصروف تھے۔ دفتر میں

ایک میز کے پیچھے ایک بڑی بڑی مونچھوں والا آفیسر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے کاندھے پر تین سٹار تھے۔

"ہیلو آفیسر"...... سجاول نے دفتر میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"اوہ۔ سجاول صاحب آپ۔ آیئے آیئے"...... آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ خان صاحب کی مہمان ہیں مس لزا"...... سجاول نے لزا کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور آفیسر نے مسکراتے ہوئے لزا کا استقبال کیا۔

"آپ کی آمد بتا رہی ہے کہ کوئی خاص سلسلہ ہے"...... آفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ چالیس گاڑیاں ہیں اور ہر ایک کے نمبر میں تین کا ہندسہ شامل ہے۔ خان صاحب کی خاص گاڑیاں ہیں"...... سجاول نے کہا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے۔ خان صاحب کے تو ہم خادم ہیں"۔ آفیسر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"معاوضہ ڈبل ہو گا۔ لیکن شکایت کوئی نہ آئے۔ باقی چیک پوسٹس پر بھی آپ نے کلیرنس کرانی ہے"...... سجاول نے کہا۔

"اوہ گڈ۔ ضرور جناب۔ بے فکر رہیں۔ پہلے کبھی شکایت آئی ہے"۔ آفیسر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ خیال رکھیں۔ کیونکہ حالات نارمل نہیں ہے۔ اس لئے خصوصی طور پر مجھے آنا پڑا"...... سجاول نے کہا۔



"آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ تین نمبر والی ساری گاڑیاں پاس ہو جائیں گی"...... آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ترانجن چیک پوسٹ سے یہ گاڑیاں مغرب کی طرف مڑ جائیں گی۔ اس لئے ترانجن سے آگے آپ نے کوئی انتظام نہیں کرنا"...... سجاول نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسا آپ چاہیں گے ویسے ہی ہو گا"۔ آفیسر نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ اب ہمیں اجازت"...... سجاول نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ آپ کچھ پئیں گے نہیں"...... آفیسر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں واپسی پر۔ ادھار رہی۔ آیئے مس لزا"...... سجاول نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر ہلاتا ہوا باہر کی طرف مڑ گیا۔ لزا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑی۔

"کیا یہی سارے راستے کو کنٹرول کرے گا"...... لزا نے دوبارہ کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ بے فکر رہیں۔ سب او۔ کے ہو جائے گا"۔ سجاول نے جواب دیا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

"اب ہم نے کہاں جانا ہے"...... لزا نے کہا۔

"ترانجن وہاں ہم بیٹھ کر رپورٹس لیں گے۔ وہاں ہمارا خاص اڈہ

ہے"۔ سجاول نے جواب دیا تو لزا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ترانجن تو بہت دور ہے۔ کیا ہم اتنا طویل سفر کار میں طے کریں گے"....... لزا نے حیران ہو کر کہا۔

"ارے نہیں مس، ہمارے پاس پرائیویٹ ہیلی کاپٹر ہے۔ ہم اس میں جائیں گے"....... سجاول نے مسکراتے ہوئے کہا اور لزا نے اطمینان بھرا سانس لیا اور تھوڑی دیر بعد سجاول نے کار ایک بائی روڈ پر موڑ دی۔ دونوں اطراف سے درختوں میں گھری ہوئی یہ سڑک کافی دور تک سیدھی چلی گئی تھی۔ پھر ایک موڑ کاٹتے ہی کار ایک پرانے سے زرعی فارم کی عمارت کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے کار پھاٹک کے سامنے جا کر روکی۔ فارم کا پھاٹک بند تھا۔ سجاول نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور ایک نوجوان باہر آگیا اس نے سجاول کو دیکھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور سجاول سر ہلاتا ہوا کار آگے لے گیا۔ فارم کے وسیع وعریض لان میں ایک طرف ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جس پر کسی سیاحتی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ کار رکتے ہی سجاول نیچے اترا تو لزا بھی نیچے اتر آئی۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے دونوں آدمی بھی نیچے اتر آئے۔

"ہاشم۔ تم نے ہر چیک پوسٹ پر ساتھ رہنا ہے۔ اپنے آدمیوں کو پوری طرح ہوشیار رکھنا۔ اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو تم جانتے ہو کہ کیا کرنا ہے"....... سجاول نے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"....... اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔



"او۔ کے۔ اب تم کار لے جاؤ"....... سجاول نے کہا اور وہ دونوں سجاول کو سلام کر کے کار میں بیٹھے اور دوسرے لمحے کار تیزی سے ذرا سی آگے بڑھ کر مڑی اور پھر خاصی تیز رفتاری سے کھلے پھاٹک کو کراس کرتی ہوئی سڑک پر پہنچی اور پھر موڑ کاٹ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"آیئے مس لزا"....... سجاول نے لزا سے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ لزا خاموشی سے اس کے پیچھے چلتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم نے ایمرجنسی کا اشارہ کیا ہے اپنے آدمیوں سے اس کا کیا مطلب ہے"....... لزا نے سجاول سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایمرجنسی سے ہمارا مطلب صرف نگرانی ہوتا ہے۔ چیکنگ تو اب ہو گی نہیں۔ لیکن بعض اوقات دوسری پارٹیاں راستے میں غلط حرکات کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مثلاً ڈرائیورز کو بے ہوش کر کے ان کی جگہ اپنے آدمی بٹھا دینا اور پھر ٹرک لے اڑنا اور اسے خالی کر دینا۔ اس طرح کے کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا طریقہ کار اس قدر محفوظ ہے کہ کبھی بھی ہمارا مال ضائع نہیں ہو سکا۔ اب آپ دیکھئے ہم نے اپنا مال لوڈ کرنے کے لئے صرف وہ ٹرک منتخب کئے ہیں۔ جن کے نمبرز میں تین کا ہندسہ آتا ہے۔ اب ہمارے ٹرک طویل کنوائے میں شامل ہوں گے۔ اکٹھے نہیں بلکہ آگے پیچھے ہوں گے چیک کرنے

والوں کو تین کے ہندسے کا علم ہے۔ اس لئے جس ٹرک کے نمبرز میں تین کا ہندسہ ہوگا اسے بغیر چیک کئے پاس کر دیا جائے گا جب کہ اس کے علاوہ ہر ٹرک کو وہ باقاعدہ چیک کریں گے۔ اس طرح کنوائے چلتا رہے گا اور آخر کار محفوظ طریقے سے صحیح جگہ پہنچ جائے گا"۔ سجاول نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ چیکنگ والے ہر ٹرک کو چیک کرتے ہیں"...... لزا نے پوچھا۔

"نہیں مس۔ کنوائے میں سے چند کو۔ جنہیں وہ چاہیں۔ سب کی چیکنگ تو ممکن ہی نہیں ہوتی"...... سجاول نے جواب دیا اور لزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر کئی گھنٹوں کی پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر ایک ویران سے پہاڑی علاقے کے درمیان ایک وادی میں موجود قدیم کھنڈرات میں اتر گیا لزا ابھی حیرت سے ان کھنڈرات کو دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک ایک طرف سے دو مسلح افراد نکل کر باہر آ گئے۔

"آیئے مس۔ یہ ہمارا خفیہ سنٹر ہے۔ یہاں سے ہم کنوائے کو باقاعدہ چیک بھی کریں گے اور رپورٹس بھی لیتے رہیں گے"۔ سجاول نے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور لزا بھی سر ہلاتی ہوئی نیچے اتر آئی۔

"کیا پوزیشن ہے رستم"...... سجاول نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔



"او۔ کے باس"...... اس نوجوان نے جواب دیا۔

"مس صاحبہ کا کمرہ تیار ہے"...... سجاول نے پوچھا۔

"یس باس"...... رستم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ فی الحال شراب آپریشن روم میں پہنچا دو اور کھانے کی بھی تیاری کرو"...... سجاول نے اسے کہا اور پھر لزا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ ایک ٹوٹے ہوئے کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے ایک خفیہ سرنگ سے ہوتے ہوئے وہ ایک بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی دو بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ بجلی کی ٹیوبیں بھی جل رہی تھیں اور کرسیاں اور میز بھی موجود تھیں۔

"کمال ہے۔ یہ تو پورا اڈہ ہے"...... لزا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ آپریشن روم ہے"...... سجاول نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر ایک مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد سکرین پر تقریباً دو سو سرکاری ٹرکوں کا ایک کنوائے سڑک پر چلتا ہوا دکھائی دینے لگا۔

"یہ دیکھئے۔ یہ کنوائے ہے جس میں ہمارے ٹرک موجود ہیں۔ یہ فرسٹ چیک پوسٹ کراس کر چکے ہیں"...... سجاول نے پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیسے معلوم ہوا اور یہ کنوائے یہاں مشین پر کیسے نظر آ رہا

ہے۔ کیا ان پر کیمرے نصب ہیں" ......... لزا واقعی یہ انتظامات دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔

"جی ہاں۔ ہر ٹرک پر ایسے آلات موجود ہیں جن کی وجہ سے وہ ہمیں نظر آتے رہیں گے" ........ سجاول نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ لزا کوئی بات کرتی۔ اچانک مشین سے ایک سیٹی کی آواز سنائی دی۔ سجاول اٹھ کر تیزی سے مشین کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی سائیڈ میں ہک سے لٹکا ہوا ریموٹ کنٹرول کو آن کیا اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اس کا ایک بٹن دبایا۔ تو مشین سے نکلنے والی سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔

"ہیلو ہیلو۔ ایچ کالنگ اوور" ........ بٹن دبتے ہی ایک آواز سنائی دی اور لزا اس کے بولتے ہی پہچان گئی کہ یہ اسی نوجوان کی آواز ہے۔ جسے سجاول نے ہاشم کہہ کر پکارا تھا۔ اس لئے وہ ایچ کا کوڈ استعمال کر رہا تھا۔

"یس۔ ایس اٹنڈنگ یو اوور" ........ سجاول نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فرسٹ چیک پوسٹ کلیئر ہو چکی ہے باس اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی خاص بات اوور"۔ سجاول نے پوچھا۔

"نو باس۔ آل از۔ او۔ کے اینڈ کلیئر اوور" ........ دوسری طرف سے کہا گیا۔



"او۔ کے۔ پوری طرح محتاط رہنا اوور اینڈ آل"۔ سجاول نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے وہیں اپنے ساتھ ہی میز پر رکھ دیا۔ سکرین پر ٹرکوں کی قطار چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسی لمحے مسلح آدمی شراب کی دو بوتلیں اور دو جام اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے بوتلیں اور جام میز پر رکھے اور پھر واپس مڑ گیا۔ سجاول نے ایک بوتل کھولی اور دونوں جام بھر لئے۔ اسی لمحے دوسرا مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی پلیٹ تھی۔ جس میں نمکین اشیاء تھیں۔ اس نے پلیٹ میز پر رکھی اور پھر واپس مڑ گیا۔

"لیجئے مس لزا" ........ سجاول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ........ لزا نے جواب دیا اور ایک جام اٹھا لیا۔ جب کہ دوسرا جام سجاول نے اٹھایا اور پھر وہ دونوں شراب سپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"ترانجن تک کل کتنی چیک پوسٹیں ہیں" ........ لزا نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"آٹھ ہیں" ........ سجاول نے جواب دیا۔

"اور یہ کب ترانجن پہنچیں گے" ........ لزا نے پوچھا۔

"چار روز کا سفر ہے" ........ سجاول نے جواب دیا۔

"چار روز۔ اوہ۔ تو کیا چار روز ہمیں یہاں رہنا پڑے گا" ........ لزا نے چونک کر کہا۔

"میں تو لازماً یہاں رہوں گا۔ کیونکہ یہ میری ڈیوٹی ہے۔ آپ کے

لئے علیحدہ کمرہ تیار کرا دیا گیا ہے۔ اگر آپ یہاں رہنا چاہیں تو بے شک رہیں۔ چاہیں تو ہیلی کاپٹر آپ کو واپس دارالحکومت پہنچا دے گا۔ اس میں ہمیشہ آنے جانے کا پیٹرول فل رکھا جاتا ہے"۔ سجاول نے جواب دیا۔

"اوہ۔ نہیں۔ چار روز میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ آپ ایسا کریں کہ مجھے خان صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچا دیں۔ میں چوتھے روز پھر آجاؤں گی"۔ لزا نے کہا۔

"ان کی کوٹھی پر تو جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا آپ کو۔ کیونکہ وہ تو ملک سے باہر جا چکے ہیں اور ان کی واپسی چار پانچ روز بعد ہو گی"۔ سجاول نے جواب دیا۔

"ملک سے باہر۔ کیا مطلب"...... لزا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس کا اصول ہے کہ جب بھی مال کی سپلائی ہوتی ہے۔ تو وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر چلے جاتے ہیں اور اب بھی ایسا ہی ہوا ہو گا"...... سجاول نے جواب دیا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ مجھ سے تو انہوں نے ذکر ہی نہیں کیا تھا"۔ لزا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ ان کا اصول ہے۔ اس طرح وہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر رہتے ہیں"...... سجاول نے جواب دیا۔



"پھر اب میں کہاں جا کر رہوں"...... لزا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ چاہیں تو میرے کلب میں رہ سکتی ہیں۔ وہاں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ چاہیں تو یہاں رہیں۔ یہاں بھی آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ یہ آپ کی اپنی مرضی پر منحصر ہے"...... سجاول نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں تو مجھے حالات کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔ جب کہ یہاں کم از کم حالات کا تو ساتھ ساتھ علم ہوتا رہے گا۔ او۔ کے۔ پھر میں یہیں رہوں گی"...... لزا نے کہا اور سجاول نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کروزر جیپ خاصی تیز رفتاری سے ریتلے ساحل پر دوڑتی ہوئی شمال کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی طرف جوانا موجود تھا۔

"یہ جو گوٹھ تو باس مچھیروں کی بستی ہے۔ کیا یہ مچھیرے ان مجرموں سے ملے ہوئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سب تو ملے ہوئے نہیں ہوتے۔ البتہ چند کالی بھیڑیں تو ہر جگہ ہوتی ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے طویل سفر کے بعد انہیں مچھیروں کی مخصوص بستی کے آثار نظر آنے لگ گئے چونکہ دن کا وقت تھا اس لئے بستی میں صرف چند افراد ہی نظر آ رہے تھے۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے جیپ بستی کے قریب جا کر روک دی اور پھر عمران جیپ سے اتر آیا۔ ٹائیگر اور جوانا بھی جیپ سے اترے۔

"آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک



چھپر نما ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں لوگ لوہے کی کرسیوں پر بیٹھے چائے پینے میں مصروف تھے۔ لیکن یہ سب بوڑھے لوگ تھے اور اس بستی کے ہی رہنے والے تھے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر چونک پڑے۔ اور اپنی باتیں چھوڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"جانو کہاں ملے گا"...... عمران نے ہوٹل میں داخل ہو کر چائے بنانے والے لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جانو سردار صاحب"۔ لڑکے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں جو گوٹھ کا سردار"...... عمران نے کہا۔

"جی وہ اپنے گھر میں ہوگا جناب۔ آپ بیٹھیں میں بلا لاتا ہوں"۔ ایک بوڑھے نے کرسی سے اٹھ کر قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہاں بلا لاؤ"...... عمران نے کہا اور بجائے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھنے کے وہ واپس مڑ کر باہر کھڑے اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا۔ وہ بوڑھا بستی کے اندر کہیں غائب ہو چکا تھا۔ اور پھر اس کی واپسی کافی دیر بعد ہوئی تو اس کے ساتھ ایک بہت موٹا سا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ بالکل گول مٹول۔ یوں لگتا تھا جیسے آدمی کی بجائے گول مٹول ستون چلا آ رہا ہو۔

"سلام صاحب۔ میرا نام جانو ہے۔ سرکار حکم"...... اس موٹے نے قریب آ کر ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید ذرا سا تیز چلنے کی وجہ سے اس کا سانس چڑھ گیا تھا۔ اور وہ ہانپنے لگ گیا تھا۔

"اکبر کو جانتے ہو۔ مچھلی والا اکبر"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"جج ۔ جج ۔ جی ۔ بالکل جانتا ہوں جناب ۔ وہ تو ہمارا بڑا سردار ہے جناب اسی کے سر پر تو ہم لوگ یہاں رہتے ہیں ۔ سرکار" ....... جانو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس نے ہمیں بھیجا ہے ایک ضروری کام ہے ۔ کہیں علیحدگی میں بات ہو سکتی ہے" ...... عمران نے کہا۔

"اوہ جناب ۔ آیئے ۔ سرکار ۔ ادھر ڈیرہ ہے ۔ سرکار آیئے" ....... جانو نے کہا ۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر واپس بستی کی طرف چل پڑا۔

"ٹائیگر ۔ تم میرے ساتھ آؤ" ....... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور جانو کے پیچھے چل پڑا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا عمران کے پیچھے چل پڑا۔ جبکہ جوانا وہیں جیپ کے پاس ہی رک گیا تھا۔ بستی کی انتہائی تنگ اور غلیظ سی گلیوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک بڑے احاطے میں پہنچ گئے ۔ جس کے ایک طرف اونچا چبوترہ بنا ہوا تھا۔ اس چبوترے کے اوپر چھپر تھا۔ اور چبوترے پر دس بارہ اچھی قسم کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"بیٹھیں جناب ۔ اور میرے لائق جو خدمت ہو وہ بتائیں" ۔ جانو نے ہانپتے ہوئے چبوترے پر چڑھ کر کہا۔

"تم بیٹھو اور ہماری بات غور سے سنو" ....... عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور جانو خاموشی سے ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر بھی عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"جانو ۔ ہم تمہارے سامنے دو صورتیں رکھ رہے ہیں ۔ ایک تو یہ



کہ تم ہم سے بھاری رقم کما لو ۔ حالانکہ اکبر نے ہمیں خاص طور پر منع کیا تھا کہ اس کا نام لینے کے بعد ہم تمہیں کوئی رقم نہ دیں لیکن تم اچھے آدمی لگتے ہو اور اچھے لوگوں کی مدد کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں" ........ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ہاتھ میں لے لی ۔ جانو کی تیز نظریں گڈی پر جم سی گئیں۔

"اور دوسری صورت یہ ہے کہ تمہارے جسم میں کم از کم سو دو سو گولیاں اتار دی جائیں" ....... عمران نے چند لمحے رک کر کہا تو جانو بے اختیار اچھل پڑا ۔ وہ خود تو کم اچھلا البتہ اس کے جسم کا گوشت ضرور کافی دیر تک تھرتھراتا رہا ۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"جناب ۔ سرکار ۔ ہم تو غریب لوگ ہیں ۔ ہم تو ہمیشہ خدمت کرتے آئے ہیں ۔ اور اکبر سرکار تو ہمارا سردار ہے ۔ جناب ہماری ساری مچھلی وہی خریدتا ہے جناب ۔ اور سب ماہی گیروں کو اس نے بڑی بڑی رقمیں دے رکھی ہیں ۔ ہم تو اس کے غلام ہیں جناب ہم اس کے حکم سے کیسے سرتابی کر سکتے ہیں" ....... جانو نے بڑے مسکین سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ رقم کما لو اور جو کچھ پوچھوں ۔ سچ سچ بتا دو" ....... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی پوچھیں سرکار ۔ میں جو جانتا ہوں وہ صاف صاف بتا دوں گا" ۔

جانو نے کہا۔

"یہاں سے پچاس ساٹھ ٹرک لوڈ کرائے گئے ہیں ان کے بارے میں تفصیلات بتاؤ"...... عمران نے کہا تو اس بار جانو بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔

"آپ۔آپ"...... جانو کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے سارا خون کسی نے ایک لمحے میں نچوڑ لیا ہو۔

"گھبراؤ نہیں ۔ہم سرکاری آدمی نہیں ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو جانو نے اتنا لمبا سانس چھوڑا کہ ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے کسی بہت بڑے غبارے میں اچانک سوراخ ہو گیا ہو۔اور ہوا تیز سیٹی بجاتی ہوئی مسلسل نکلتی چلی جا رہی ہو۔

"جناب۔ہم انتہائی غریب لوگ ہیں۔آپ ہم پر رحم کریں جناب"۔ یک لخت جانو نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو آئے ہیں اور اگر تم نے ہمیں سچ نہ بتایا تو پھر پولیس آئے گی اور تمہارے ساتھ تمہاری بستی کا ہر آدمی جیل پہنچ جائے گا اور پولیس کو تم جانتے ہو کہ کس طرح معلومات حاصل کرتی ہے ان ٹرکوں میں اسلحہ لوڈ کرایا گیا تھا اور اسلحہ حکومت کے خلاف ہی استعمال ہوتا ہے"...... عمران کے لہجے میں طنز تھا۔

"اسلحہ"...... جانو کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"ہاں اسلحہ۔اس لئے اپنے آپ کو بھی اور اپنی بستی کو بھی بچا لو۔یہ تمہارے لئے آخری موقع ہے"...... عمران نے کہا۔



"مم۔مم۔مگر ہمیں تو کہا گیا تھا کہ ان بڑے بڑے ڈبوں میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہیں"...... جانو نے کہا۔

اور اس بار عمران نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ جانو کے اس جواب سے یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ ٹرک واقعی لوڈ ہوئے ہیں اور جانو اس بارے میں جانتا ہے۔

"انہوں نے تمہیں دھوکہ دیا ہے۔بہرحال یہ لو رقم۔اب بتاؤ۔کہ کتنے ٹرک تھے اور کہاں سے لوڈ ہوئے۔پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نوٹوں کی گڈی جانو کی طرف اچھالتے ہوئے کہا اور جانو نے جلدی سے گڈی جھپٹ لی اور اسے اپنی واسکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

"سرکار۔اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ہمارے پاس گھاٹ کا عبداللہ آیا تھا۔وہ گھاٹ کا بڑا افسر ہے اس نے ہمیں بتایا کہ لوڈنگ کے لئے آدمی چاہئیں۔اعتماد والے۔مال لوڈ کرانا ہے۔پہلے بھی ہم یہ کام کرتے رہتے ہیں۔چنانچہ ہم نے آدمی بھیج دیئے۔میں خود ساتھ نہیں گیا تھا۔میں رحمت کو بلاتا ہوں۔وہ گیا تھا۔وہ آپ کو تفصیل بتائے گا"...... جانو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیخ کر کسی کو آواز دی۔دوسرے لمحے ایک دبلا پتلا نوجوان بڑے احاطے میں داخل ہوا۔

"رحمت کو بلاؤ۔فوراً"...... جانو نے اسی طرح چیخ کر کہا۔اور وہ نوجوان اسی تیز رفتاری سے واپس چلا گیا جس تیز رفتاری سے آیا تھا۔

"یہ لوڈنگ یہاں بستی کے قریب ہوئی ہے"۔عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں صاحب۔یہاں تو ساحل بے حد اتھلا ہے۔یہاں تو بڑی بڑی لانچیں ساحل تک پہنچ ہی نہیں سکتیں یہاں سے آگے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر ایک قدرتی بڑی سی کھاڑی ہے وہاں بڑے سے بڑا جہاز بھی کنارے لگ سکتا ہے یہ سارے دھندے وہیں ہوتے ہیں۔ہم اسے جو گوٹھ گھاٹ کہتے ہیں اور وہاں تو تقریباً ہر روز ایسا ہوتا رہتا ہے"۔ جانو نے کہا۔

"کوسٹ گارڈز وغیرہ چیکنگ نہیں کرتے"...... عمران نے پوچھا۔

"سب کرتے ہیں لیکن سب دھندے سے اپنا حصہ وصول کرتے ہیں صاحب اور بس"...... جانو نے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک مضبوط جسم کا نوجوان احاطے میں داخل ہوا اور چبوترے کے قریب آکر رک گیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سب کو سلام کیا۔

"ادھر آؤ رحمت"...... جانو نے کہا اور رحمت اوپر آگیا۔

"بیٹھو"...... جانو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔تو رحمت قدرے حیرت بھرے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ان صاحب کو اکبر سردار نے بھیجا ہے کل رات کی لوڈنگ کے متعلق تفصیل انہیں بتاؤ اور سنو سب سچ سچ بتانا ہے"...... جانو نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جی صاحب۔پوچھیں"...... رحمت نے عمران کی طرف دیکھتے



ہوئے کہا۔

"کتنے ٹرک لوڈ ہوئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی چالیس ٹرک تھے۔بڑے سرکاری لال رنگ والے"۔رحمت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا لوڈ ہوا تھا ان پر"...... عمران نے پوچھا۔

"سر بڑے بڑے کنٹینر تھے"...... رحمت نے جواب دیا۔

"تم پڑھے لکھے لگتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی صاحب۔یہ دس جماعتیں پڑھا ہوا ہے صاحب"...... جانو نے اس طرح فخریہ لہجے میں کہا۔جیسے رحمت کا دس جماعتیں پڑھ جانا کوئی محیر العقول کارنامہ ہو اور عمران مسکرا دیا اس نے اس بنا پر رحمت کے پڑھے لکھے ہونے کا اندازہ لگایا تھا کہ رحمت نے لفظ کنٹینر کو صحیح تلفظ سے ادا کیا تھا۔

"لوڈنگ کے لئے وہاں تم لوگوں کے علاوہ کتنے آدمی تھے"۔عمران نے پوچھا۔

"جی ایک غیر ملکی عورت تھی اور باقی مقامی لوگ تھے صاحب وہ لوگ تقریباً چھ تھے۔ایک ان میں بڑے صاحب تھے ان کا نام سجاول تھا۔سب انہیں سجاول صاحب کہہ رہے تھے اور اس عورت کو مس لزا"...... رحمت نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس غیر ملکی عورت کا حلیہ تفصیل سے بتادو"...... عمران نے کہا تو رحمت نے واقعی اس قدر تفصیل سے حلیہ بتانا شروع کر دیا کہ

عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"کمال ہے۔یوں لگتا ہے جیسے تم نے تو اسے سامنے بٹھا کر سالوں تک غور سے دیکھا ہو"...... عمران نے کہا تو رحمت نے بے اختیار شرما کر منہ نیچے کر لیا۔

"صاحب۔رحمت ابھی کنوارہ ہے"...... جانو نے کہا تو عمران ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا۔اب سوچ کر میرے سوال کا جواب دینا۔ان ٹرکوں پر کوئی خاص نشان۔کوئی ایسی نشانی جو ان ٹرکوں میں سے ہر ایک پر ہو۔کوئی نشان۔کوئی لکھا ہوا لفظ کوئی اور ایسی بات"۔عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔عام سے سرکاری ٹرک تھے۔ان پر تو کچھ لکھا ہوا نہیں تھا۔البتہ بڑی بڑی سرخ نمبر والی پلیٹیں تھیں اور بس"...... رحمت نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جواب دیا۔

"کس وقت ان کی روانگی ہوئی ہے اور کس راستے سے"۔عمران نے پوچھا۔

"جی صبح چار بجے لوڈنگ کے بعد وہ روانہ ہو گئے تھے۔گھاٹ سے مشرق کی طرف ایک راستہ جاتا ہے جو چکر کاٹ کر اس بڑی سڑک سے مل جاتا ہے جو دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک سے جا ملتا ہے"۔رحمت نے جواب دیا۔

"سجاول اور مس لزا کار میں تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔سیاہ رنگ کی بڑی سی کار تھی"۔رحمت نے جواب دیا۔



"کیا اس پر بھی سرخ رنگ کی نمبر پلیٹ تھی"۔عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔عام نمبر پلیٹ تھی"...... رحمت نے جواب دیا۔

"ان ٹرکوں کے ڈرائیور تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔صاحب"...... رحمت نے کہا۔

"ان میں سے کسی کو پہچانتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی صاحب۔کئی کو پہچانتا ہوں اکثر وہ ادھر آتے رہتے ہیں"۔رحمت نے جواب دیا۔

"کسی ایسے ڈرائیور کا حلیہ بتا دو جسے دور سے پہچانا جا سکے"۔عمران نے کہا۔

"جی۔ایک ڈرائیور ہے۔الفت خان۔اس کی بڑی بڑی مونچھیں ہیں جنہوں نے دو بل کھائے ہوئے ہیں۔دور سے ہی نظر آجاتا ہے"۔رحمت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔بے حد شکریہ۔اب ہمیں اجازت"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے ساتھ ساتھ جانو اور رحمت بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

اور پھر جانو اور رحمت عمران اور ٹائیگر کو چھوڑنے جیپ تک آئے اور سلام کر کے واپس چلے گئے۔ٹائیگر ایک بار پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"باس۔اب کیا کرنا ہے۔وہ کنوائے یقیناً ابھی روڈ پر ہی ہو گا"۔ٹائیگر نے جیپ موڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ اور جس جگہ اس نے پہنچنا ہے وہاں تک اسے یقیناً چار دن لگ جائیں گے اور میں نے تفصیلات معلوم کر لی ہیں سرکاری گاڑیوں کی چیکنگ کے لئے علیحدہ چیک پوسٹس قائم ہیں اور اس وقت بھی تقریباً دو سو سرکاری گاڑیوں کا کنوائے گندم لادے دارالحکومت سے باہر رواں دواں ہے انہیں چیک کر کے ان میں سے اسلحہ کے چالیس ٹرک علیحدہ کئے جا سکتے ہیں صرف اعلیٰ حکام کو ایک فون کرنے سے اسلحے کی یہ بڑی کھیپ پکڑی جا سکتی ہے اور سپیشل سپلائی کو ناکام بنایا جا سکتا ہے لیکن "....... عمران بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

"لیکن ۔ کیا باس "...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

" میری دلی خواہش یہ ہے کہ جدید ترین اسلحے کی یہ بڑی کھیپ مشکباریوں تک پہنچ جائے "....... عمران نے جواب دیا۔

" تو اس میں کیا چیز مانع ہے ۔ اسلحہ حکومت ضبط کر کے مشکبار پہنچا دے "..... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" تم ٹائیگر ہو ۔ تمہارا کام صرف چیرنا پھاڑنا ہے ۔ عالمی سیاست اور اس کی نزاکتوں کو تم نہیں سمجھ سکتے پوری دنیا کو معلوم ہے کہ مشکباری اپنی آزادی کی تحریک خود لڑ رہے ہیں اور چونکہ جب پاکیشیا اور کافرستان وجود میں آئے تھے تو قانونی طور پر یہ بات طے کی گئی تھی کہ ریاست کے عوام یہ فیصلہ خود کریں گے کہ وہ پاکیشیا کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں یا کافرستان کے ساتھ ۔ چنانچہ ریاستوں نے یہ فیصلہ کیا ۔ البتہ مشکبار میں یہ فیصلہ چند وجوہات اور غداری کی وجہ



سے نہ ہو سکا حالانکہ وہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور وہ پاکیشیا کے ساتھ شامل ہونا چاہتے تھے ۔ چنانچہ وہاں جنگ چھڑ گئی اور پھر یہ طے ہوا کہ اقوام متحدہ کے تحت مشکبار میں آزادانہ رائے شماری ہو گی اور مشکباری خود جو فیصلہ کریں اسے حتمی سمجھا جائے گا لیکن کافرستان نے آج تک آزادانہ رائے شماری نہیں ہونے دی اب مشکباریوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور انہوں نے کافرستان کی اس چیرہ دستی اور آزادانہ رائے شماری سے انہیں جبراً روکنے کے خلاف تحریک چلا رکھی ہے لیکن کافرستان بھی پروپیگنڈہ کر رہا ہے ۔ کہ یہ تحریک مشکباریوں کی اپنی نہیں ہے بلکہ پاکیشیا کے گوریلے وہاں لڑ رہے ہیں لیکن آج تک اس کا وہ کوئی ثبوت اقوام متحدہ یا دوسرے عالمی اداروں اور ملکوں کے سامنے پیش نہیں کر سکا اور اب آہستہ آہستہ پوری دنیا پر واضح ہوتا جا رہا ہے کہ یہ جنگ مشکباری خود اپنی بقا کے لئے لڑ رہے ہیں اب تم سوچو اگر اسلحے کی یہ کھیپ پہلے حکومت پاکیشیا ضبط کر لے اور پھر اسے مشکبار بھجوائے تو کیا اس سے وہاں ہونے والی تحریک آزادی کو فائدہ پہنچے گا یا نقصان کیا اس طرح حکومت کافرستان کے ہاتھ یہ واضح ثبوت نہیں آ جائے گا کہ یہ تحریک مشکباری نہیں چلا رہے ۔ بلکہ پاکیشیا چلا رہا ہے" ...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ باس ۔ واقعی اب آپ کی بات میری سمجھ میں آئی ہے ۔ آئی ۔ ایم ۔ سوری ۔ مجھے واقعی اس قدر نازک بین الاقوامی حالات کا ادراک نہ تھا لیکن پھر آپ کی یہ خواہش کس طرح پوری ہو گی "....... ٹائیگر

نے کہا۔

" ایک ہی صورت ہے کہ لزا سے رابطہ ہو جائے اور اسے اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اس اسلحے کی کھیپ کو ان سرحدوں تک پہنچا دے جہاں سے مشکباری قائدین اسے وصول کر لیں "...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور فکسڈ فریکونسی کا محدود دائرہ عمل کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ مخصوص آواز اس میں سے آ رہی تھی عمران نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ جوزف کالنگ اوور "...... جوزف کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ پرنس اٹنڈنگ یو اوور "...... عمران نے کہا۔

" پرنس۔ تین کاریں ٹرکوں کے ساتھ آگے پیچھے ہو کر چل رہی ہیں ان میں تقریباً بارہ افراد موجود ہیں اور سب مسلح ہیں اوور "...... جوزف نے کہا۔

" تم اس وقت کہاں سے کال کر رہے ہو۔ اوور "...... عمران نے پوچھا۔

" پہلی چیک پوسٹ سے آگے اونچے درخت پر موجود ہوں یہاں سے پورا کنوائے صاف دکھائی دے رہا ہے اوور "...... جوزف نے جواب دیا۔

" گڈ۔ یہ تم نے واقعی عقلمندی سے کام لیا ہے کہ یہاں دارالحکومت میں ہی جنگل والا آئیڈیا استعمال کیا ہے کوئی ایسی کار ہے



جو مسلسل پیچھے رہ رہی ہو۔ آگے نہ جا رہی ہو۔ یا سب کاریں آگے پیچھے ہو رہی ہیں۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" سفید رنگ کی ایک کار مسلسل کنوائے سے پیچھے چل رہی ہے اس میں تین افراد موجود ہیں۔ اوور "...... جوزف نے جواب دیا۔

" فرسٹ چیک پوسٹ پر کیا ہوا۔ اوور "...... عمران نے پوچھا۔

" کنوائے وہاں کافی دیر تک رکا رہا۔ تین چار مختلف ٹرکوں کو چیک کیا گیا اور پھر سب کو کلیئر کر دیا گیا۔ ویسے ایک بڑی سی مشین سے باہر سے سارے ٹرکوں کو چیک کیا گیا تھا لیکن اندر سے تین چار ٹرکوں کو ہی چیک کیا گیا ہے۔ اوور "...... جوزف نے جواب دیا۔

" تم کنوائے کو چیک کرتے رہو۔ ہم وہاں پہنچ رہے ہیں۔ دارالحکومت سے باہر پہنچ کر ہم تم سے دوبارہ رابطہ کریں گے۔ اوور اینڈ آل "...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا۔

" اب تیزی سے رانا ہاؤس چلو۔ وہاں سے ہم نے کار بھی لینی ہے اور میک اپ کا سامان اور ضروری اسلحہ بھی۔ اور پھر جا کر اس کنوائے کو چیک کرنا ہے "...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔

لزا آپریشن روم میں داخل ہوئی تو اس نے سجاول کو اسی طرح کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔

"ارے تم سوئے نہیں رات بھر"...... لزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے یہاں کرسی پر ہی وقفے وقفے سے سو کر نیند پوری کر لی ہے"...... سجاول نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔ تم واقعی بہترین آدمی ہو اس قدر فرض شناسی ہی دراصل کامیابی کا پیش خیمہ ہوتی ہے ۔ میں مراد خان سے تمہاری تعریف ضرور کروں گی"...... لزا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ مس لزا ۔ بہرحال ڈیوٹی از ڈیوٹی"...... سجاول نے جواب دیتے ہوئے کہا اور لزا بھی اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اس کی کرسی کے ساتھ رکھی ہوئی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی ۔ مشین پر موجود سکرین



روشن تھی اور اس پر ٹرکوں کا کنوائے جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا یہ ٹرک مسلسل چل رہے ہیں کیا انہوں نے اب تک آرام نہیں کیا"...... لزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دو بار ایک ایک گھنٹے کے لئے آرام بھی کر چکے ہیں"...... سجاول نے جواب دیا اور لزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کیا پوزیشن ہے ۔ کہاں تک پہنچے ہیں یہ لوگ"...... لزا نے ہا۔

"ابھی تو منزل بہت دور ہے ۔ ابھی تو صرف تین چیک پوسٹیں راس ہوئی ہیں"...... سجاول نے جواب دیا۔

"میں چیف باس کو کال کر لوں ۔ وہ پریشان ہوں گے ۔ کیا یہاں نگ رینج ٹرانسمیٹر ہو گا یا مجھے اپنے سامان سے نکالنا ہو گا"...... لزا نے ا۔

"جی ہاں یہاں موجود ہے ۔ آپ فریکونسی بتائیں ۔ میں ایڈجسٹ کر تا ہوں"...... سجاول نے کرسی سے اٹھ کر دوسری بند مشین کی ف بڑھتے ہوئے کہا۔

لزا نے فریکونسی بتائی تو سجاول نے مشین کو آپریٹ کر کے اس پر کی بتائی ہوئی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر مشین کے ساتھ ہک میں ہوا ایک مائیک جس کے ساتھ لچھے دار تار بھی منسلک تھی لا کر لزا ے دیا۔

"بٹن دبا کر کال دے دیں"...... سجاول نے کہا اور لزا نے

اثبات میں سرہلاتے ہوئے مائیک کا بٹن دبایا۔

"ہیلو ہیلو۔لزا کالنگ اوور"...... لزا نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس چیف اٹنڈنگ یو اوور"......چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"باس۔ سپیشل سپلائی مشن کامیابی سے جاری ہے۔جلد ہی میں آپ کو فائنل خوشخبری سناؤں گی۔اوور"...... لزا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پوری تفصیل سے رپورٹ دو اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور جواب میں لزا نے مراد خان سے ملنے سے لے کر اب تک کی ساری صورتحال تفصیل سے بتا دی۔

"گڈ۔اس کا مطلب ہے کہ سپیشل سپلائی دو تین روز تک ٹارگٹ پر پہنچ جائے گی کسی قسم کا کوئی پرابلم تو سامنے نہیں آیا اوور"...... باس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نو سر۔آل از۔او۔کے۔کسی کو شبہ تک نہیں ہو سکا۔ویسے بھی مراد خان اور اس کے اسسٹنٹ سجاول کے انتظامات انتہائی فول پروف ہیں اوور اینڈ آل"...... لزا نے سجاول کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور سجاول مسکرا دیا۔

"او۔کے۔وش یو گڈ لک اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لزا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مائیک کا بٹن آف کر دیا۔سجاول



نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے مائیک لیا۔اور اسے واپس مشین کے ساتھ ہک کر کے اس نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔

مشین آف کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں شراب کی ایک بوتل اور دو جام موجود تھے۔

"میرے آدمی ناشتہ تیار کر رہے ہیں۔میں نے سوچا جب تک ناشتہ تیار ہو کیوں نہ شراب کا ایک دور ہو جائے"...... سجاول نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور لزا مسکرا دی۔اور تھوڑی دیر بعد وہ شراب پینے میں مصروف ہو چکے تھے۔لیکن پھر اچانک مشین میں سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں ابھریں تو وہ دونوں چونک پڑے۔سجاول نے ہاتھ میں پکڑا ہوا جام میز پر رکھا اور ساتھ تپائی پر موجود ریموٹ کنٹرول نما آلہ اٹھا کر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ایچ کالنگ اوور"...... مشین سے ہاشم کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ایس اٹنڈنگ یو اوور"...... سجاول نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ایک پرابلم پیش آ رہی ہے اوور"...... دوسری طرف سے ہاشم نے کہا تو سجاول کے ساتھ ساتھ لزا بھی چونک پڑی۔

"پرابلم۔کیسی پرابلم۔اوور"...... سجاول نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

باس۔ایک سپیشل ٹرک کا ڈرائیور بیمار ہو گیا ہے۔ٹرک اس

وقت سیکنڈ ڈرائیور چلا رہا ہے ۔ لیکن وہ نیا آدمی ہے اوور "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نیا آدمی ۔ پھر اوور "...... سجاول نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے ہاشم کی بات اس کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"باس آپ کو معلوم ہے کہ سپیشل ٹرک میں خصوصی آلات نصب ہوتے ہیں جو چیک پوسٹ پر آن کرنے پڑتے ہیں تاکہ اسلحہ مشین چیکنگ سے اوپن نہ ہو سکے ۔ اور نیا آدمی ظاہر ہے ان آلات کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ۔ اس لئے اگلی چیک پوسٹ پر اسلحہ اوپن ہو سکتا ہے "...... ہاشم نے کہا۔

"اوہ ۔ پھر ۔ یہ تو غلط کام ہے ۔ اگر ایک ٹرک سامنے آیا تو پھر بات پھیل جائے گی اوور " ۔ سجاول نے اس بار پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میں نے سوچا ہے باس کہ اس نئے ڈرائیور کو اگلی چیک پوسٹ سے پہلے اغوا کر کے اس کی جگہ اپنا آدمی ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچا دوں ۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ ڈرائیور لوگ ایک دوسرے سے کس حد تک واقف ہوتے ہیں ۔ انہیں ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو معاملات بے حد خراب ہو سکتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ دارالحکومت سے ایک اپنا خاص ڈرائیور طلب کر لیا جائے اور اصل ڈرائیور کے ساتھ اس کے اسسٹنٹ کو واپس بھیج کر دوسرا ڈرائیور شامل کر دیا جائے تو بات بن جائے گی اوور "...... ہاشم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اصل ڈرائیور کیا ہوش میں نہیں ہے ۔ اوور "...... سجاول نے



ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہوش میں تو ہے ۔ لیکن اس کے پیٹ میں شدید درد ہے ۔ وہ اوپر کیبن میں جا کر لیٹا ہوا ہے ۔ اوور "...... ہاشم نے جواب دیا۔

"لیکن اس کے لئے تو کنوائے کو روکنا پڑے گا " ۔ سجاول نے کہا۔

"چوتھی چیک پوسٹ سے پہلے آرام کرنے والا اڈہ آئے گا وہاں کنوائے رک جائے گا اوور "...... ہاشم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں ہیڈ کوارٹر کال کر کے وہاں سے دوسرا ڈرائیور اس اڈے پر پہنچنے کا کہہ دیتا ہوں ۔ اوور اینڈ آل "...... سجاول نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کا پہلے والا پریس شدہ بٹن دوبارہ پریس کر کے دو اور نمبر پریس کر دیئے اور چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ سجاول نے وہی پہلے والا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ...... ایس کالنگ اوور "...... سجاول نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو اوور "...... ٹرانسمیٹر سے اس بار ایک مختلف آواز سنائی دی۔

"جابر ایک سپیشل ڈرائیور بیمار ہو گیا ہے اور اب سپیشل ٹرک اس کا اسسٹنٹ چلا رہا ہے تمہیں رپورٹ ملی ہے ۔ اوور "...... سجاول نے تیز لہجے میں کہا۔

"نو باس ۔ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی اوور "...... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

" تم کنوائے انچارج کو کال کر کے اس سے رپورٹ لو۔ لیکن اسے خود ڈرائیور کی بیماری کے بارے میں کچھ نہ کہنا۔ بلکہ اس سے اس طرح بات کرنا کہ وہ خود تمہیں اس ڈرائیور کی بیماری کے بارے میں بتانے پر مجبور ہو جائے۔ اس کے بعد تم نے فوری طور پر سرکاری ہیلی کاپٹر کے ذریعے دوسرے سپیشل ڈرائیور کو وہاں بجھوانا ہے اور اس بیمار ڈرائیور کے ساتھ ساتھ اس کے اسسٹنٹ کو بھی واپس بلوا لینا۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور "...... سجاول نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں سارے انتظامات کر لوں گا۔ اوور "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تمام انتظامات کر کے مجھے فوری رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل" ...... سجاول نے کہا اور پھر اس نے بٹن دبا کر رابطہ آف کیا اور ایک بار پھر دوسرے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور ایک بار پھر اس نے بٹن دبا دیئے۔

" یس۔ ایچ اٹنڈنگ۔ اوور "...... دوسری طرف سے ہاشم کی آواز سنائی دی۔

" ہیڈ کوارٹر کو میں نے آرڈرز دے دیئے ہیں۔ جابر انتظامات کرے گا۔ تم نے کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ صرف نگرانی کرنی ہے۔ اوور" ...... سجاول نے تیز آواز میں کہا۔

" یس سر۔ اوور "...... دوسری طرف سے ہاشم نے جواب دیا۔



" جب انتظامات مکمل ہو جائیں تو تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے اوور اینڈ آل "...... سجاول نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک طویل سانس لیا۔

" واقعی اتنے طویل سفر کے دوران کوئی ڈرائیور اچانک بیمار بھی ہو سکتا ہے مجھے تو اس پہلو کا خیال تک نہ تھا "...... لزا نے کہا۔

" عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ڈرائیور لوگ خاصے سخت جان ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے اس لئے ہیڈ کوارٹر اس سلسلے میں متبادل انتظامات رکھتا ہے۔ تاکہ سپلائی میں رکاوٹ پیدا نہ ہو "...... سجاول نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن کیا خصوصی ڈرائیورز کے ساتھ اس کے اسسٹنٹ خصوصی طور پر نہیں رکھے جاتے "...... لزا نے کہا۔

" نہیں۔ کم سے کم افراد کو اٹیچ کیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی وقت راز نہ کھل سکے "...... سجاول نے جواب دیا اور لزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کار دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے اڑی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر حسب سابق ٹائیگر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا عقبی سیٹ پر جوانا تھا عمران نے اپنے گھٹنوں پر ایک چھوٹا سا ڈبہ رکھا ہوا تھا جس پر ایک بلب جل رہا تھا اس نے یہ ڈبہ خاص طور پر رانا ہاؤس سے ساتھ لیا تھا۔

"یہ کال کیچر ہے ناں باس"....... ٹائیگر نے ڈبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"صرف کال کیچر ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے کال کا منبع بھی معلوم کیا جا سکتا ہے میں نے اسے خاص طور پر تیار کرایا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا آپ کو کسی ٹرانسمیٹر کال کا انتظار ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں میرا خیال ہے کہ وہ لزا لازماً کسی نہ کسی وقت جہاں بھی ہو



گی۔ اپنے باس کو کال کر کے مشن کے بارے میں رپورٹ دے گی اور اگر یہ کال کیچ ہو گئی تو میرا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا"....... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے رانا ہاؤس سے روانگی سے پہلے جوزف کو کال کر کے اس سے کنوائے کی پوزیشن معلوم کر لی تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ اگر وہ اسی تیز رفتاری سے سفر کرتے رہے تو زیادہ سے زیادہ چھ گھنٹوں بعد وہ کنوائے تک پہنچ جائیں گے۔

"باس۔ میرا خیال ہے۔ آپ کے ذہن میں ابھی تک اس سپیشل سپلائی کو ہائی جیک کرنے کی کوئی واضح پلاننگ نہیں آئی"۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"تمہیں یہ کیسے خیال آیا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے جس طرح کال کیچ کرنے کی بات کی ہے اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ آپ باس کی آواز سننے کے بعد لزا کو باس کی آواز میں حکم دے کر سپیشل سپلائی کی منزل تبدیل کرنے کا آرڈر دیں گے اس لئے آپ لزا اور اس کے باس دونوں کی کال سننے کے لئے اس قدر بے چین ہیں"....... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"گڈ۔ مجھے خوشی ہے کہ تمہارا ذہن اب صحیح خطوط پر سوچنے لگا ہے۔ تم نے واقعی درست اندازہ لگایا ہے"....... عمران نے کہا۔

"لیکن باس میرا خیال ہے کہ آپ کا یہ منصوبہ قابل عمل نہیں۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے کمال ہے۔ تعریف کرنے کا بھی فائدہ ہوا ہے کہ تم نے بر راست چاند ماری شروع کر دی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"باس۔ میری بات تو سن لیں"...... ٹائیگر نے قدرے شرمند سے لہجے میں کہا۔

"سننے میں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن سننے کے بعد کیا ہوتا ہے اس پر تم اصرار نہ کرنا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ لزا کو کوئی آرڈر دے بھی دیں۔ تب بھی لزا اتنی آسانی سے بات نہیں مانے گی۔ وہ لازماً خود اپنے باس کو کال کرے گی کیونکہ یہ فیصلہ اچانک ہوگا اور ایک لحاظ سے سب منصوبہ الٹ جائے گا۔ اس لئے اتنی آسانی سے لزا کو ہضم نہ ہو سکے گا جتنی آسانی سے آپ سمجھ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"مطلب ہے اب تمہارا شناختی کارڈ بنوا ہی لینا چاہئے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"شناختی کارڈ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں باس"...... ٹائیگر واقعی عمران کے اس فقرے کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

"میں تو سمجھ گیا ہوں کہ تم اب بالغ ہو چکے ہو۔ میرا مطلب ہے



ہنی طور پر ہی سہی۔ اور شناختی کارڈ اسی کا بنتا ہے جو بالغ ہو جاتا ہے"۔ ران نے جواب دیا تو ٹائیگر کے چہرے پر یک لخت شرمندگی کے ثرات نمودار ہوئے۔

"آئی۔ ایم۔ سوری باس۔ میں نے تو......" ٹائیگر نے شرمندہ ے لہجے میں کہا۔

"میں نے طنز نہیں کیا ٹائیگر۔ اس لئے شرمندہ ہونے کی ضرورت ہیں ہے۔ تم نے واقعی درست بات کی ہے میری پلاننگ واقعی سیاتی طور پر غلط تھی۔ لزا واقعی اس اچانک اور غیر متوقع فیصلے کو بھی آسانی سے تسلیم نہیں کر سکتی۔ اس لئے اب کچھ اور سوچنا پڑے گا"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر سرت کے تاثرات پھیل گئے۔

"میرا خیال ہے باس کہ ہم اس کنوائے کو کسی ویران جگہ پر روک ر ان میں سے اسلحے کے چالیس ٹرک علیحدہ کر لیں اور پھر ان کے رائیورز کو مجبور کر کے انہیں اپنی مرضی کے روٹ پر لے جائیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ تمہیں ان اسلحہ سمگل کرنے والوں کے طریقہ کار کا علم ہیں ہے۔ یہ اسلحہ پکڑے جانے کی صورت میں تمام اسلحہ تباہ کر دیتے ہیں۔ یہ اسلحے کا نقصان تو اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن اسلحہ کسی غلط پارٹی تک ہیں پہنچنے دیتے۔ میں تھوڑے بہت اسلحہ کی بات نہیں کر رہا۔ اسلحہ ی بڑی کھیپ کی بات کر رہا ہوں۔ یقیناً ان ٹرکوں میں ایسے آلات

نصب ہوں گے کہ ایک لمحے میں سارے کے سارے ٹرک بھک سے اڑ جائیں گے اس طرح اسلحہ تو تباہ ہو جاتا ہے لیکن اسلحہ سمگل کرنے والے سرغنے بچ جاتے ہیں "...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر باس "...... ٹائیگر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ذرا کنوائے تک تو پہنچ جائیں پھر صورتحال دیکھ کر کوئی پلاننگ بھی کر لیں گے ابھی اتنی جلدی بھی کیا ہے "...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً چھ گھنٹے کے تیز سفر کے بعد وہ سرکاری گاڑیوں کے اس کنوائے تک پہنچ گئے ٹرکوں کی ایک طویل قطار اپنی مخصوص رفتار سے سڑک پر چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"کار آگے لے جاؤ "...... ان کا آرام کرنے کا اڈہ آگے دس کلو میٹر بعد ہے۔وہاں ہم نے پہنچنا ہے "...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ان کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی عمران خاموش بیٹھا ان ٹرکوں کو دیکھتا رہا اور کچھ دیر بعد ان کی کار اس کنوائے کو کراس کر کے آگے نکل گئی۔اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سڑک سے کافی ہٹ کر ایک وسیع و عریض میدان میں بنے ہوئے ایک ہوٹل کے سامنے پہنچ گئے۔وہاں پہلے سے دو کاریں موجود تھیں۔

"تم دونوں بھی ساتھ آؤ گے "...... عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کی عمارت میں داخل ہو گیا۔

"مینجر کہاں ہو گا "...... عمران نے ہوٹل کے برآمدے میں موجود



یک نوجوان سے پوچھا۔

"واسطی صاحب۔وہ تو ابھی چھٹی کر کے گھر گئے ہیں یہاں سے یک کلو میٹر ان کا گھر ہے "...... نوجوان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کچی سڑک کی طرف اشارہ کر دیا جو ہوٹل کے قریب سے گزرتی ہوئی اس کے عقبی طرف جا رہی تھی۔

"آؤ مینجر سے مل لیں "...... عمران نے کہا اور واپس اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔چند لمحوں بعد کار اسی کچی سڑک پر چلتی ہوئی ہوٹل کے عقبی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچ گئے۔جہاں دس بارہ کچے گھروں میں ایک پختہ اور نو تعمیر شدہ گھر بھی تھا۔گاؤں کے آدمی سے پوچھنے پر انہیں معلوم ہوا کہ یہی پختہ گھر ہی ہوٹل کے مینجر واسطی کا ہے۔ٹائیگر نے اس پختہ گھر کے کھلے احاطے میں جا کر کار روک دی اور پھر وہ جیسے ہی نیچے اترا ایک آدمی عمارت کے برآمدے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ آیا۔

"جی صاحب "...... اس نے حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مینجر صاحب سے ملنا ہے۔ہم دارالحکومت سے آئے ہیں "۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا جناب۔آیئے "...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں لے کر برآمدے کے کونے میں بنے ہوئے ایک بڑے

سے کمرے میں پہنچ گیا۔جہاں کرسیاں اور صوفہ موجود تھا۔

" بیٹھیں جناب۔میں انہیں اطلاع کرتا ہوں "...... اس آدمی نے جو شاید مینجر کا ملازم تھا انہیں صوفے اور کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔تقریباً دس منٹ بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی کمرے میں داخل ہوا شکل و صورت اور انداز سے وہ ایک عام سا کاروباری آدمی نظر آرہا تھا۔

" میرا نام واسطی ہے جناب "......آنے والے نے حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرا نام عمران ہے۔یہ میرے ساتھی ہیں۔ہمیں آپ سے ایک اہم کام ہے "...... عمران نے اٹھ کر اپنا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی فرمایئے۔میں کیا خدمت کر سکتا ہوں "...... مینجر نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سجاول صاحب نے آپ کو ان ٹرکوں کے بارے میں تو بتا دیا ہو گا جن کی یہاں خصوصی حفاظت کرنی ہے "...... عمران نے کہا تو واسطی بے اختیار چونک پڑا۔

" سجاول صاحب۔وہ کون ہیں "......واسطی نے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ واسطی کا لہجہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔

" یہ اڈہ جس کے آپ مینجر ہیں۔سرکاری نہیں ہے "...... عمران



نے کہا۔

"جی ہاں۔وزارت ٹرانسپورٹ کے تحت قائم کیا گیا ہے اور یہاں صرف سرکاری گاڑیاں رکتی ہیں یہاں سروس سٹیشن بھی ہے پٹرول پمپ بھی اور ہوٹل بھی۔تاکہ ڈرائیورز کو ہر طرح کی سہولت مہیا کی جا سکے "......واسطی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس کے باوجود آپ کو علم نہیں ہے کہ اس کنوائے میں چالیس ٹرک ایسے ہیں جن کی خصوصی نگہداشت کرنی ہے "...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔لیکن کیوں۔کیا ہے ان ٹرکوں میں۔مجھے تو ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی "......واسطی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے بھی کبھی ایسی ہدایت نہیں دی گئی "۔عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا۔آپ پہلی بار یہ بات کر رہے ہیں کہ کوئی خصوصی ٹرک بھی ہوتے ہیں یہاں سے تو روزانہ سرکاری کنوائے گزرتے رہتے ہیں "......واسطی نے جواب دیا۔

" ان ٹرکوں کے اندر چند ٹرک ایسے ہوتے ہیں جن سے دل مراد خان صاحب کو خصوصی دلچسپی ہوتی ہے۔آپ جانتے ہیں دل مراد خان صاحب کو "...... عمران نے ایک اور پہلو پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔وہ ہمارے محکمے کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔انتہائی شریف۔ایماندار اور بااصول افسر ہیں۔اس محکمے کی ساکھ بھی ان کی وجہ سے ہی قائم ہے "......واسطی نے جواب دیا۔

"کیا کنوائے میں سے کوئی ایسا ڈرائیور آپ بتا سکتے ہیں جس کا تعلق براہ راست دل مراد خان سے ہو" ...... عمران نے کہا۔

"براہ راست تعلق تو کسی ڈرائیور کا اتنے بڑے افسر سے ہو ہی نہیں سکتا۔ البتہ ایک بار مجھے اطلاع ملی تھی کہ انہوں نے خود انٹرویو لے کر ڈرائیورز کی ایک کھیپ ملازم رکھی ہے حالانکہ عام طور پر ڈرائیوروں کو ملازمت دینے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی قائم ہے لیکن آپ کس کنوائے کی بات کر رہے ہیں" ...... واسطی نے کہا۔

"وہ کنوائے جو اس وقت تک ہوٹل پہنچ چکا ہو گا۔ دارالحکومت سے آ رہا ہے تقریباً سو ٹرکوں کا کنوائے ہے" ...... عمران نے جواب دیا۔

"میں تو یہاں ہوں جناب۔ اب مجھے کیا معلوم کہ ان سو ٹرکوں پر کون کون سے ڈرائیور ہیں" ...... واسطی نے کہا۔

"یہاں فون موجود ہے۔ کیا آپ ہوٹل فون کر کے وہاں سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور کیا آپ کسی ایسے ڈرائیور کو یہاں بلوا سکتے ہیں جو براہ راست بھرتی کیا گیا ہو" ...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ پہلے آپ اپنا تعارف تو کرائیں" ...... واسطی نے کہا اور عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکالا اور اسے کھول کر واسطی کے سامنے رکھ دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ سپیشل پولیس کے ڈی آئی جی صاحب۔ اوہ۔ اوہ ویری سوری جناب۔ آپ تو بہت بڑے افسر ہیں آپ کے حکم کی تعمیل تو مجھ پر فرض ہے جناب" ...... واسطی نے کارڈ دیکھتے ہی بری طرح



کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شکریہ" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ واپس جیب ں رکھ لیا۔

"میں معلوم کرتا ہوں جناب۔ اور جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی روں گا" ...... واسطی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک طرف رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

"واسطی بول رہا ہوں طاہر" ...... واسطی نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"یس سر" ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"دارالحکومت کی طرف سے کوئی کنوائے آیا ہے" ...... واسطی نے کہا۔

"یس سر۔ ابھی چند لمحے پہلے پہنچا ہے۔ بلکہ پہنچ رہا ہے۔ بہت بڑا کنوائے ہے" ...... طاہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان میں سپیشل گریڈ والے ڈرائیورز بھی ہیں" ...... واسطی نے پوچھا۔

"جی ہاں کئی نظر آئے ہیں۔ کیوں" ...... طاہر نے کہا۔

"الف خان ڈرائیور بھی ہے" ...... واسطی نے پوچھا۔

"ابھی تک تو مجھے نظر نہیں آیا۔ اگر آپ کہیں تو میں پوچھ لوں کسی سے" ...... طاہر نے جواب دیا۔

"ہاں۔ فون ہولڈ رکھو اور معلوم کر کے مجھے بتاؤ" ...... واسطی

نے کہا۔

"بہت اچھا جناب" ...... طاہر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

"یہ الف خان کیا کوئی خاص آدمی ہے" ...... عمران نے کہا۔

"ہاں یہ اس گروپ کا سرکردہ آدمی ہے اور سنا جاتا ہے کہ سارا گروپ اس نے سلیکٹ کرایا تھا۔ اسے ہم سب سپیشل گریڈ گروپ کہتے ہیں کیونکہ ان کی تعیناتی سپیشل گریڈ میں ہوئی ہے" ...... واسطی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ہیلو" ...... چند لمحوں بعد طاہر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے" ...... واسطی نے پوچھا۔

"جناب الف خان کنوائے میں شامل ہے اس کا ٹرک ابھی پہنچا ہے" طاہر نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ الف خان کو ساتھ لے کر فوری طور پر یہاں میرے مکان پر پہنچ جاؤ۔ اس سے مجھے ایک انتہائی ضروری اور فوری کام ہے۔ لیکن سنو اسے اکیلے ساتھ لے آنا" ...... واسطی نے کہا۔

"جی ٹھیک ہے میں لے آتا ہوں اسے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور واسطی نے رسیور رکھ دیا۔

"وہ آ رہا ہے جناب۔ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے" ...... واسطی نے رسیور رکھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہم ڈیوٹی پر ہیں۔ اس لئے فی الحال کچھ نہیں۔ آپ اس الف



خان کو یہاں لے آئیں۔ طاہر کو واپس بھجوا دیں اور الف خان کو یہاں تک ہمارے متعلق کچھ بتائے بغیر لے آئیں" ...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ حکم کریں"۔ واسطی نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا اور چند لمحوں بعد ہی واپس آ گیا۔

"میں نے ملازم سے کہہ دیا ہے وہ طاہر کو واپس بھیج کر الف خان کو لے آئے گا۔ ورنہ وہ الف خان لازماً مجھ سے پہلے پوچھنے کی کوشش کرے گا کہ میں نے اسے یہاں کیوں بلوایا ہے کیونکہ اس سے پہلے میں نے کبھی اسے یہاں نہیں بلوایا تھا" ...... واسطی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کے بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا آدمی اندر داخل ہوا اس کے جسم پر سرکاری یونیفارم تھی اندر داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

"آؤ الف خان یہ سپیشل پولیس کے ڈی آئی جی صاحب ہیں۔ عامر خان اور جناب یہ الف خان ہے" ...... واسطی نے کہا۔

"مگر۔ مگر۔ میں۔ میں" ...... الف خان نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بیٹھ جاؤ الف خان" ...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ تو الف خان واسطی کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کے چہرے پر تذبذب کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سجاول کہاں ہے" ...... عمران نے الف خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اچانک کہا تو الف خان بے اختیار چونک پڑا۔

"ج ۔ ج ۔ اول ۔ لک ۔ لک ۔ کون ۔ سجاول ۔ میں تو کسی سجاول کو نہیں جانتا" ۔ الف خان نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

"دیکھو الف خان ۔ تم سرکاری ملازم ہو ۔ اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ سرکاری آدمی جب غلط کام کرے تو اس کو سزا بھی ڈبل ملتی ہے ۔ سپیشل پولیس کو معلوم ہے کہ اس کنوائے میں چالیس ٹرک ایسے ہیں جن میں انتہائی جدید اسلحہ لدا ہوا ہے اور جو سمگل کیا جا رہا ہے اور تم ان ٹرکوں میں سے ایک کے ڈرائیور ہو ۔ یہ تمہارے لئے آخری موقع ہے کہ تم اپنی جان بچا سکتے ہو ۔ ورنہ......" عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور اس کے ریوالور نکالتے ہی ٹائیگر اور جوانا کے ہاتھوں میں بھی ریوالور نظر آنے لگ گئے۔

"جی ۔ جی ۔ یہ سمگلنگ ۔ یہ اسلحہ ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" ۔ واسطی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"آپ خاموش رہیں ۔ ورنہ......" عمران نے غراتے ہوئے کہا اور واسطی بے اختیار سہم کر رہ گیا۔

"آپ کو غلط اطلاع ملی ہے جناب ایسی کوئی بات نہیں کنوائے کے ہر ٹرک میں گندم لوڈ ہے آپ بے شک ایک ایک ٹرک کھلوا کر چیک کر سکتے ہیں ۔ راستے میں تین چیک پوسٹس ہم نے کراس کی ہیں وہاں مشینوں سے چیکنگ ہوتی ہے اگر اسلحہ ہوتا تو اب تک پکڑا نہ جا چکا ہوتا" ۔ اس بار الف خان نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔



"تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہی درست ہے لیکن پھر سجاول نے جو گوٹھ سے جو اسلحہ لوڈ کرایا تھا وہ کہاں گیا ہے" ۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا وہ واقعی ذہنی طور پر الجھ گیا تھا کیونکہ الف خان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔

"مجھے کیا معلوم جناب میں تو کسی سجاول کو جانتا تک نہیں" ۔ الف خان نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جوب دیا۔

"جوانا تم باہر جاؤ ۔ میں نے چند اہم باتیں کرنی ہیں اور مجھے تنہائی چاہیے"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کا اشارہ سمجھ گیا ہو اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"الف خان ۔ اسلحہ سرکاری ٹرکوں میں لوڈ ہوا ہے اس کا حتمی ثبوت ہمارے پاس موجود ہے اور وہ ٹرک اس کنوائے میں شامل تھے اب تم کہہ رہے ہو کہ اس کنوائے میں کوئی ایسا ٹرک موجود نہیں ہے جس پر اسلحہ لوڈ ہو تو پھر تم بتاؤ گے کہ وہ ٹرک کہاں گئے ہیں" ۔ عمران کا لہجہ سخت تھا۔

"آپ جناب خواہ مخواہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں ۔ میں تو ایک معمولی سا ڈرائیور ہوں مجھے کیا معلوم کہ کون سجاول ہے اور کس نے اسلحہ لوڈ کرایا ہے ۔ اور اسلحہ کہاں ہے ۔ پھر وہ کنوائے اڈے پر موجود ہے ۔ سارے ڈرائیور بھی موجود ہیں ۔ آپ سپیشل پولیس کے بڑے افسر

ہیں آپ کا ہاتھ کون روک سکتا ہے جا کر سارے ٹرک اوپن کر کے جس طرح چاہے تلاش کر لیجیئے ۔ آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ درست ہے "...... الف خان نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" تمہارا مطلب ہے ہماری اطلاع غلط ہے "...... عمران نے کہا ۔

" اس کنوائے کی حد تک تو غلط ہے جناب ۔ باقی میں کچھ نہیں جانتا الف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے پھر مجھے سوچنا پڑے گا "...... عمران نے کہا اور خاموش ہو گیا ۔

" مجھے اجازت ہے "...... الف خان نے قدرے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ٹھہرو ۔ مجھے سوچنے دو "...... عمران نے کہا اور الف خان کندھے اچکا کر رہ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور جوانا اندر داخل ہوا ۔

" مسٹر واسطی ۔ آپ بھی جوانا کے ساتھ باہر جائیں ۔ میں نے الف خان سے ضروری بات کرنی ہے "...... عمران نے واسطی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" جی اچھا "...... واسطی نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا ۔ تو جوانا بھی اس کے پیچھے باہر چلا گیا ۔

" ہاں تو الف خان ۔ اب آخری بار پوچھ رہا ہوں کہ جو کچھ سچ ہے وہ



ہا دو "...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔

" جناب ۔ مم ۔ مم ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ مجھے معلوم نہیں ہے " ۔ الف خان نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ لیکن دوسرے لمحے عمران بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور الف خان چیختا ہوا اچھل کر نیچے ن پر جا گرا ۔ عمران کا زور دار تھپڑ پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھا ۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے ئے بڑھ کر اس کی گردن پر اپنا پیر رکھا اور اسے موڑ دیا اور اٹھنے کی شش کرتا ہوا الف خان ایک جھٹکے سے واپس گرا ۔ اس کا چہرہ تیزی ، مسخ ہوتا چلا گیا اور جسم تڑنے مڑنے لگ گیا ۔ حلق سے خرخراہٹ آوازیں نکلنے لگیں اور آنکھیں باہر کو ابل آئیں ۔

" بولو ۔ کہاں ہے اسلحہ "...... عمران نے پیر کو واپس موڑتے ئے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور الف خان کی حالت جس قدر تیزی سے ب ہوئی تھی اسی قدر تیزی سے سنبھلنے بھی لگ گئی ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ خدا کے لئے پیر ہٹا لو ۔ مم ۔ مم ۔ میری روح نکلی جا رہی ہ ۔ مم ۔ میں مرجاؤں گا ۔ پیر ہٹاؤ ۔ یہ کیسا عذاب ہے "...... الف ن نے گڑگڑاتے ہوئے کہا ۔

" بولو ۔ جو پوچھ رہا ہوں ۔ وہ بتاؤ ۔ ورنہ "...... عمران نے غراتے ئے کہا اور پیر کو ذرا سا دوبارہ موڑ دیا ۔

" بب ۔ بب ۔ بتاتا ہوں ۔ وہ ۔ وہ ۔ ٹرک اس کنوائے میں نہیں ۔ وہ خصوصی راستے پر گئے ہیں ۔ ان میں نہیں ہیں ۔ میں سچ کہہ رہا

ہوں۔ وہ یہاں نہیں ہیں وہ۔ وہ۔ وہ۔ علیحدہ ہیں "...... الف خان نے رک رک کر کہا اور عمران کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھاؤ ٹائیگر اور اس کا کوٹ عقب سے نیچے کر دو"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور پیر کو اس کی گردن سے ہٹا لیا اور عمران کا پیر ہٹتے ہی الف خان نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ ٹائیگر نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھینچ کر صوفے پر لا بٹھایا اور پھر اس سے پہلے کہ الف خان سنبھلتا اس نے اس کا کوٹ نیچے کر دیا اور اب الف خان بے بس ہو چکا تھا۔ لیکن الف خان کی طرف سے کوئی فوری رد عمل سامنے نہ آسکا۔ کیونکہ وہ ابھی تک پہلی والی کیفیت سے نکلنے میں مصروف تھا۔ وہ مسلسل لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

"ہاں۔ اب تفصیل سے بتاؤ۔ ورنہ اس بار تمہارا حشر پہلے سے بھی خراب ہو سکتا ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے پانی دیں۔ پانی۔ میرا سینہ پھٹا جا رہا ہے"۔ الف خان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی ٹھیک ہو جاؤ گے"...... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی بات درست ثابت ہوئی۔ الف خان چند لمحوں بعد ہی نارمل ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔



"یہ۔ یہ۔ تم نے کیا کیا تھا۔ مم۔ مم۔ میں تو "...... الف خان نے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر چیختا ہوا صوفے پر ہی پہلو کے بل گر گیا۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوم گیا تھا۔

"جو پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو۔ سمجھے "...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے الف خان کو دوبارہ سیدھا بٹھا دیا۔ تھپڑ اس قدر پر قوت تھا کہ الف خان جیسے مضبوط اور توانا آدمی کی ناک سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے تھے۔

"اسلحے کے چالیس ٹرک اس کنوائے میں شامل نہیں ہیں۔ البتہ چالیس ٹرکوں میں گندم کے اندر دھماکہ خیز مادہ موجود ہے۔ اسلحہ جن ٹرکوں میں لادا گیا تھا۔ وہ دارالحکومت میں رک گئے تھے "...... الف خان نے جواب دیا۔

"دھماکہ خیز مادہ۔ کیا مطلب اور اگر اس کنوائے میں اسلحہ نہیں ہے۔ تو پھر اس کے حفاظتی انتظامات کیوں اس انداز میں کئے جا رہے ہیں "...... عمران نے پوچھا۔

"بڑے صاحب نے فیصلہ کیا تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں اسلحہ کسی اور پارٹی کو فروخت کر دیا جائے اور چالیس ٹرکوں میں دھماکہ خیز مادہ لوڈ کر دیا جائے۔ ترانجن کے بعد جب یہ چالیس ٹرک کنوائے سے علیحدہ ہو جائیں۔ تو پھر انہیں راستے میں تباہ کر دیا جائے اور پارٹی سے کہا جائے گا کہ ان کے اسلحے میں ایسا بارود موجود تھا۔ جس کی وجہ سے ٹرک تباہ ہو گئے۔ اس طرح اسلحہ انہیں مفت ہاتھ آ جائے گا اور

سرکاری رپورٹ میں بھی یہی لکھا جائے گا کہ تخریب کاروں نے ٹرکوں پر بم مار کر انہیں تباہ کر دیا ہے" ........ الف خان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بڑے صاحب سے تمہارا مقصد دل مراد خان ہے" ........ عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔ وہی ہمارے بڑے صاحب ہیں" ........ الف خان نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ سٹور کہاں ہے ۔ جس میں یہ اسلحہ رکھا گیا ہے" ........ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا اور الف خان نے اس سٹور کا حدود اربعہ اور اس کی تفصیل بتا دی۔

"مراد خان اس وقت کہاں ہو گا" ........ عمران نے پوچھا۔

"وہ ملک سے باہر چلے جاتے ہیں ۔ جب بھی کوئی بڑا کام ہوتا ہے وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر چلے جاتے ہیں ۔ جب انہیں کام کے مکمل ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے ۔ اس وقت وہ واپس آتے ہیں" ۔ الف خان نے جواب دیا۔

"سجاول کہاں بیٹھ کر کنوائے کو کنٹرول کرتا ہے" ........ عمران نے کہا۔

"آپریشن روم میں" ........ الف خان نے جواب دیا۔

"آپریشن روم ۔ وہ کہاں ہے" ........ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کھاٹاری کی پہاڑیوں میں ایک ویران قلعے کے کھنڈرات ہیں ۔



ن کے نیچے تہہ خانے میں آپریشن روم ہے ۔ کنوائے وہاں لگی ہوئی شینوں پر باقاعدہ چیک بھی ہوتا رہتا ہے اور ان کے آدمی بھی ورٹیں دیتے رہتے ہیں ۔ پارٹی بھی ساتھ ہو گی ۔ اس طرح کل کو ٹی یہ نہ کہہ سکے گی کہ انتظامات درست نہ ہوئے تھے" ۔ الف خان ے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جن ٹرکوں میں دھماکہ خیز مادہ ہے ۔ ان کی نشانی کیا ہے" ۔ ران نے پوچھا۔

"ان سب کے رجسٹریشن نمبروں میں تین کا ہندسہ آتا ہے ۔ بس ی نشانی ہے" ........ الف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن راستے میں تو باقاعدہ مشین چیکنگ کی گئی تھی ۔ پھر دھماکہ یادہ کیوں ٹریس نہیں ہو سکا" ........ عمران نے کہا۔

"جناب ان ٹرکوں میں خصوصی آلات نصب ہیں ۔ چیک پوسٹ پر ن آلات کو ڈرائیور آن کر دیتے ہیں ۔ ویسے بھی چیکنگ سٹاف کے ے افسر کو باقاعدہ معاوضہ دیا جاتا ہے ۔ تاکہ چیکنگ صرف رسمی ہو ول کر چیکنگ نہ کی جاسکے" ........ الف خان نے جواب دیتے ہوئے ا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور دوسرے لمحے اس نے جیب ے سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ الف خان کچھ کہتا ۔ عمران ے ٹریگر دبا دیا اور گولی نے الف خان کی کھوپڑی کو کئی حصوں میں سیم کر دیا۔

"یہ تو بہت بڑا گینگ ہے اور باقاعدہ سرکاری سطح پر خوف ناک

سمگلنگ ہو رہی ہے "۔ عمران نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" یس باس اور نجانے کب سے یہ مکروہ دھندہ ہو رہا ہے "۔ ٹائ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران نے میز پر پڑے ٹیلی فو رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنا دی۔

" عمران بول رہا ہوں جناب۔ سرکاری سطح پر سمگلنگ کا ایک بہ بڑے ریکٹ کا سراغ لگایا گیا ہے "...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں اور اس کے ساتھ ہی اس نے اب تک ہونے والی تمام پیش رفت تفصیلات بتا دیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اب اس وقت وہ کہا سے فون کر رہا ہے۔

" لیکن سمگلنگ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ اس لئے تم مجھ سے کیا چاہتے ہو "...... ساری تفصیل سننے کے بعد دوسر طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا۔

" جناب۔ مجھے معلوم ہے۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے آپ اس دل مراد خان کی گرفتاری کے احکامات دے دیں۔ اعلیٰ حکا اسے گرفتار نہیں کریں گے اور وہ صاف بچ جائے گا "...... عمران کہا۔

" لیکن اس کے خلاف ثبوت کون مہیا کرے گا۔ بقول تمہارے سرکاری دورے پر ہے اور سجاد دل جو لیڈر انچارج ہے وہ پرائیویٹ تو



ہے۔ باقی رہے وہ ڈرائیور جو دھماکہ خیز مواد لے کر جا رہے ہیں تو ان کا ٹرک کے اندر بھرے ہوئے مال سے آگاہی قانوناً ضروری نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کے آنے پر اتنے بڑے افسر پر کوئی الزام ثابت ہو سکتا ہے "۔ دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ میں خود کچھ کرتا ہوں "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" چیف نے اس قدر تفصیل سننے کے باوجود بھی آپ کی بات پر اعتماد نہیں کیا "...... ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ بھی تو سرکاری آدمی ہے اور سب سرکاری آدمیوں کی نفسیات ایک ہی ہوتی ہیں۔ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ اس نے یہی جواب دینا ہے۔ لیکن میں نے فون اس لئے کیا تھا۔ تاکہ کل کو وہ یہ نہ کہہ سکے کہ اسے اس کاروائی سے آگاہ نہیں کیا گیا "...... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اب اس واسطی اور اس لاش کا کیا کرنا ہے۔ اگر یہ الف خان واپس نہ گیا تو مسئلہ خراب ہو جائے گا "...... ٹائیگر نے کہا۔

" ابھی سب کچھ ہو جاتا ہے۔ اب ہم آزاد ہو چکے ہیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے رسیور اٹھا کر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ سپیشل فورس۔ ہیڈ کوارٹر "...... رابطہ قائم ہوتے ہی

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کمانڈر اسلم خان سے بات کرائیں۔میں علی عمران بول رہا ہوں" عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسلم خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"بولنے کے ساتھ ساتھ وہ بڑی بڑی مونچھیں بھی تو ہل رہی ہوں گی یا انہیں موم لگا کر سخت کر لیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔عمران تم۔اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ تم ہی ہو۔ورنہ جب پی۔اے نے بتایا کہ کوئی علی عمران بات کرنا چاہتا ہے۔تو مجھے یقین ہی نہ آیا تھا"...... دوسری طرف سے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سچ پوچھو تو پچھلی ملاقات میں تمہاری مونچھوں کا وہ خوف ناک رقص دیکھا تھا کہ ابھی تک رات کو نیند میں ڈر کر اٹھ بیٹھتا ہوں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسلم خان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"سوری۔تمہارے کہنے سے تو میں مونچھیں کٹوانے سے رہا"۔ اسلم خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ کٹوا دو۔بس ذرا موم وغیرہ لگا لیا کرو۔



تاکہ جب تم بولو تو یہ تو محسوس نہ ہو کہ دو کالی چڑیلیں رمبا سمبا ڈانس کر رہی ہیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اسلم خان ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا کوشش کروں گا کہ تمہارے سامنے کم سے کم بولوں۔بہرحال بتاؤ۔کہاں سے بول رہے ہو"...... اسلم خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"زرجام قصبے سے تقریباً بیس میل پہلے بڑی شاہراہ پر سڑک سے ہٹ کر ایک ہوٹل سا بنا ہوا ہے۔جہاں سرکاری ٹرک رکتے ہیں۔اس ہوٹل سے تقریباً ایک کلو میٹر پیچھے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔اس میں اس ہوٹل کے مینجر واسطی کا مکان ہے۔اس مکان سے بول رہا ہوں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ کوئی خاص چکر ہے۔کیا بات ہے۔مجھے بتاؤ۔بڑے عرصے سے ترقی رکی ہوئی ہے۔پہلے بھی تم نے ایک بار ایسے ہی اچانک اطلاع دی تھی اور مجھے فوراً ترقی مل گئی تھی"۔اسلم خان نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"لیکن تم نے اس ترقی کے بعد کوئی دعوت وغیرہ تو کی ہی نہیں۔ساری ترقی خود ہی ہضم کر گئے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔وعدہ رہا پکا وعدہ۔ایک نہیں دو دعوتیں دوں گا"۔ اسلم خان نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اس ہوٹل کے سامنے اس وقت ایک سو سرکاری ٹرکوں کا

کنوائے موجود ہے اور اس کنوائے میں چالیس ٹرک ایسے ہیں جن میں دھماکہ خیز مادہ موجود ہے اور ٹرکوں کے اندر ایسے آلات نصب ہیں ۔ جن سے چیکنگ مشین کو بھی بے اثر کیا جا سکتا ہے اور کھاٹاری پہاڑیوں کے اندر ایک ویران قلعہ ہے ۔ جس کے نیچے تہہ خانوں میں باقاعدہ آپریشن روم بنا ہوا ہے ۔ مشینیں فٹ ہیں اور وہاں ارالحکومت کے ایک کلب کا مالک سجاول اس سارے کنوائے کو کنٹرول کر رہا ہے اور اس کے آدمی تین کاروں میں اس کنوائے کے آگے پیچھے مسلح حالت میں چل رہے ہیں "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ۔ مگر ۔ مقصد "...... اسلم خان نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مقصد تخریب کاری ۔ ان چالیس ٹرکوں کو کسی بھی وقت تباہ کیا جا سکتا ہے اور تخریب کاری روکنے کے لئے ہی تو حکومت تمہاری ان بڑی بڑی مونچھوں کی طوعاً وکرہاً پرورش کر رہی ہے "...... عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ۔ اچھا ۔ اب میں سمجھا ۔ چالیس سرکاری ٹرکوں کی تباہی ۔ پھر تو پورا کنوائے ہی تباہ ہو جائے گا ۔ ویری بیڈ ۔ بہت بڑی واردات ہے میں ابھی اس کا بندوبست کرتا ہوں "...... اسلم خان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس واسطی کے مکان میں ایک ڈرائیورز الف خان کی لاش موجود



گی ۔ وہ ان ٹرکوں کے خصوصی ڈرائیورز کا سرغنہ ہے اور منیجر واسطی اس کا ملازم بے ہوش ہو گا ۔ یہ دونوں بے گناہ ہیں ۔ سمجھ گئے ہو "۔ ران نے کہا۔

"بالکل سمجھ گیا ہوں ۔ تم فکر نہ کرو ۔ ان کا بال بھی بیکا نہ ہو گا "۔ وسری طرف سے اسلم خان نے جواب دیا۔

"او ۔ کے ۔ دعوت یاد رکھنا ۔ خدا حافظ "...... عمران نے سکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ ٹائیگر اب نکل چلیں ۔ اب سپیشل فورس خود ہی سب کچھ نبھال لے گی "...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور تیزی سے بیرونی روازے کی طرف مڑ گیا۔

جیپ انتہائی دشوار گزار پہاڑی راستے پر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد کا نوجوان تھا ۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر ایک چھریرے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے چوڑے چہرے پر سیاہ داڑھی اسے اور بھی زیادہ باوقار اور وجیہہ بنا رہی تھی ۔

"سردار عمران صاحب نے آخر کیوں آپ کو رانگی بلوایا ہو گا" ۔ ڈرائیور نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"کیا کہہ سکتا ہوں ۔ یہ تو وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہو گا" ...... نوجوان نے جواب دیا اور ڈرائیور خاموش ہو گیا ۔ تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جیپ نے ایک موڑ کاٹا تو ایک چھوٹی سی پہاڑی بستی سامنے نظر آنے لگ گئی ۔ جیپ کا رخ اس بستی کی طرف ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد جیپ بستی کے کنارے پر موجود ایک پختہ مکان کے



احاطے مین داخل ہو کر رک گئی ۔ جیپ رکتے ہی وہ دونوں نیچے اترے تو برآمدے میں موجود ایک پہاڑی نوجوان تیزی سے آگے بڑھا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے ۔

"سردار افضل آپ اور یہاں اس وقت" ۔ آنے والے نے قریب آ کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"ہاں ۔ ایک اہم کام تھا ۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں" ...... سردار افضل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا ۔

"نہیں سردار ۔ گڑبڑ کیسی ۔ آل از ۔ او ۔ کے ۔ مجھے تو حیرت آپ کے اس طرح بغیر اطلاع آنے پر ہو رہی ہے" ۔ نوجوان نے جواب دیا ۔

"آؤ ۔ اندر چل کر بات کرتے ہیں" ...... سردار افضل نے کہا اور پھر وہ تینوں عمارت کے اندر ایک کمرے میں پہنچ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔

"شیر دل ۔ سپیشل ٹرانسمیٹر مجھے دو" ...... سردار افضل نے ساتھ بیٹھے ہوئے جیپ ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر سردار افضل کے ہاتھ میں دے دیا ۔ سردار افضل نے اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا اور ٹرانسمیٹر پر موجود ایک چھوٹا سا بلب یک لخت جلنے بجھنے لگا ۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ ایس ۔ اے کالنگ اوور" ...... سردار افضل نے بار بار کال دینی شروع کر دی ۔

"یس ۔ پرنس اسٹنڈنگ یو ۔ کیا رپورٹ ہے اوور "...... دوسری طرف سے ایک مدھم سی آواز سنائی دی ۔

"پوائنٹ تھری سے کال کر رہا ہوں اوور "...... سردار افضل نے جواب دیا۔

"کوئی پرابلم اوور "۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں ۔ کوئی پرابلم نہیں ہے ۔ آل از ۔ او ۔ کے اوور "۔ سردار افضل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں آرہا ہوں اوور "۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سردار افضل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"رحمت چائے کا بندوبست کرو۔ بہت اہم مہمان آرہے ہیں ۔ اور شیر دل آؤ ہم باہر پھاٹک پر ان کا استقبال کریں گے "۔ سردار افضل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور شیر دل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کون سے مہمان ہیں سردار "...... رحمت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب آجائیں گے تو تعارف کرا دوں گا "...... سردار افضل نے کہا اور رحمت خاموشی سے سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے کمرے سے باہر آگیا۔ سردار افضل شیر دل کے ساتھ عمارت کے برآمدے میں آکر رک گیا۔ جب کہ رحمت کسی اور کمرے میں چلا گیا تھا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد ایک جیپ پھاٹک کے اندر داخل ہوئی اور تیزی سے عمارت کے سامنے کھڑی ہوئی سردار افضل کی جیپ کے قریب آکر رک گئی اور پھر



۔ میں سے دو آدمی نیچے اترے ۔ دونوں نے مقامی لباس پہنا ہوا تھا اور ے مہرے سے بھی مقامی ہی لگ رہے تھے ۔ جیپ پر نمبر پلیٹ بھی ئی ہی تھی ۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے برآمدے کی طرف ھ گئے۔

"خوش آمدید جناب ۔ میرا نام افضل ہے "...... افضل نے آگے ھتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"علی عمران "...... ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا تو ضل جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے گلے سے لگ گیا۔

"ارے ارے ۔ میری پسلیاں مقامی نہیں ہیں ۔ میرا مطلب پہاڑی ون کی طرح مضبوط نہیں ہیں ۔ شہری اور نرم و نازک سی ہیں "۔ ان نے مسکراتے ہوئے کہا اور سردار افضل بے اختیار ہنس کر پیچھے ٹ گیا۔

"آپ سے ملاقات کا تو میں ہمیشہ خواب دیکھتا رہا ہوں ۔ کاش میں پ کا اصل چہرہ دیکھ سکتا "...... افضل خان نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ۔ رات کو خواب میں ڈرتے رہو گے ۔ یہ ٹائیگر ہے ۔ میرا ساتھی اور ٹائیگر یہ سردار افضل ہے ۔ مشکبار تحریک آزادی ایک نڈر مجاہد "...... عمران نے اپنے ساتھی کا تعارف سردار افضل ے اور سردار افضل کا اپنے ساتھی سے کراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا ساتھی ہے شیر دل...... "افضل نے اپنے ساتھی کا تعارف رایا اور شیر دل نے آگے بڑھ کر عمران اور ٹائیگر دونوں سے بڑے

پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔
"آیئے۔ اندر بیٹھتے ہیں۔ آپ کی کال ملتے ہی میں فوراً روانہ ہو گیا تھا"۔ سردار افضل نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں سردار افضل اور شیر دل بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے رحمت اندر داخل ہوا۔ تو سردار افضل نے اس کا تعارف کرایا۔ اس نے بھی عمران اور ٹائیگر سے بڑے پرجوش انداز میں ہاتھ ملایا۔
"میں چائے لے آؤں"...... رحمت نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس چلا گیا۔
"سردار افضل۔ مشکبار میں تحریک کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے سردار افضل سے مخاطب ہو کر کہا۔
"تحریک پورے جوش و جذبے سے جاری ہے عمران صاحب اور جیسے جیسے کافرستانی فوج مظالم ڈھا رہی ہے۔ ویسے ویسے تحریک زور پکڑتی جا رہی ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں کہیں سے بھی اسلحہ نہیں مل رہا۔ ہمیں کافرستانی فوج سے چھینے ہوئے اسلحے سے ہی کام چلانا پڑتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس کی تعداد کس قدر محدود ہو گی۔ لیکن پھر بھی ہمارے حوصلے بلند ہیں"...... سردار افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"میں نے اسی لئے تمہیں یہاں بلوایا تھا سردار افضل کہ تم ہی مجاہدین کو اسلحہ سپلائی کرتے ہو اور میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ذریعے



مجاہدین تک جدید اسلحے کی ایک بڑی کھیپ پہنچائی جائے"...... عمران نے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ تو کیا حکومت پاکیشیا نے ہماری درخواست منظور کر لی ہے۔ اوہ۔ اس سے تو ہماری تحریک میں یقیناً نئی جان پڑ جائے گی"۔ سردار افضل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"نہیں۔ اس اسلحے کا حکومت پاکیشیا سے کوئی تعلق نہیں ہے اور حکومت پاکیشیا بین الاقوامی قوانین کا احترام کرتی ہے اور ویسے بھی اگر حکومت مجاہدین کو سرکاری طور پر اسلحہ سپلائی کرے تو اس سے بین الاقوامی سطح پر مجاہدین کی تحریک کو نقصان ہی پہنچے گا"...... عمران نے جواب دیا۔
"مگر۔ پھر"...... سردار افضل نے حیران ہو کر کہا۔
"حکومت گریٹ لینڈ نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے جدید اسلحے کی ایک بڑی کھیپ روسیاہ کی ایک سابقہ مسلم ریاست میں بغاوت کرانے اور وہاں فسادات کرانے کے لئے پاکیشیا کے ایک گروپ کے ذریعے سمگل کروائی۔ مجھے اطلاعات مل گئیں۔ چونکہ اس اسلحے کا تعلق حکومت پاکیشیا سے نہ تھا اور نہ حکومت پاکیشیا کو ایسے اسلحے کی اس کھیپ کے حاصل کر لینے سے کوئی فرق پڑتا تھا۔ اس لئے سیکرٹ سروس کے چیف نے فیصلہ کیا کہ جو اسلحہ گریٹ لینڈ کی حکومت نے ایک مسلم ریاست کے خلاف سپلائی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس اسلحے کو مشکبار کی تحریک آزادی میں کام آنا چاہئے۔ اسلحہ چونکہ گریٹ

لینڈ کا بنا ہوا ہے اور پاکیشیا ایسا اسلحہ استعمال نہیں کرتا۔ اس۔ اس اسلحے کی مجاہدین کے پاس موجودگی سے حکومت پاکیشیا پر کو حرف نہیں آئے گا۔ جب کہ مجاہدین کو اس اسلحے کے حصول سے۔ حد تقویت ملے گی اور چونکہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں سمگلنگ نہیں آتی۔ اس لئے چیف نے مجھے کہہ دیا کہ میں اپنے طور پر اس اسلحے مشکبار پہنچانے کا بندوبست کروں۔ چنانچہ میں نے اس سمگلر گروپ تو پاکیشیائی سپیشل فورس کو اطلاع دے کر پکڑوا دیا۔ لیکن اسلحہ نے پہلے ہی علیحدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اسلحہ سپیشل فورس کے ہاتھ نہ لگ سکا۔ پھر اس اسلحے کو دارالحکومت سے یہاں تک پہنچانے کے خصو انتظامات کئے گئے اور اس کے بعد میں نے تم سے رابطہ قائم کیا۔ تا یہ اسلحہ تمہارے حوالے کر دیا جائے"۔ عمران نے تفصیل بتا ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ مشکباریوں کے عظیم محسن ہیں جناب"۔ سردار افضل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ مشکباری دراصل پاکیشیا ہی جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم مشکبار کی تحریک آزادی کی جس طرح بھی ہو سکے مدد کریں۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ اسلحہ کہاں سٹور کیا جائے۔ جہاں سے تم اسے مشکبار آسانی سے پہ سکو"۔ عمران نے کہا۔

"کتنا اسلحہ ہے جناب"...... سردار افضل نے کہا۔



"ساٹھ ٹرک ہیں"...... عمران نے کہا تو سردار افضل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے۔ جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"سس۔ سس۔ ساٹھ ٹرک۔ اتنی بڑی تعداد۔ اوہ۔ اوہ۔ اس قدر بڑی کھیپ۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا"...... سردار افضل نے رک رک کر کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ یہ بڑی طاقتیں مسلم دشمنی کی خاطر ساٹھ ٹرک تو کیا ساٹھ ہزار ٹرک بھی بھجوا سکتی ہیں اور یہ اسلحہ ایک مسلم ریاست میں بغاوت کرانے کے لئے بھجوایا جا رہا تھا اور اس لحاظ سے یہ ایک معمولی مقدار ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ آپ کے لئے معمولی مقدار ہو گی۔ عمران صاحب۔ لیکن مشکباریوں کے لئے تو یہ غیر معمولی کھیپ ہے۔ یہ تو بہت بڑا تحفہ ہے مشکباریوں کے لئے"۔ سردار افضل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ سپیشل سپلائی ہے اور میں نے بڑی جدوجہد سے ساٹھ ٹرکوں کو یہاں تک پہنچایا ہے۔ تاکہ کافرستانی ایجنٹوں کو ان کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ اس وقت یہ ٹرک یہاں سے کچھ دور ایک خفیہ جگہ پر موجود ہیں۔ لیکن ظاہر ہے۔ رانگی سے آگے یہ نہیں جا سکیں گے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تم کیا طریقہ اختیار کرو گے۔ کیونکہ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اسلحے کی یہ کھیپ کافرستانی فوج کے ہاتھ لگ جائے اور وہ الٹا اسے مشکباریوں کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دے"۔ عمران نے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ نہیں عمران صاحب ۔ ہمارے پاس اب ایسے ذرائع موجود ہیں کہ اسلحہ بحفاظت مشکبار مجاہدین کے بڑے سٹور تک پہنچ جائے گا ہمارے پاس یہاں سے کچھ دور ایک ایسا سٹور موجود ہے ۔ جہاں اس اسلحے کو سٹور کیا جا سکتا ہے اور پھر وہاں سے اسے مخصوص ذرائع کی مدد سے مشکبار پہنچایا جا سکتا ہے ۔ اب آپ سے کیا چھپانا ۔ بہادرستان کی کچھ خاص تنظیمیں ہمیں اسلحہ سپلائی کرتی ہیں ۔ گو اس کی مقدار خاصی کم ہوتی ہے ۔ لیکن بہرحال جو کچھ وہ اپنے طور پر کر سکتی ہیں ۔ کر رہی ہیں "...... سردار افضل نے جواب دیا ۔ اسی لمحے رحمت اندر داخل ہوا اور اس نے چائے اور ساتھ ہی بسکٹ کی دو پلیٹیں ان کے سامنے رکھ دیں ۔

" رحمت ۔ جا کر رشید کو بلا لاؤ ۔ لیکن خیال رکھنا ۔ کسی کو اس کے یہاں آنے کا پتہ نہ چل سکے " ۔ سردار افضل نے رحمت سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" جی ۔ بہت اچھا جناب "...... رحمت نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا ۔

" رشید ہی اس خفیہ سٹور کا انچارج ہے ۔ اسی بستی میں رہتا ہے ۔ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں اور اسلحہ سٹور کرا دیتے ہیں "...... سردار افضل نے کہا ۔

" نہیں ۔ تم دونوں کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ تم



صرف رشید کو ہمارے ساتھ بھیج دو ۔ ہم نے اسی لئے مقامی میک اپ کئے ہوئے ہیں ۔ جب کہ تم مقامی میک اپ میں نہیں ہو ۔ احتیاط ضروری ہے "...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا ۔

" جیسے آپ حکم فرمائیں ۔ پھر آپ کا ہم یہاں انتظار کریں "...... سردار افضل نے کہا ۔

" نہیں ۔ اسلحہ سٹور کرا کر ہم ٹرکوں کے ساتھ واپس چلے جائیں گے ۔ تم اپنے انتظامات میں لگ جاؤ ۔ لیکن بس خیال رکھنا کہ یہ اسلحہ ہر صورت میں مجاہدین تک پہنچنا چاہئے "...... عمران نے کہا ۔

" آپ بے فکر رہیں جناب ۔ ایسا ہی ہو گا ۔ مجھے پوری طرح احساس ہے کہ اس اسلحے کو حاصل کرنے اور یہاں تک لے آنے میں آپ کو کس قدر محنت کرنی پڑی ہو گی "...... سردار افضل نے کہا ۔

" محنت اس وقت ہی بار آور ثابت ہو گی ۔ جب یہ اسلحہ صحیح ہاتھوں میں پہنچ جائے گا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران سردار افضل سے تحریک آزادی کے حوالے سے مزید معلومات حاصل کرنے میں مصروف ہو گیا ۔ کافی دیر بعد دروازہ کھلا اور رحمت کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی اندر داخل ہوا ۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سردار افضل کو سلام کیا ۔

" یہ رشید ہے جناب "...... سردار افضل نے رشید کا تعارف عمران سے کراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جب رشید کو جدید اسلحے سے لوڈ ساٹھ ٹرکوں کے بارے میں بتایا تو رشید کی بھی وہی حالت ہوئی جو اس

سے پہلے سردار افضل کی ہوئی تھی۔ عمران نے اس سے سٹور کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ سردار افضل۔ اب اجازت۔ وکٹری فار مجاہدین"۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"وکٹری فار مجاہدین"...... سردار افضل کے ساتھ ساتھ شیر دل رشید اور رستم نے کہا۔ ان سب کے چہرے جوش وجذبے سے تمتما اٹھے تھے۔

"آؤ رشید"...... عمران نے رشید سے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سردار افضل شیر دل اور رحمت کے ساتھ ان کے پیچھے چلتا ہوا باہر آگیا اور جب عمران اور ٹائیگر رشید کو اپنے ساتھ جیپ میں بٹھا کر واپس چلے گئے۔ تو سردار افضل نے ایک طویل سانس لیا۔

"عمران صاحب عظیم ہیں۔ عظیم مجاہد"...... سردار افضل نے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور واپس کمرے کی طرف مڑ گیا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ یہ بے حد مزاحیہ آدمی ہیں۔ لیکن یہ تو بے حد سنجیدہ ہیں"...... شیر دل نے کہا اور سردار افضل بے اختیار ہنس پڑا۔

"کبھی پھر ملاقات ہوئی اور حالات سازگار ہوئے تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنے سنجیدہ ہیں"...... سردار افضل نے ہنستے ہوئے کہا اور شیر دل بھی ہنس دیا۔



کار تیز رفتاری سے لینڈ آفیسرز کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا۔ جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا عقبی سیٹ پر جوانا موجود تھا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں گریٹ لینڈ باشندوں کے میک اپ میں تھے۔ جبکہ جوانا اپنے اصل چہرے میں تھا۔

"جیسے ہی مراد خان سے ملاقات ہو۔ تم نے ایکس۔ ڈی۔ ٹی۔ آن کر دینا ہے"...... عمران نے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیا۔

"باس۔ کیا یہ ضروری ہے کہ اس سے باقاعدہ اعتراف جرم کرایا جائے۔ اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس لے چلتے ہیں۔ دو تھپڑوں کے بعد خود ہی سب کچھ اگل دے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا اگل دے گا"...... عمران نے کہا۔

"یہی کہ وہی اس سمگلنگ گروپ کا چیف ہے "۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کے اعتراف کے بعد کیا ہو گا "........ عمران نے اسی طرح سادہ سے لہجے میں کہا۔

" اسے گولی مار دی جائے گی "۔ ٹائیگر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" گولی مارنے کے لئے اعتراف جرم کرانا ضروری ہے کیا "........ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" تو کیا۔ آپ اس پر مقدمہ چلوانا چاہتے ہیں۔ مطلب ہے باقاعدہ قانونی کارروائی۔ لیکن اس طرح تو اس کے بچ نکلنے کا سکوپ بن جائے گا۔ اس کے پاس بے پناہ دولت بھی ہوگی اور وہ بااثر آدمی بھی ہے "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں نے اس سے چند ضروری معلومات حاصل کرنی ہیں اور ان معلومات کے لئے ہمارا اس میک اپ میں جانا ضروری ہے "........ عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار لینڈ آفیسرز کالونی میں داخل ہو کر بی بلاک کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر بی بلاک کی کوٹھی نمبر ایک سو نتانوے کے بند گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔

" تم اندر ہی رہو گے "........ عمران نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور پھر وہ اس ستون کی طرف بڑھ گیا جس پر کال



بیل کا بٹن نصب تھا اور دل مراد خان کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔ جس کا لباس بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

" صاحب سے کہو۔ گریٹ لینڈ سے کرسٹل کے آدمی آئے ہیں "۔ عمران نے ایکریمن لہجے میں مقامی زبان بولتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یس سر۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں "۔ ملازم نے جواب دیا اور تیزی سے واپس سائیڈ پھاٹک میں چلا گیا۔ عمران مڑ کر دوبارہ سائیڈ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

" کیا آپ نے اسے فون کیا تھا "۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ اس لئے شاید اس نے ملازم کو ہدایات دے رکھی تھیں "۔ عمران نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ٹائیگر کار اندر لے گیا پورچ میں ایک سرکاری کار موجود تھی اور چار باوردی مسلح سپاہی بھی موجود تھے۔ کار روک کر عمران اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے۔ ملازم پھاٹک بند کر کے واپس آگیا۔

" آیئے جناب "........ ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ برآمدے سے گزر کر ایک انتہائی جدید اور شاندار انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ ملازم انہیں وہاں پہنچا کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا

اور ایک مضبوط بدن کا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔اس کی کنپٹیوں پر بالی سفید تھے ۔ جسم پر انتہائی قیمتی تراش کا تھری پیس سوٹ تھا۔ اس کی موچھیں گو چھوٹی تھیں ۔ لیکن ان کے کنارے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے ۔ جس کی وجہ سے اس کے چوڑے اور باوقار چہرے پر نامعلوم سی سختی کا تاثر نمایاں معلوم ہوتا تھا۔اس کے ہاتھ میں پائپ اور غیر ملکی پاؤچ تھا۔اس کے اندر داخل ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے ۔

" میرا نام مراد خان ہے "۔آنے والے نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

" میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے چارلس اور یہ ہے جوانا" ...... عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ اور رسمی جملوں کے بعد وہ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے ۔ مراد خان ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر اس طرح اکڑ کر بیٹھا تھا ۔ جیسے وہ کسی بہت بڑی سلطنت کا فاتح ہو اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ملاقات کا وقت دے کر اس نے ان پر احسان کیا ہو اور بیٹھتے ہی اس نے پائپ کو منہ سے لگایا۔انتہائی قیمتی غیر ملکی لائٹر سے اس نے اسے سلگایا اور پھر ایک لمبا کش لینے کے بعد وہ عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

"جی فرمایئے ۔ کیسے آنا ہوا" ...... مراد خان نے بڑے سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا۔

" فون پر آپ سے بات ہوئی تھی ۔ ہم اسی سلسلے میں آئے ہیں "۔



عمران نے کہا۔

" دیکھیئے ۔ وہ سرکاری فون تھا اور میں اس وقت انتہائی اہم دفتری کاموں میں الجھا ہوا تھا۔اس لئے میرے پاس تفصیل سے بات کرنے کا وقت ہی نہ تھا۔یہی وجہ تھی کہ میں نے ان صاحب کو جو اپنے آپ کو کسی سرکاری تنظیم کا چیف بتا رہے تھے ۔یہی کہا تھا کہ وہ میری رہائش گاہ پر آجائیں ۔ پھر میں بات سن سکتا ہوں ۔چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ کرسٹل کا حوالہ دے کر میرے آدمی آئیں گے اور اس لئے میں نے کوٹھی آتے ہی اپنے ملازم سے کہہ دیا تھا کہ جیسے ہی آپ آئیں گے آپ کو اندر بٹھایا جائے اور مجھے اطلاع دی جائے ۔ اب آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کہ آپ کا تعلق کس سرکاری تنظیم سے ہے ۔یہ کرسٹل کیا ہے اور آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں" ...... مراد خان نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

" لزا نے آپ کے خفیہ اکاؤنٹ میں ڈھائی کروڑ روپے جمع کرائے تھے ۔ وہ بھی واپس کر دیں اور اسلحے کی وہ کھیپ جو آپ نے پہلے ہی مرحلے میں سٹور کرا لی تھی وہ بھی واپس کر دیں ۔ تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے ۔ دوسری صورت میں ہمارے پاس آپ کے لئے اب بھی ایک آفر موجود ہے کہ آپ اس رقم میں وہی اسلحہ اب بھی سپلائی کر دیں ۔لیکن گارنٹی کے ساتھ ۔تو آپ سے کچھ واپس نہ لیا جائے گا "۔عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ کون لزا۔ کیسا اسلحہ اور کیسی رقم "۔

مرادخان نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کا آدمی سجاول۔ہیڈ کوارٹرانچارج جابر۔آپ کے خاص آدمی ہاشم اور ان کے ساتھی۔آپ کے گروپ کے ڈرائیور اور لزا سب سپیشل فورس کی تحویل میں ہیں۔ان سب نے حکومت کو پوری تفصیلات مہیا کر دی ہیں اور ان تفصیلات کے مطابق آپ نے شروع سے ہی اسلحہ کی کھیپ دارالحکومت میں اپنے کسی خفیہ سٹور میں رکھ دی تھی اور کنوائے کے ساتھ جو چالیس بڑے ٹرک تھے۔ان میں صرف آتش گیر مادہ تھا اور آپ کی پلاننگ یہ تھی کہ آپ ان ٹرکوں کو ترانجن کے بعد اندر موجود آتش گیر مادے سے تباہ کر دیں گے۔جب کہ آپ کا آدمی سجاول لزا کو ساتھ لے کر باقاعدہ کنٹرول روم میں بیٹھا رہا۔تاکہ اس کو یہی تاثر دیا جاسکے کہ آپ سپلائی کر رہے ہیں اور جب یہ چالیس ٹرک تباہ ہو جاتے تو آپ کہتے کہ تخریب کاروں نے سارا اسلحہ تباہ کر دیا ہے۔اس طرح آپ وہ رقم بھی ہضم کر جاتے اور اسلحہ بھی۔لیکن سپیشل فورس کے اچانک کنوائے پر چھاپے کی وجہ سے آپ کی یہ ساری سکیم ناکام رہی۔لزا کو ہم نے پولیس کی تحویل سے نکال لیا ہے۔لیکن آپ کے کسی آدمی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ آپ نے وہ اسلحہ دارالحکومت میں کہاں چھپایا ہے۔ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ حکومت آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرتی ہے یا نہیں۔یا آپ کے خلاف اسے کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔ہمیں تو اپنا اسلحہ اور اپنی رقم چاہئے اور بس"...... عمران کا لہجہ یکلخت خشک ہو گیا۔



"آپ اس وقت ایک بڑے سرکاری افسر کی رہائش گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔باہر مسلح گارد موجود ہے۔جو میرے ایک اشارے پر آپ کو حراست میں لے سکتی ہے۔اس لئے آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ خاموشی سے واپس چلے جائیں"...... مراد خان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سوچ لیں مراد خان صاحب۔یہ آپ کے پاس آخری موقع ہے۔ورنہ جو تنظیمیں اربوں پونڈ کا کاروبار کر سکتی ہیں۔ان کے لئے کسی بھی پیشہ ور قاتل کو چند ہزار روپے دے کر آپ کی عزت اور آپ کی جان لے لینا مسئلہ نہیں ہوا کرتا۔ہمارا باس اب بھی آپ پر اعتماد کرنے کے لئے تیار ہے۔ورنہ نہ آپ اس اسلحے سے کوئی فائدہ اٹھا سکیں گے اور نہ اس دولت سے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرے پاس وہ اسلحہ نہیں ہے۔میں کہاں سے اسلحہ لے کر آؤں۔وہ نجانے کس پارٹی نے اڑا لیا ہے۔وہاں میرے آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ٹرکوں میں بھر کر اسلحہ لے جایا گیا ہے۔میں ملک سے باہر تھا۔اب واپس آیا ہوں۔یہ رپورٹ ملی ہے میں وہ اسلحہ سپلائی بھی نہیں کر سکتا۔میں نے وہ اسلحہ صرف اس لئے روک لیا تھا کہ مجھے لزا نے بتایا تھا کہ کچھ اور پارٹیاں بھی اسلحے کے پیچھے ہیں۔اس لئے میرا خیال تھا کہ میں اسے علیحدہ سپیشل سپلائی بنا کر ٹارگٹ پر پہنچوا دوں گا لیکن سارا سیٹ اپ ہی الٹ ہو گیا"۔مراد خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہمارا بھی یہی خیال تھا ۔ بہرحال اب بھی ایک آفر موجود ہے کہ ہم آپ کو اتنی ہی تعداد میں مزید اسلحہ سپلائی کر دیتے ہیں ۔ لیکن اب آپ کو مزید پیمنٹ نہیں ہو سکے گی ۔ آپ اسی پیمنٹ میں اسے سپلائی کرا دیں ۔ ایسے کاموں میں نفع ونقصان تو ہوتے رہتے ہیں ۔ ہمارے لئے سپلائی کی اہمیت ہے اسلحے کی نہیں "...... عمران نے کہا تو مراد خان کے چہرے پر یک لخت رونق سی آ گئی ۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ اگر ایسا ہے تو میں تیار ہوں اور اس بار گارنٹی سے کام ہو گا "...... مراد خان نے تیز لہجے میں کہا ۔

"گارنٹی سے کام تو پہلے بھی ہوا تھا ۔ لیکن بہت بڑی کھیپ پکڑی گئی مگر اس سپلائی کے لئے اب آپ کو ہمیں پوری طرح مطمئن کرنا پڑے گا "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"دیکھو ۔ میں اس لہجے کا عادی نہیں ہوں ۔ میں اگر چاہوں تو تمہیں دھکے دے کر یہاں سے نکلوا سکتا ہوں ۔ میرے خلاف کوئی ثبوت کسی کے پاس نہیں ہے ۔ سرکاری طور پر میرا ریکارڈ ہر لحاظ سے صاف ہے ۔ میں ہمیشہ ہاتھ پیر بچا کر کام کرتا ہوں ۔ اس لئے آج تک کسی کو میری طرف انگلی اٹھانے کی بھی جرات نہیں ہوئی ۔ میں نے آپ لوگوں کی آفر بھی اس لئے قبول کر لی ہے کہ آپ کا نقصان ہوا ہے لیکن آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ ایسے لہجے میں مجھ سے بات کریں "۔ مراد خان نے انتہائی رعونت بھرے لہجے میں کہا ۔

"سردار جلال کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے "۔ عمران نے اچانک کہا ۔



"ہاں ۔ کیوں "...... مراد خان نے چونک کر پوچھا ۔

"اسے اس لئے گولی ماری گئی تھی کہ اس کی بابت حکومت کو علم ہو گیا تھا اور آپ سے اس لئے بات چیت ہوئی تھی کہ آپ خود حکومت کے آدمی ہیں ۔ لیکن سردار جلال کے پاس تو اس کے اپنے بے شمار مسلح محافظ تھے ۔ جب کہ آپ چار سرکاری سپاہیوں کا رعب ہمیں دے رہے ہیں ۔ آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ آپ کی یہ پوری کوٹھی آپ سمیت بموں سے اڑائی جا سکتی ہے ۔ آپ کا پورا خاندان موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے ۔ آپ کو آپ کے دفتر میں ہی گولی ماری جا سکتی ہے ۔ اگر ہم نے ایسا کرنا ہوتا تو ہمیں آپ سے ملنے کی بھی ضرورت نہ تھی ۔ ان میں سے کوئی بھی کام [illegible] فون کرنے سے بھی ہو سکتا تھا ۔ ہم آپ کے پاس کروڑوں ڈالر کا اسلحہ نقصان کرنے کے باوجود ایک آفر لے کر آئے ہیں کہ اب بھی آپ اپنی اور اپنے خاندان کی جان بچا سکتے ہیں ۔ آپ کو موقع دینا چاہتے ہیں اور آپ الٹا ہمیں دھمکی دے رہے ہیں "۔ عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تھا ۔

"آئی ۔ ایم ۔ سوری ۔ دراصل مجھے ایسا لہجہ سننے کی طویل عرصے سے عادت نہیں رہی ۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔ میں آپ کے اسلحے کی دوسری کھیپ سپلائی کرنے پر تیار ہوں "...... مراد خان نے کہا ۔

"لیکن پہلے آپ بتائیں گے کہ کس طرح ۔ آپ کا پہلا سیٹ اپ تو ختم ہو چکا ہے "...... عمران نے کہا ۔

"میرا ایک سیٹ اپ نہیں ہے ۔ کئی سیٹ اپ ہیں ۔ اس کی آپ

فکر نہ کریں"....... مراد خان نے کہا۔

"ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ آپ نے پچھلے دنوں اسلحے کی ایک بڑی کھیپ کسی مقامی تنظیم کو سپلائی کی ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے"....... عمران نے کہا۔

"مقامی تنظیم۔ کیا مطلب"....... مراد خان نے چونک کر کہا۔

"ایک خفیہ تنظیم ہے جس کا کوڈ نام ڈبلیو ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کو کس نے اطلاع دی ہے"....... مراد خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے چھوڑیں۔ اگر واقعی آپ نے ڈبلیو کو اسلحہ سپلائی کیا ہے۔ تو پھر ہمیں مزید کسی گارنٹی کی ضرورت نہیں۔ ہم مطمئن ہیں۔ کیونکہ ڈبلیو نے اب آئندہ اسلحے کی سپلائی کے لئے ہمیں کہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری اطلاع درست ہے۔ پہلے بھی میں اسے اسلحہ سپلائی کرتا رہتا ہوں"....... مراد خان نے کہا۔

"اس کا کوئی ثبوت آپ دکھا سکتے ہیں۔ صرف دکھا دیں۔ تاکہ ہماری تسلی ہو جائے"....... عمران نے کہا۔

"او۔ کے۔ میں لے آتا ہوں ثبوت"۔ مراد خان نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔ اس نے صوفے پر بیٹھ کر لفافے میں سے ایک کاغذ نکالا۔

"اس پر تحریر خصوصی کوڈ میں ہے۔ وہ تو آپ نہ پڑھ سکیں گے۔



البتہ اس پر ڈبلیو کا خفیہ مارک موجود ہے۔ وہ آپ چیک کر سکتے ہیں"۔ مراد خان نے کاغذ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے اس سے کاغذ لیا اور اسے بغور دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہم مطمئن ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اسلحہ کب اور کہاں بھیجا جائے"....... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کاغذ اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔

"یہ کاغذ مجھے واپس کر دیں۔ یہ آپ کے لئے بے کار ہے"....... مراد خان نے بھی اٹھتے ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر نیچے قالین پر جا گرا۔ عمران کا بھرپور تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ پھر نیچے گر کر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کی لات گھومی اور مراد خان کی کنپٹی پر بھرپور ضرب لگتے ہی اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"باہر جا کر سب کو بے ہوش کر دو"....... عمران نے ٹائیگر اور جوانا سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے مراد خان کو اٹھا کر دوبارہ صوفے پر ڈال دیا اور خود ایک طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جوانا اور ٹائیگر دوبارہ اندر داخل ہوئے۔

"سب کو گیس فائر کی مدد سے بے ہوش کر دیا گیا ہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"تم جا کر کوٹھی کی تلاشی لو۔ لازماً اس نے اپنا کوئی آفس بنایا ہوا

ہو گا۔وہاں اس ڈبلیو کے بارے میں مزید مواد بھی موجود ہو گا اور جو تم رسی تلاش کر کے لے آؤ اور اسے کرسی سے باندھ دو"...... عمران نے ٹائیگر اور جوانا دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں خاموشی سے مڑے اور واپس چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو بیلٹس پکڑی ہوئی تھیں۔

" ماسٹر۔رسی تو نہیں ملی۔میں ان سپاہیوں کی یہ بیلٹس لے آیا ہوں"۔جوانا نے کہا۔

" واہ۔سرکاری آدمی کو واقعی سرکاری بیلٹس سے ہی باندھا جانا چاہئے"۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا نے بھی مسکراتے ہوئے صوفے پر بے ہوش پڑے مراد خان کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے بیلٹ میں جکڑ دیئے اور پھر دوسری بیلٹ سے اس کی دونوں پنڈلیاں باندھ دیں۔عمران نے ایک ہاتھ سے اس کا جبڑا بھینچ کر کھولا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے اس کے دانتوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔چند لمحوں بعد جب وہ پیچھے ہٹا تو اس کی انگلیوں میں سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپسول دبا ہوا تھا۔اس نے اسے میز پر رکھ دیا اور پھر رومال سے ہاتھ صاف کرنے شروع کر دیئے۔

"اب اسے ہوش میں لے آنا ہے"...... جوانا نے کہا۔

" نہیں۔ٹائیگر کو واپس آنے دو۔اس کے بعد"...... عمران نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کتنے افراد تھے گھر میں"...... عمران نے پوچھا۔



" چار مسلح سپاہی اور چار ملازم تھے"...... جوانا نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

" اس کے دفتر کے ایک خفیہ سیف میں یہ فائل موجود تھی۔یہ بھی کوڈ میں ہی ہے"...... ٹائیگر نے ایک فائل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔عمران فائل کھول کر دیکھنے لگا۔فائل میں دو کاغذ تھے۔عمران چند لمحوں تک انہیں دیکھتا رہا۔

" ہونہہ۔تو یہ مراد خان کافرستان کا ایجنٹ بھی ہے۔ویری بیڈ"۔عمران نے کہا اور فائل بند کر کے اس نے میز پر رکھ دی۔

" اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے آگے بڑھ کر اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔چند لمحوں بعد مراد خان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگ گئے۔جب یہ آثار واضح ہو گئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹا لیا اور تھوڑی دیر بعد مراد خان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔تو عمران کے اشارے پر جوانا نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا بٹھا دیا۔مراد خان ہوش میں آتے ہی کراہنے لگا اور ساتھ ہی اس نے بے اختیار کسمسانا شروع کر دیا۔لیکن بیلٹس کی وجہ سے جب اس کے بازو آزاد نہ ہوئے تو اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

" یہ۔یہ۔تم نے کیا کیا ہے۔مجھے کیوں باندھا ہے"...... مراد خان نے کہا۔

"تاکہ تم کافرستان کی اس خفیہ ایجنسی کے ان دوسرے ایجنٹوں کے بارے میں بھی تفصیلات بتا سکو۔ جو تمہاری ماتحتی میں پاکیشیا میں خفیہ کارروائیوں میں مصروف ہیں اور خاص طور پر ڈبلیو تنظیم کے بارے میں بھی تمہیں تمام تفصیلات بتانی ہوں گی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ تنظیم بھی کافرستان کے تحت ہی کام کر رہی ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ تمہارا ان باتوں سے کیا تعلق ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہاری رقم بھی واپس کر دوں گا اور اسلحے کی قیمت بھی ادا کر دوں گا"۔ مراد خان نے کہا۔

"اس کے لئے مجھے اتنے تردد کی ضرورت نہ تھی۔ تمہارے آدمی سجاول نے بتایا ہے کہ تم ڈبلیو کو بھی اسلحہ سپلائی کرتے رہے ہو۔ لیکن وہ اس کی تفصیلات سے واقف نہ تھا۔ ڈبلیو کے متعلق سجاول نے بتایا ہے کہ وہ کافرستان کی خفیہ تنظیم ہے اور پاکیشیا میں وسیع پیمانے پر تخریب کاری اور دہشت گردی کے لئے کام کر رہی ہے اور اس بات کے علم میں آتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ تم نے گریٹ لینڈ کا یہ اسلحہ کیوں سٹور کر لیا تھا۔ اگر تم صرف اسلحے کے سمگلر ہوتے تو تم کبھی ایسی سازش نہ کرتے۔ کیونکہ اس طرح سمگلر کی ساکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے۔ تم نے یہ اسلحہ یقیناً ڈبلیو کے لئے روکا ہو گا۔ میں تمہیں اغوا بھی کرا سکتا تھا۔ لیکن مجھے خدشہ تھا کہ ایک تو تمہاری نگرانی ہو رہی ہو گی اور دوسرا یقیناً تم نے کوئی ایسا انتظام کر رکھا ہو گا



کہ تم فوری طور پر اپنے آپ کو ہلاک کر سکو۔ اس لئے مجبوراً مجھے کرسٹل کا باس بن کر تمہیں فون کرنا پڑا اور گریٹ لینڈ کے باشندوں کے میک اپ میں یہاں تمہاری رہائش گاہ پر آنا پڑا۔ تاکہ تمہاری نگرانی کرنے والے بھی مطمئن رہیں اور تم بھی۔ تم نے ڈبلیو سے رابطے کا اقرار تو کر لیا تھا۔ لیکن تمہارے دفتر کے خفیہ سیف سے ملنے والی اس فائل نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ تمہارا تعلق براہ راست کافرستان سے ہے اور تم اس کے ایجنٹ ہو اور تمہارا کوڈ نمبر سکس ون ہے۔ تمہارے دانت میں موجود کیپسول نکال لیا گیا ہے۔ اس لئے اب تم خود کشی نہیں کر سکتے۔ تمہاری نگرانی کرنے والے مطمئن ہوں گے کہ ہمارا تعلق اسلحے کی سمگلنگ سے ہے۔ تمہاری کوٹھی میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں قانون کے حوالے نہ کیا جائے تو ڈبلیو کے متعلق اور کافرستانی ایجنٹوں کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ کر تمہاری روح سے بھی یہ ساری معلومات اگلوالی جائیں گی"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم تم کون ہو کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے"۔ مراد خان نے کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو۔ پہلے بھی کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ جو کچھ کہنا ہے۔ فوراً کہہ ڈالو"......... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"دیکھو۔ میں تمہیں کثیر دولت دے سکتا ہوں۔ تم جتنی دولت چاہو۔ مجھ سے لے لو۔ لیکن میرا پیچھا چھوڑ دو"...... مراد خان نے کہا۔

"جوانا۔ خنجر نکالو اور اس وقت تک ہاتھ نہ روکنا جب تک یہ بولنا نہ شروع کر دے"...... عمران نے کہا اور جوانا نے جیب سے خنجر نکالا اور دوسرے لمحے مراد خان کے حلق سے بے اختیار کربناک چیخیں نکلنے لگیں۔جوانا نے انتہائی سرد مہری سے خنجر اس کے بازو میں اتار دیا تھا۔ مراد خان کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا تھا۔جوانا نے خنجر کھینچ کر دوسرا وار کیا۔مراد خان مسلسل چیختا چلا جا رہا تھا۔تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"بولو۔ورنہ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے۔مجھے کچھ نہیں معلوم۔مجھے کچھ نہیں معلوم"...... مراد خان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور بے ہوش ہو گیا۔

"یہ انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہے۔او۔کے۔اسے اٹھاؤ اور کار میں ڈال دو۔اب رانا ہاؤس میں اس سے خصوصی طور پر پوچھ گچھ ہو گی"۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا خیال ہے۔پہلے اس کے زخموں پر کپڑا باندھ دیں۔ورنہ تو رانا ہاؤس تک پہنچتے پہنچتے اس کا اتنا خون نکل جائے گا کہ شاید یہ جواب دینے کے بھی قابل نہ رہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ایسا ہی کرو اور پھر اسے اٹھا کر لے آؤ"...... عمران نے کہا اور میز پر موجود فائل اٹھا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔



عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"عمران صاحب۔کافرستانی دہشت گردوں اور تخریب کاروں کا بہت بڑا گروہ پکڑا گیا ہے۔میں تو اخبارات میں تفصیل پڑھ کر ہی حیران ہو گیا ہوں"...... بلیک زیرو نے سلام دعا کے بعد فوراً کہا۔

"ہاں۔میں نے اخبارات دیکھ لئے ہیں۔محاورہ تھا کہ انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں۔لیکن اپنا سپر نٹنڈنٹ فیاض تو اس گروہ کو پکڑ کر سالم کڑاہی میں پہنچ چکا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ویسے حیرت ہے کہ اتنا بڑا گروہ یہاں کام کر رہا تھا۔لیکن نہ ہی پولیس اس کا سراغ لگا سکی تھی اور نہ ہی انٹیلی جنس۔آخر یہ لوگ کیا کرتے رہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہی جو تم یہاں بیٹھے کرتے رہتے ہو" ........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" ........ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے۔ دفتر میں بیٹھے حکم چلاتے رہتے ہو۔ ایسے کیسز میں بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے اور بھاگ دوڑ کے لئے تو صرف سیکرٹ سروس ہی رہ گئی ہے" ........ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن عمران صاحب۔ آپ نے زیادتی کی ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو تمام تفصیلات بتا کر اس گروہ کو پکڑوایا ہے ........ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ گروہ تو آپ پکڑ لاتے اور فیاض صاحب سے وضاحت طلب کرتے کہ وہ کیا کرتا رہا ہے" ........ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے تو میں نے فون پر بات کی تھی۔ تم نے تو صاف انکار کر دیا تھا کہ سمگلنگ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتی اور مراد خان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے" ........ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے تو خود ہی کوڈ میں اشارہ کر دیا تھا کہ میں اس قسم کا جواب دوں اور اب گلہ بھی آپ ہی کر رہے ہیں" ........ بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔



"مجھے معلوم جو تھا کہ تم نے بعد میں بھی یہی جواب دینا تھا کہ جب کیس سیکرٹ سروس کا نہیں ہے۔ تو پھر چیک کیسا۔ اب کم از کم سپرنٹنڈنٹ فیاض سے شاندار ڈنر کھانے کا موقع تو بن گیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رحم ڈال دیا۔ تو ہو سکتا ہے کہ بیچارے آغا سلیمان پاشا کا بھی کچھ قرضہ اتر جائے" ........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے عمران صاحب۔ اس بات کا تو تصور تک نہ تھا کہ ایک عام سے قتل کے کیس کا نتیجہ یہ نکلے گا" ........ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ میرے بھی ذہن میں یہ بات نہ تھی۔ لیکن کڑیاں جڑتی چلی گئیں۔ رشید پر قتل کے الزام کی تحقیقات میں سردار جلال کا نام سامنے آیا اور پھر سردار جلال ختم ہو گیا۔ تو رشید نے مراد خان کی ٹپ دے دی۔ مراد خان کی ٹپ سے نہ صرف روسیاہ کی سابق مسلم ریاست کے خلاف سپیشل سپلائی کو ناکام بنانے کا موقع ملا بلکہ یہ سپیشل سپلائی مشکباریوں کے کام آ گئی۔ اس سپیشل سپلائی کے سلسلے میں مراد خان کا آدمی سجاول ہاتھ آیا۔ تو اس نے ڈبلیو اور مراد خان کی ٹپ دے دی اور مراد خان جب قابو آیا تو اس طرح نہ صرف کافرستانی تخریب کاروں اور دہشت گردوں کا بہت بڑا گروہ پکڑا گیا بلکہ مراد خان کے تحت کام کرنے والے کافرستانی ایجنٹوں کی بھی ایک کافی بڑی تعداد سامنے آ گئی۔ کڑی سے کڑی جڑتی چلی گئی" ........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے عمران صاحب۔ میں اب ایک اور بات سوچ رہا ہوں کہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار کو اب بڑھانا چاہئے۔ ہم غیر ملکی تنظیموں کے خلاف کام کرتے رہ جاتے ہیں اور یہاں ہمارے ملک میں دشمنوں کے ایجنٹوں کا سلسلہ سرطان کی طرح پھیلتا چلا جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کاغذی کارروائیوں کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل بات کام ہے۔ کام ہونا چاہئے اور کام کرنے سے تمہیں یا تمہاری سیکرٹ سروس کو کس نے روکا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ ایک اہم پرابلم پیش آگیا ہے ایک بہت بڑے سرکاری افسر دل مراد خان کو اس کی رہائش گاہ سے غیر ملکیوں نے اغوا کر لیا ہے۔ اعلیٰ حکام اس سلسلے میں بے حد پریشان ہیں۔ کیونکہ دل مراد خان ایک اہم سیٹ پر تھا۔ اس کے اس طرح دن دھاڑے اغوا نے اعلیٰ حکام میں خوف وہراس پیدا کر دیا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن آپ کیوں پریشان ہیں۔ آج کل مرادوں بھرے دل کہاں ملتے ہیں۔ ایک مل گیا تو لے جانے والے لے اڑے۔ آپ کے پاس تو مرادوں بھرا دل ایک طرف۔ سرے سے دل ہی نہیں ہے۔ وہ تو آپ



طویل عرصہ ہوا آنٹی کے حوالے کر چکے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ غیر ملکیوں کے واردات میں شامل ہونے کی وجہ سے معاملہ زیادہ سیریس ہو گیا ہے"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ غیر ملکیوں کو مرادوں بھرا دل نہیں چاہئے ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی مذاق"...... سر سلطان نے بری طرح جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے آج اخبارات میں تو پڑھ لیا ہو گا کہ کافرستانی دہشت گردوں اور تخریب کاروں کا ایک بہت بڑا گروہ پکڑا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں پڑھا ہے۔ لیکن اس کا اس افسر کے اغوا سے کیا تعلق"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑا گہرا تعلق ہے۔ ان لوگوں کے دل کی مراد یہ تھی کہ پاکیشیا کو نقصان پہنچایا جائے اور قدرت نے ان کی یہ مراد پوری نہ ہونے دی۔ اس لئے دل مراد صاحب دل مراد کی بجائے دل نامراد میں تبدیل ہو گئے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیا تمہارا مطلب ہے کہ اس گروہ کے پیچھے دل مراد ہے"...... سر سلطان کے

لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے انہیں عمران کی بات پر کسی طرح بھی یقین نہ آ رہا ہو۔

"سر سلطان۔ دل مراد خان کافرستان کا ٹاپ ایجنٹ تھا۔ اس کے تحت یہاں پاکیشیا میں ڈیڑھ سو انتہائی خطرناک ایجنٹ کام کر رہے تھے اور یہ ڈیڑھ سو ایجنٹ پاکیشیا کے انتہائی اہم اور حساس شعبوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ اس کے علاوہ دل مراد خان کافرستانی دہشت گردوں اور تخریب کاروں کے گروہ کی بھی سرپرستی کر رہا تھا۔ دہشت گردوں اور تخریب کاروں کے اس گروہ کو تو سنٹرل انٹیلی جنس نے بے نقاب کر دیا ہے اور آج کے اخبارات میں آپ نے اس کی تفصیل پڑھ لی ہے۔ لیکن ڈیڑھ سو ایجنٹوں کو وزارت دفاع کی سپیشل سیکورٹی نے گرفتار کر لیا ہے اور اس کی خفیہ رپورٹ وزارت دفاع کے ذریعے صدر مملکت تک پہنچ چکی ہو گی"...... عمران کا لہجہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"اوہ اوہ۔ اتنا بڑا سرکاری افسر اور اس قسم کی ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو پاکیشیا کے لئے انتہائی خطرناک صورت حال ہے۔ اگر دل مراد خان جیسے عہدے کا افسر کافرستان کا ایجنٹ ہو سکتا ہے۔ تو پھر یہاں کسی پر کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے"۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی حکومت کے لئے فکر کرنے کی بات ہے۔ میں نے بھی اس سلسلے میں غور کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ حکومت کو اہم اور



حساس شعبوں میں کام کرنے والے تمام افسران کے بارے میں انتہائی خفیہ انداز میں چھان بین کرنی چاہئے۔ ایسا سیل بنانا چاہئے۔ جو ایسے تمام افسران جو اہم عہدے پر مامور ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کو چیک کرے۔ ان کے رابطوں کو چیک کرے۔ ان کے رہن سہن۔ ان کے خفیہ بنک بیلنس ان کی جائیدادوں کی چھان بین اس طرح کی جائے کہ انہیں اس چیکنگ کا شبہ بھی نہ ہو سکے۔ اس طرح ہم ان ناسوروں کو شناخت بھی کر سکیں گے اور انہیں علیحدہ بھی کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری تجویز مناسب ہے۔ عمران بیٹے۔ واقعی ایسا ہونا چاہئے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے چیف سے کہہ کر اس تجویز کو باقاعدہ سرکاری سمری کی شکل میں بھجوا دو تاکہ اس پر فوری عمل درآمد کرایا جا سکے۔ وہ نامراد اب ہے کہاں"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"اس نے خودکشی کر لی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"خس کم جہاں پاک۔ ٹھیک ہے۔ لیکن تمہاری باتوں سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس ساری کارروائی کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے۔ نام تو سنٹرل انٹیلی جنس کا لیا جا رہا ہے تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو عام طور پر ایسے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالا کرتے"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے مسکرا کر انہیں مختصر طور پر ایک نوجوان طالب علم کے خلاف قتل کے الزام اور پھر اس سلسلے میں کارروائی آگے بڑھنے اور پھر اس سارے گروہ کے سامنے

آنے کی خاص خاص باتیں بتا دیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی ہولناک بات ہے۔ اتنی بڑی مقدار میں جدید اسلحے کی سرکاری ٹرکوں کے ذریعے سمگلنگ اوہ ویری بیڈ۔ عمران بیٹے۔ تم اس سلسلے میں باقاعدہ رپورٹ بنا کر بھیجو۔ یہ ضروری ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"نہیں رپورٹ بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلحہ مشکباری مجاہدین کے پاس پہنچ چکا ہے اور بس اتنا ہی کافی ہے۔ اگر اسے تحریر میں لایا گیا تو جس طرح کافرستانی ایجنٹ سرکاری اداروں میں گھسے ہوئے ہیں۔ یہ رپورٹ چوری بھی ہو سکتی ہے اور اس رپورٹ کے منظر عام پر آتے ہی کافرستان کے ہاتھ ایک ایسا ثبوت آجائے گا۔ جس کی تردید کسی صورت بھی ممکن نہ رہے گی کہ پاکیشیا مشکباری تحریک کو اسلحہ سپلائی کر رہا ہے۔ حالانکہ اس اسلحے کا نہ ہی تعلق حکومت پاکیشیا سے ہے اور نہ حکومت پاکیشیا نے یہ اسلحہ مشکبار بھجوایا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے بالکل درست بات کی ہے۔ او کے۔ میں صدر صاحب کو تفصیلی رپورٹ دے دوں گا اور میرے خیال میں یہی کافی ہے"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"دل مراد خان تو ابھی زندہ ہے۔ آپ نے سر سلطان سے کیوں کہہ دیا کہ اس نے خود کشی کر لی ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے



لہجے میں کہا۔

"سر سلطان۔ فوراً اسے قانون کے حوالے کرنے کی بات کرتے اور مشکبار کو اسلحے کی سپلائی کا معاملہ اوپن ہو جاتا۔ میں نے وہ زہریلا کیپسول واپس اس کے دانت میں رکھوا دیا ہے۔ جوزف اور جوانا اسے ہوش میں لاتے ہی اسے جیسے ہی اس بارے میں بتائیں گے مجھے یقین ہے کہ وہ فائرنگ اسکواڈ کا سامنا کرنے کی بجائے خود کشی کرنا زیادہ بہتر سمجھے گا اور ہو سکتا ہے اب تک اس نے خود کشی کر بھی لی"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ وہ دل مراد خان کا کیا حال ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس نے زہریلا کیپسول چبا کر خود کشی کر لی ہے باس"۔ جوزف نے جواب دیا۔

"کب"...... عمران نے پوچھا۔

"جیسے ہی وہ ہوش میں آیا میں نے اسے بتایا کہ اس کی داڑھ میں زہریلا کیپسول واپس رکھ دیا گیا ہے۔ تاکہ جب اسے قانون کے حوالے کیا جائے تو انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس نے یہ کیپسول بھی رکھا ہوا تھا۔ اس نے یہ سنتے ہی میری منتیں کرنی شروع کر دیں کہ

جتنی دولت میں چاہوں اس سے لے لوں اور اسے یہاں سے فرار کرا دوں ۔ لیکن میں نے اسے بتایا کہ وہ اب فرار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے جرائم کی لسٹ بہت بڑی ہے اور خصوصی عدالت ایک گھنٹے بعد یہیں اسی عمارت میں اجلاس کرنے والی ہے اور اس کے بعد اسے فائرنگ اسکواڈ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ تو وہ مایوس سا ہو گیا۔ میں اس کے کمرے سے باہر آ گیا۔ کچھ دیر بعد میں واپس گیا تو وہ مر چکا تھا۔ اس نے زہریلا کیپسول چبا لیا تھا" ........ جوزف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" سجاول اور لزا کی طرح اس کے منحوس جسم کو بھی برقی بھٹی کے حوالے کر دو ۔ یہ غدار ہیں اور غداروں کا یہی انجام ہوتا ہے" ۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" دیکھا ۔ میں نے سر سلطان سے جھوٹ نہیں بولا تھا ۔ وہ پہلے ہی خود کشی کر چکا ہے" ........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تم تو کنجوس آدمی ہو ۔ تم سے تو کسی چیک کی بات کرنا ہی فضول ہے ۔ لیکن اگر تم اجازت دو تو میں سپرنٹنڈنٹ فیاض سے سپیشل کار کی بات کر لوں ۔ اسے فروخت کر کے ہی کچھ نہ کچھ دال دلیا کر لوں گا" ۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" سپیشل کار ۔ کیا مطلب" ........ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"اس نے سپیشل کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ تو اس سپیشل کارنامے



میں بے شک نامہ وہ اپنے پاس رکھ لے لیکن سپیشل کار تو میرا حق ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

" عمران صاحب ۔ اب اگر آپ نے مجھے کنجوس کا لقب دے ہی دیا ہے تو پھر آپ کو فون باہر جا کر کسی پبلک بوتھ سے کرنا پڑے گا۔ یہ سرکاری فون ہے اور اسے کسی سرکاری کام کے لئے ہی استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ اس کا بل سرکاری خزانے سے ادا کیا جاتا ہے" ۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یعنی اب بے چارہ علی عمران ایک فون کال بھی سرکاری کھاتے سے نہیں کر سکتا" ........ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" بے چاروں کے لئے حکومت نے سرکاری کانجی ہاؤس تیار کئے ہیں جہاں بے چاروں کو چارہ مل جاتا ہے" ........ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ بلیک زیرو کی بے ساختہ اور بھرپور چوٹ نے اسے دل کی گہرائیوں سے ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔

**ختم شد**

عمران سیریز میں ایک دلچسپ ہنگامہ خیز اور ایکشن سے بھرپور ناول

# ہاٹ فیلڈ

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

ہاٹ فیلڈ ۔ ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا پر اقتدار کی خواہاں تھی لیکن اس کا نام تک کوئی نہ جانتا تھا ۔

ہاٹ فیلڈ ۔ ایک ایسی تنظیم جس کے تحت پوری دنیا میں سینکڑوں مجرم تنظیمیں اور گروپ کام کر رہے تھے لیکن یہ تنظیمیں اور گروپ ہاٹ فیلڈ کے نام سے بھی واقف نہ تھے ۔

گرانڈ ماسٹر ۔ ہاٹ فیلڈ کی ایک ایسی ماتحت تنظیم جس نے عمران اور سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم پر اس وقت فائر کھول دیا جب عمران نے اپنی بہن ثریا کی شادی کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دعوت دے رکھی تھی۔ ایک ایسا حملہ جس کا نشانہ عمران اور پوری سیکرٹ سروس تھی کیا حملہ کامیاب رہا۔ یا؟

پی ۔ ون گروپ ۔ ایکریمیا کا ایک ایسا گروپ جو براہ راست ہاٹ فیلڈ کے تحت تھا اور جس نے پاکیشیا میں تخریب کاری اور خونریزی کی انتہا کر دی ۔

پی ۔ ون گروپ ۔ جس کی وجہ سے پہلی بار عمران نے ہاٹ فیلڈ کا نام سنا اور پھر اس نے ہاٹ فیلڈ کی تلاش شروع کر دی۔ مگر دنیا کی کوئی معلومات فروخت کرنیوالی ایجنسی، کوئی آدمی ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ تھا ۔ کیوں ۔؟

گرانڈ ماسٹر ۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر اس وقت اچانک اندھا دھند فائر کھول دیا جب وہ ملک ناڈا کے ایئرپورٹ پر اترے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے عمران اور اس کے ساتھی جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور ٹائیگر خون میں لت پت سینکڑوں افراد کے سامنے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے۔ کیا واقعی ایسا ہو گیا؟

رین ۔ گرانڈ ماسٹر کا چیف جسے پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے پر موت کی سزا دی گئی۔ کیوں؟

رجر ۔ گرانڈ ماسٹر کا دوسرا چیف جس نے عمران کے کہنے پر خود اپنے ہاتھوں پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا ۔ کیوں ؟

مادام گاربو ۔ ہاٹ فیلڈ کے ایک ایسے گروپ کی چیف جس نے گرانڈ ماسٹر رجر کو اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ۔

مادام گاربو ۔ جس کے گروپ میں پولیس آفیسر بحیثیت مجرم شامل تھے اور پھر پولیس اور مجرم دونوں نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا حصار کھینچ دیا ۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ۔؟

مادام گاربو ۔ ایک ایسا کردار جسے اس بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا کہ کہیں اس کے ذریعے عمران ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ ہو جائے ۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشن ۔

لارڈ ۔ ہاٹ فیلڈ کا ایک ایسا نمائندہ جو ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی کا چیف تھا اور جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیتے جی تابوتوں میں بند کر دیا ۔ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان تابوتوں سے نجات مل سکی ۔ یا ۔ ؟

- عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے خونریز جدوجہد کی۔ بےشمار تنظیموں اور گروپوں سے ٹکرانے اور بے پناہ قتل و غارت کے باوجود کیا وہ ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کچھ جان سکے یا انہیں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا ۔
- حیرت انگیز تیز رفتار مسلسل اور بے پناہ ایکشن کا ایک ایسا شاہکار جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان